DATA ENTERED

روشنی ہی روشنی

حصہ اوّل

بیگم انیس مجید خان کے لیکچرز سے ماخوذ

With the
Compliments
of

مؤلف
زیارت غوری

Presentation
ESENA FOUNDATION
Not For Sale
By
ZIARAT GHORI

Marfat.com

۱۔ ۶۰۔ ۷ ۹ ۲
۱ ۔ ۔ ر
۳۵۸۵۸

جملہ حقوق محفوظ

ج - ۱

نام کتاب ------------- روشنی ہی روشنی
(بیگم انیس مجید خان کے لیکچرز سے ماخوذ)

حصہ ------------- اول

ترتیب و تالیف ------------- زیارت غوری

سال اشاعت ------------- 1995ء

تعداد ------------- 1000

قیمت -------------

DATA ENTERED

الرحمان پبلشرز ۔ فیروزپور روڈ. لاہور

Marfat.com

ترتیب

1	پیش لفظ	7
2	دیباچہ	9
3	راہ خدا میں خرچ کرنا	10
4	تعلیم کی اہمیت و فضیلت	21
5	احسان کی اہمیت اور طریقے	27
6	اسلامی معاشرہ کی خصوصیات	37
7	اچھے شہریوں کے اوصاف	44
8	امت کا مفہوم اور فرائض	50
9	خدمت خلق کی اہمیت	57
10	اخوت کی اہمیت اور تقاضے	64
11	تبلیغ اور اس کے اصول	72
12	بد اخلاقی کی ممانعت	82
13	جہاد	90
14	حق کی گواہی	98
15	عقیدہ توحید کے اثرات	100
16	القرآن	110
17	اطاعت رسول اور قرآن	116
18	ریا کاری	120

Marfat.com

19 توبہ کا مفہوم اور اہمیت 30

20 امداد باہمی اور قرآن 39

21 مساوات اور قرآن 144

22 ارتکاب گناہ کا سبب 148

23 غیر مسلموں سے رواداری 153

24 کلام میں شائستگی 157

25 تکبر کی حقیقت 161

26 والدین کی نافرمانی 166

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

پروردگار عالم نے انسان کو یہ اطمینان دلا کر اس کائنات ارضی پہ عارضی زندگی گزارنے کے لئے بھیجا کہ ہم تمہیں کبھی بھی اکیلا اور بے یارو مددگار نہیں چھوڑیں گے بلکہ تمہاری رہنمائی کا مکمل انتظام کیا جائے گا اور اللہ تبارک تعالیٰ نے یہ وعدہ پورا بھی کیا ہزاروں انبیاء علیہ السلام بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لئے معبوث فرمائے گئے آسمانی کتابیں نازل فرمائی گئیں۔ اسی سلسلہ کی آخری کڑی خاتم الانبیاء رحمت للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قرآن مقدس آخری آسمانی کتاب۔ چونکہ پروردگار عالم اس بات سے بھی بخوبی آگاہ تھے کہ انسان جو ازل سے رہنمائی کا محتاج ہے اور آئندہ بھی رہے گا۔ اس لئے رہنمائی کا فرض حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے ان نیک لوگوں کے سپرد کر دیا گیا (یعنی تبلیغ دین کا فریضہ) جو خود بھی حضورؐ کی حیات طیبہ کو سامنے رکھ کر ان ہی کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں اور قرآنی علوم سے بھی مکمل آگاہی رکھتے ہوں۔ تاریخ گواہ ہے کہ امت مسلمہ میں ہزاروں ایسے برگزیدہ لوگ گزرے ہیں جنہوں نے تن من دھن تبلیغ اسلام کی خاطر قربان کر دیا اور پوری زندگی اللہ کے دین کو پھیلانے میں گزار دی۔ انہوں

Marfat.com

نے تعلیمات قرآن سے اپنوں اور غیروں کو آگاہ بھی کیا اور خود بھی حضور اکرمؐ کی اتباع کرتے ہوئے ان تعلیمات کا مجسم نمونہ بن کر دکھلایا۔ ایسی عظیم ہستیاں ہر دور میں گزری ہیں اور آج بھی ہیں۔ ایسی ہی ایک بزرگ ہستی بیگم انیس مجید خان ہے جن کا پورا نام سیدہ انیس فاطمہ امام ہے۔ آپ نجیب الطرفین ہیں اور امت مسلمہ کی رہنمائی (یعنی تبلیغ دین) کا فریضہ احسن طریقے سے پورا کر رہی ہیں۔ دینی علوم پر مکمل دسترس رکھتی ہی۔ قرآن پاک کی مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف کتب کی مصنف بھی ہیں۔ "دی انٹرنل میسج آف اسلام" آپ کی مایہ ناز تصنیف ہے۔ جو دنیا کے کونے کونے میں سراہی جا رہی ہے۔ (یاد رہے یہ کتاب انگریز زبان میں) اکثر دیگر مذاہب عالم کے پیروکاروں کو ٹھوس دلائل کے ساتھ دین اسلام کی دعوت دیتی رہتی ہیں۔ زیر نظر کتاب " روشنی ہی روشنی" بیگم انیس مجید خان کے ان لیکچرز سے ماخوذ ہے جن کا اہتمام آپ بیرون ملک خاص طور پر یورپین ممالک میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں کرتی رہتی ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں تعلیمات اسلام پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اس بزرگ خاتون کو جو تبلیغ دین کی خاطر ملک ملک مصروف عمل ہیں اجر عظیم عطا کرے۔ آمین!

زیارت غوری ـــ

Marfat.com

دیباچہ

دنیا میں ہر شخص کی زندگی کا کوئی نہ کوئی مشن ضرور ہوتا ہے کوئی حصول دولت کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے کوئی شہرت کو اور کوئی کسی اور کام کو مگر بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے دنیا میں آنے کے اصل مقصد کو اپنی زندگی کا نصب العین بناتے ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا تھا۔ مگر انسان اپنا یہ فرض بھلا بیٹھا اور غیر ضروری کاموں میں مصروف ہو گیا مگر ایسے حالات میں آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ایمان کی شمع روشن کئے ہوئے ہیں جو اپنا مقصد حیات یاد رکھے ہوئے ہیں جن کی زندگی کا ہر لمحہ آج بھی اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزرتا ہے۔ جو اللہ کے دین کو پھیلانے اور شمع ایمانی کی روشنی چار سو پھیلانے میں مصروف ہیں۔ زیر نظر کتاب "روشنی ہی روشنی" بیگم انیس مجید خان کے ان لیکچرز سے ماخوذ ہے جو وہ تبلیغ دین کے سلسلہ میں دیتی رہی ہیں۔ انداز بیان نہایت سادہ ہونے کے ساتھ ساتھ مدلل بھی ہے۔ دین اسلام سے ان کی محبت ان کے اس جذبہ سے ظاہر ہے جس کے تحت وہ دنیا کے کونے کونے میں تعلیمات اسلام کو عام کرنے میں مصروف ہیں۔ مولف زیارت غوری کی کوششیں اور محنت قابل قدر ہے۔ جو انہوں نے اس بزرگ خاتون کے لیکچرز کو اکٹھا کرنے میں کیں۔ یقیناً یہ بھی اس عظیم کام کے صلہ میں اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔ دین اسلام سے محبت رکھنے والے افراد کے لئے یہ کتاب کسی خزانے سے کم نہیں۔

ڈاکٹر فضل دین بھٹی

Marfat.com

راہ خدا میں خرچ کرنا

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

اور تم جو کچھ بھی مال میں سے خرچ کرتے ہو اپنے ہی لئے کرتے ہو۔ (البقرہ)

انسانی فطرت کو مالک کائنات سے زیادہ کون جانتا ہو گا۔ اس لئے راہ خدا میں خرچ کئے جانے والے مال و اسباب کے بارے میں گفتگو کے آغاز ہی میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کئے جانے والے مال کا فائدہ درحقیقت خرچ کرنے والے انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے اللہ تعالیٰ کو ذاتی طور پر ہمارے صدقات اور خیرات کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بے نیاز ہے۔

جب ہم اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی بات کرتے ہیں تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقوں پر خرچ کرنا ہوتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ مال کی مقدار سے زیادہ اہمیت انسان کی نیت کو دیتے ہیں۔ اس حکم کی بجا آوری کے لئے نیت بہت ہی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انسان کے فعل اور نیت سے خوب واقف ہوتا ہے کہ خرچ کیا جانے والا مال احکام خداوندی کی بجاآوری کے تحت خرچ کیا گیا ہے یا صرف دکھلاوے کے لئے۔ مال ظاہری

Marfat.com

طور پر تو اپنے حق داروں یعنی مساکین اور غربا تک پہنچ جاتا ہے لیکن نیت کیا تھی۔ دکھلاوا، دنیا کی نمود و نمائش یا پھر رضائے الٰہی کا حصول یہ بات تو خرچ کرنے والا جانتا ہے یا پھر اس سے بھی بہتر اللہ تعالیٰ جو دلوں تک کے حالات خوب جانتا ہے۔ اس لئے بھلائی کی نیت رکھنا بہت ہی لازم ہے۔ دکھلاوے اور دنیاوی نمود و نمائش کے لئے خرچ کیا جانے والا مال کسی کام نہیں آتا۔ دنیاوی طور پر تو واہ واہ ہو جاتی ہے لیکن آخرت میں کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

قرآن مقدس میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تاکید بار بار مختلف انداز میں فرمائی گئی ہے کہیں کہا گیا ہے کہ دیکھو درحقیقت یہ مال اللہ ہی کا ہے جو اس نے تمہیں عطا کیا ہوا ہے تمہارے پاس تو صرف امانت ہے اب اس کا مالک حقیقی اس کو واپس مانگ رہا ہے اور وہ بھی اس کا کچھ حصہ تو تم بخل سے کام کیوں لیتے ہو؟۔ اور کبھی یوں سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ خرچ کئے جانے والے مال کا فائدہ تو درحقیقت تم ہی کو ہو گا۔ تمہیں آخرت میں اجر عظیم سے نوازہ جائے گا۔ اللہ تو ان چیزوں سے بے نیاز ہے۔

نہایت ہی دلنشیں انداز میں مختلف زاویوں سے انسان کو اس بھلائی کے کام کی طرف راغب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اور ان خدشات کو دور کیا جا رہا ہے۔ جن خدشات کے تحت انسان اس بھلائی سے محروم رہتا ہے۔

سورہ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے (اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے) انسانی فطرت ہے کہ سوچتا ہے کہ اگر میں اپنا مال راہ خدا میں خرچ کرتا رہا تو میرے لئے کیا رہ جائے گا۔ قرآن اس کی تردید کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ اس میں اضافہ ہوتا

Marfat.com

ہے۔ درحقیقت یہ تمام شیطانی وسوسہ ہے جو تمہیں اس بھلائی سے روکنا چاہتا ہے۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے

شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور شرمناک طرز عمل کی ترغیب دیتا ہے مگر اللہ تمہیں اپنی بخشش اور فضل کی امید دلاتا ہے۔ (البقرہ)

دنیا میں انسان کو جو کچھ بھی حاصل ہے وہ سب کچھ اللہ تبارک تعالیٰ کا ہی عطا کردہ ہے اور اپنے عطا کردہ مال میں سے کچھ مال کی واپسی کا مطالبہ (یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرنا) بالکل درست ہے اور اس کی بجاآوری انسانوں کے لئے دنیا اور آخرت کی کامیابی کی ضامن ہے۔ انسان جو بخل یعنی کنجوسی سے کام لیتا ہے۔ یہ درحقیقت شیطان کا کام ہے کہ وہ دلوں میں وسوسے ڈال دیتا ہے کہ خرچ کرتے رہنے سے تمہارا مال کم ہو جائے گا یا پھر تمہارے لئے کیا رہ جائے گا۔ حالانکہ جس کی راہ میں خرچ کرنا ہے وہ اپنی بخشش اور فضل کی امید بھی تو دلا رہا ہے اور یقیناً اللہ کی بخشش اور فضل ہی انسانوں کو کامیابی سے ہمکنار کر سکتی ہے۔

پھر قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

جس نے مال جمع کیا اور اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ اس کے پاس رہے گا ہرگز نہیں وہ شخص تو چکنا چور کر دینے والی جگہ پھینک دیا جائے گا۔

ایک بات کی وضاحت تو پہلے ہو چکی ہے کہ انسان اپنی مفلسی کے خوف سے مال خرچ نہیں کرتا۔ دوسرا خدشہ یا خوف یہ کہ مال کم ہو جائے گا۔ اب

Marfat.com

قرآن مقدس ایک تیسرے خدشے کی نشاندہی بھی کر رہا ہے۔ اور وہ ہے حاصل شدہ مال کی محبت یہ دنیاوی محبت ہی انسان کو مال کے خرچ کرنے سے روکتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ جو مال میں نے اتنی محنت سے حاصل کیا ہے اس کو کیوں خرچ کر دوں حالانکہ وہ یہ نقطہ بھول جاتا ہے کہ یہ تمام نعمتیں جو اس کو حاصل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی ہی تو عطا کردہ ہیں۔ جن میں یہ مال بھی شامل ہے میری محنت میں اللہ کا کرم بھی تو شامل تھا یعنی درحقیقت اسی ذات پاک کا عطا کردہ ہے میرے اپنے زور بازو کا نتیجہ نہیں ہے۔ وہ جس کو چاہئے عطا کر دے اور جس سے چاہے چھین لے۔ انسان کے اسی شیطانی خیال کہ یہ میں نے خود کمایا ہے کی تردید کرتے ہوئے یقین دلایا جا رہا ہے کہ اس کی محبت بے سود ہے۔ یہ مال ہمیشہ تمہارے پاس نہیں رہے گا۔ اس کو راہ خدا میں خرچ کرنا ہی اس کا صحیح مصرف ہے ورنہ اس کو گن گن کر رکھنے اور راہ خدا میں خرچ نہ کرنے کی صورت میں تم خود جہنم کا ایندھن بن جاؤ گے۔

اسی بارے میں پھر قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے

جو لوگ اپنے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک دانہ' پھر اس کی سات بالیاں آ گئیں ہر بالی کے اندر سو دانے ہوں اور اللہ جسے چاہے زیادہ دیتا ہے اور اللہ بڑا وسعت والا ہے بڑا علم والا ہے (سورہ البقرہ)

تمام شیطانی وسوسوں کو رد کرنے اور ذہنی خدشات کی تردید کرنے کے بعد ایک اور انداز اپنایا جا رہا ہے انسان کو سمجھانے کا تاکہ یہ راہ خدا میں خرچ کرنا سیکھ جائے صلہ یا اجر عین انسانی فطرت ہے اس لئے اجر دینے بلکہ اس

Marfat.com

میں اضافہ کر کے عطا کئے جانے کی وضاحت ہو رہی ہے کہ دیکھو جب تم کھیت میں بیج ڈالتے ہو تو ایک دانہ سے ایک شاخ نکلتی ہے پھر اس میں کئی بالیاں نکلتی ہیں اور پھر اس ایک ایک بالی میں سو سو دانے ہوتے ہیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی عنایت اور بخشش کا انداز ہی تو ہے اگر وہ چاہے تو شاخ نہ نکلے اور نکل بھی آئے تو پھل نہ آئے لیکن وہ تمہاری نیت کا جاننے والا ہے۔ تمہارا رازق ہے وہ جانتا ہے کہ تم نے بیج نفع کے لئے ڈالا ہے تاکہ اس سے اپنا رزق حاصل کر سکو۔ وہ جتنا چاہے تمہیں دے سکتا ہے۔ اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے۔

درحقیقت انسان مالک کائنات کی سب سے عزیز ترین مخلوق ہے اور وہ ہر حال میں اس کو نفع اور فائدہ پہنچانا چاہتا ہے۔ دنیا میں بھی اور خصوصاً آخرت میں بھی۔ محبت کا تقاضہ ہے کہ جس سے محبت ہو اس کو زیادہ سے زیادہ نوازہ جائے۔ انداز بدل بدل کر جس طریقہ سے بھی ممکن ہو اس کے ساتھ بھلائی کی جائے۔ اسی لئے مالک کائنات چاہتا ہے کہ انسان کو بھلائی نصیب ہو۔ یہ خرچ کرے اور میں اجر دوں بلکہ کئی گنا زیادہ عطا کروں۔ ہر طرح سے سمجھایا' خوف دلایا' زیادہ کا وعدہ فرمایا اور یہاں تک فرمایا جا رہا ہے کہ مال مجھے قرض ہی دے دو حالانکہ یہ سب اسی کا ہی تو ہے۔ اور پھر وہ بے نیاز بھی ہے اور اس کے ہاں کسی چیز کی کمی بھی نہیں۔

ارشاد ہو رہا ہے کہ:

کون جو اللہ کو اچھا قرض دے تاکہ اللہ اسے بڑھا کر اس کے لئے کئی گنا کر دے (البقرہ)

Marfat.com

کس قدر مہربان ہے مالک کائنات انسان پر کہ خود مالک بھی ہے اور کہہ رہا ہے کہ کون ہے جو مجھے قرض دے تاکہ میں بڑھا کر واپس کروں۔ یعنی میری راہ میں خرچ کرے اور میں ہزار گنا دوں۔

کتنا بڑا احسان ہے انسانوں پر پروردگار عالم کا کیا شان کریمی ہے۔ کہ مال بھی اللہ کا اور جس کو عطا کیا ہوا ہے اگر وہ میری راہ میں خرچ کرے تو وہ مجھ پر قرض ہو گا جس کو میں کئی گنا زیادہ کرکے واپس کروں گا۔ ایسا درحقیقت حقیقی زندگی میں اپنے بندوں کے لئے حصول نفع اور بھلائی کی راہ کھولنے کے لئے ہے۔ کہ اگر چاہو تو مجھ سے ایک کے بدلے میں سو لے لو مگر شرط یہ ہے کہ خلوص نیت سے دو۔ میری رضا کی خاطر دو۔ دکھلاوا ہرگز نہ کرنا کیونکہ یہ مجھے قطعاً" پسند نہیں ہے۔

پھر ارشاد ہو رہا ہے

درد ناک سزا کی خبر دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کرکے رکھتے ہیں اور انہیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ایک دن آئے گا کہ اس سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اس سے لوگوں کی پیشانیوں' پہلوؤں کو داغا جائے گا۔ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا (سورہ توبہ)

قرآن مقدس انسانوں کو ہر ممکن طریقوں سے راہ خدا میں خرچ کرنے کے لئے تیار کرکے خاموش نہیں ہو جاتا بلکہ رہنمائی کا پورا حق ادا کرتا ہے کہ یہ خرچ کرنا کیسے ہے۔ کہاں کرنا ہے' خرچ کرنے کے آداب کیا ہیں۔ شرائط کیا ہیں اور اس مال کے حقیقی حق دار کون ہیں جن پر خرچ کیا جائے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

جو لوگ اپنا مال محض اللہ کی رضا جوئی اور اپنے دل کے قرار کی غرض سے خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی طرح ہے جو ایسی جگہ واقع ہو اگر زور کی بارش ہو جائے تو دوگنا پھل لائے اور اگر بارش نہ بھی ہو تو ایک پھوار بھی اس کے لئے کافی ہے تم جو کرتے ہو اللہ کی نظر میں ہے۔ (البقرہ)

سورہ بقرہ ہی میں پھر ارشاد خداوندی ہے۔

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اس شخص کی طرح خاک میں نہ ملا دو جو اپنا مال محض لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے اور نہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور نہ آخرت پر۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چٹان پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی ہو۔ اس پر جب زور کا مینہ برسا تو مٹی کی تہہ بہہ گئی اور چٹان کی چٹان رہ گئی۔ ایسے لوگ اپنے نزدیک خیرات کرکے جو نیکی کماتے ہیں اس میں سے کچھ بھی اُن کے ہاتھ نہ آئے گا۔ (البقرہ)

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے آداب بیان کرتے ہوئے جو شرائط لگائی جا رہی ہیں ایسی شرائط ہیں جو ہر صاحب عقل انسان کی سمجھ آ جانے والی ہیں کون نہیں جانتا کہ کسی کے کام آ کر اس کو بار بار یہ باور کرانا کہ تم میرے احسان مند ہو اس شخص کو کتنا برا لگے گا۔ جس شخص پر احسان کیا گیا ہو۔ دوسری بات جو ہے وہ یہ کہ غلام ہمیشہ اپنے آقا کی خدمت کرتا ہے اسی کا حکم مانتا ہے نہ کہ اپنی ہی طرح کے کسی دوسرے غلام کا۔ اللہ تبارک تعالیٰ جو تمام جہانوں کا مالک و خالق ہے۔ انسانوں سے یہ ہی چاہتا ہے کہ تم جو کچھ بھی خرچ کر رہے ہو وہ صرف اس نیت سے کرو کہ یہ سب اللہ کے حکم کی پیروی میں کر رہے ہو۔ اسی کی رضا کے حصول کی خاطر کر رہے ہو۔ تمہیں صرف

Marfat.com

اللہ ہی کی مرضی پوری کرنے کے لئے اپنا مال و اسباب راہ خدا میں خرچ کرنا چاہئے اور وہ بھی خلوص نیت کے ساتھ کیونکہ تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے۔ جیسی نیت ہوگی ویسا ہی اجر ملے گا۔

دوسری شرط جو لگائی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ تم اپنا مال دنیا کے دکھلاوے کے لئے مت خرچ کرو کیونکہ ایسا کرنے سے اپنے اعمال کو ضائع کرنے کے برابر ہوگا۔ جو شخص ایسا کرتا ہے یعنی دنیاوی نمود و نمائش کے لئے احسان کرتا ہے وہ ایسے ہی ہے کہ جیسے کسی کو نہ تو اللہ پر ایمان ہو اور نہ ہی آخرت پر کیونکہ اگر وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کو اپنا مالک مانتا ہو تو ظاہر ہے اعمال بھی اسی کو راضی کرنے کے لئے کرے گا جس کا صلہ اور اجر پروردگار عالم آخرت میں اس شخص کو ضرور دیں گے۔ اس لئے اس سے یہ مراد بھی ہوگی کہ ایسا شخص آخرت پر بھی ایمان نہیں رکھتا۔ دنیاوی دکھلاوے سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ احسان کرنے کے بعد جتایا مت کرو کیونکہ ایسا کرنے سے بھی تمہارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اور تمہارا یہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بے سود ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی ایسا کرنا کسی کی عزت نفس کو مجروح کرنے کے مترادف ہوتا ہے اور اللہ نہیں چاہتا کہ جس شخص کی مدد کی جا رہی ہے اس کی عزت نفس کو مجروح کیا جائے۔ کسی کو بار بار یہ احساس دلانا کہ میں نے تم پر احسان کیا ہے اس احسان کو ضائع کر دینا ہی ہے۔

اسی سلسلہ میں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں اور خرچ کرکے پھر احسان نہیں جتلاتے نہ دکھ دیتے ہیں ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے ان پر نہ

کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (البقرہ)

اللہ کی رضا کے حصول کی خاطر خرچ کرنے کا حکم دے کر اور دکھلاوے اور احسان جتلانے سے منع فرما کر ان پر عمل کرنے والوں کو خوشخبری دی جا رہی ہے کہ ایسے لوگ جو بحکم خداوندی خرچ کرتے ہیں اور پھر جتلاتے نہیں۔ کسی کو دکھ نہیں دیتے' قیامت کے روز جس دن تمام اعمالوں کا بدلہ دیا جائے گا غمگین نہیں ہوں گے اور نہ ہی ان کو کوئی خوف ہو گا کیونکہ وہ اپنا اجر اپنے رب سے پائیں گے۔ یقیناً اللہ سب سے بڑا رحم کرنے والا اور بخشش والا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ

تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی وہ چیزیں راہ خدا میں خرچ نہ کرو جن کو تم عزیز رکھتے ہو۔ (آل عمران)

مزید وضاحت کے لئے قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے

اے ایمان والو! جو مال تم نے کمائے ہیں اور جو کچھ ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا ہے۔ اس میں سے بہترین راہ خدا میں خرچ کرو ایسا نہ ہو کہ اس کی راہ کے لئے بری سے بری چیز چھانٹنے کی کوشش کرنے لگو حالانکہ وہی چیز اگر کوئی تمہیں دے تو تم ہرگز اسے لینا گوارا نہ کرو۔ تمہیں جان لینا چاہئے کہ اللہ بے نیاز ہے۔ (سورہ البقرہ)

عموماً" ایسا ہوتا ہے کہ جو چیزیں پرانی ہو جاتی ہیں تو لوگ ایسی چیزیں غربا میں تقسیم کر دیتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ ہم یہ خیرات کر رہے ہیں۔ جبکہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ حکم ہوتا ہے کہ جو کچھ ہم نے تمہیں عطا کیا ہوا ہے اس کا

Marfat.com

بہترین حصہ راہ خدا میں خرچ کرو اللہ کو یہ بات بالکل پسند نہیں ہے کہ خود اچھا کھاؤ اور غربا کو دیئے جانے والا کھانا ایسا ہو جو خود کھانا پسند نہ کرو خود اچھا پہنو اور غربا کو اپنا پرانا لباس خیرات کے طور پر دو مختصراً" یہ کہ خیرات جو کرنا ہے کم از کم ایسا ضرور ہو کہ جیسا تم خود لیناپسند کر لو۔ کیونکہ یہ تمہارے اپنے ہی فائدہ میں ہے اللہ تو ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ اس کے بعد اعتدال پسندی کی بھی ترغیب دی جا رہی ہے میانہ روی کو مدنظر رکھنے کا حکم دیا جا رہا ہے کہا جا رہا ہے کہ اپنی ضروریات زندگی سے فالتو مال راہ خدا میں خرچ کرو۔ ایسا نہیں کہ سب کچھ خرچ کر دو اور خود پریشانیوں میں مبتلا ہو کر دوسروں کے حقوق پامال کرنا شروع کر دو کیونکہ تمہارے ذمہ تمہاری اولاد تمہارے والدین اور عزیز و اقارب کے حقوق بھی ہیں۔

جتنا بھی تم راہ خدا میں خرچ کرو اس میں خلوص نیت کا ہونا ضروری ہے اللہ کے حکم کی پیروی کی خاطر خرچ کرو۔ کیونکہ اللہ مقدار نہیں نیت کو زیادہ دیکھتے ہیں۔ اتنا کچھ انسان کو سمجھانے کے بعد ان احکامات پر عمل پیرا ہونے کا طریقہ بھی قرآن سکھلاتا ہے۔ قرآن ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ ہمارے خرچ کئے جانے والے مال کے حق دار کون کون ہیں۔ قرآن کے مطابق ہماری اعانت اور توجہ کے مستحق سب سے پہلے ماں باپ ہیں۔ جن کی خدمت ویسے بھی ہر مسلمان پر فرض ہے پھر رشتہ دار' پھر یتیم اور مساکین اور پھر ایسے لوگ جو معذور ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے

جو مال تم خرچ کرتے ہو اپنے والدین پر رشتہ داروں پر یتیموں اور

Marfat.com

مساکین پر اور مسافروں پر خرچ کرو۔

کس قدر بہترین فہرست ترتیب دی ہے قرآن مقدس نے ان لوگوں کی جو ہماری امداد کے مستحق ہیں جن پر ہمیں احسان کرنا چاہئے۔ ان کے علاوہ مسافر اور معذور افراد بھی ہماری توجہ کے مستحق ہیں اور ایسے لوگ جو دین خدا کی خدمت میں مصروف ہوں۔ ان کے اہل و عیال کی ضروریات کا خیال رکھنا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے۔ اور ایسے کام جن سے انفرادی اجتماعی فلاح مقصود ہو۔ ان پر بھی خرچ کرنا چاہئے۔

یہ شرف صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ جس بات کا بھی حکم دیا جاتا ہے اس کی افادیت اہمیت کی وضاحت بیان کرنے کے بعد اس پر عمل کرنے کا طریقہ بھی بتایا جاتا ہے۔ یعنی قرآن مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ اب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم قرآن سے کتنی رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور ان تعلیمات پر کتنا عمل کرتے ہیں۔ یقیناً ہماری بھلائی تعلیمات قرآن پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

Marfat.com

تعلیم کی اہمیت اور فضیلت

علم اشیا کے حقائق تک پہنچنے اور کسی چیز کو جاننے پہچاننے کا نام ہے اور اس تمام عمل کا نام تعلیم ہے۔ لکھنا پڑھنا سیکھ لینے کتابوں کو پڑھ لینے یا کسی زبان کو جان لینے کا نام علم نہیں ہے بلکہ حقیقی علم تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اگر انسان مطالعہ' تدبر اور غور و فکر کے بعد بھی اشیاء کے حقائق تک نہیں پہنچتا تو اس کو علم سے تعبیر کرنا غلط ہو گا۔

علم کے ذریعہ ہی انسان نیکی اور بدی' اچھائی اور برائی' نفع و نقصان اور سب سے بڑھ کر حق اور باطل میں تمیز کرنا سیکھتا ہے۔ علم کے بغیر نہ تو اپنے خالق کا پتہ چلتا ہے اور نہ ہی اس کائنات میں موجود اشیا کے نفع و نقصان کا۔ کائنات کی کوئی بھی چیز بے سود پیدا نہیں کی گئی لیکن اس کے فوائد و ثمرات کا جاننا علم ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ علم ہی سے انسان ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔ علم کے بغیر انسان اندھا اور حیوان سے بھی بدتر ہے۔ علم سے بے بہرہ انسان قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے۔ یہ علم ہی ہے جس کی بدولت انسان کو اشرف المخلوقات کہا گیا ہے۔ انسان کی ملائکہ پر فضیلت کا سبب بھی یہ علم ہی ہے۔ قرآن مقدس میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا واقعہ جو بیان کیا گیا

Marfat.com

ہے اس میں انسان کی فضیلت کا سبب یہ علم ہی بیان فرمایا گیا ہے اسی فضیلت کی بدولت ہی فرشتے بحکم خداوندی آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہوئے تھے۔ اس فضیلت کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ہر انسان اتنا ہی افضل ہے جس کی بدولت فرشتوں نے بحکم خدا حضرت آدم کو سجدہ کیا تھا بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ مالک کائنات نے ہر انسان میں حصول علم کی تمام تر صلاحیتیں بنیادی طور پر رکھی ہوئی ہیں اور اگر وہ چاہے تو علم حاصل کرکے اس کی خوشنودی و رضا حاصل کر سکتا ہے۔ اس کی محبت حاصل کر سکتا اور فضیلت کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے اور اگر ان صلاحیتوں سے استفادہ حاصل نہ کرے اور علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے تو اپنے خالق حقیقی کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ایسے میں اس کا درجہ حیوانات سے بھی بدتر ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

وہ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ

انسان کی تخلیق کے بعد انسان پر پروردگار کا سب سے بڑا احسان یہ علم ہی ہے۔ اسی لئے تعلیمات اسلام میں حصول علم کو ایک اہم فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض کیا گیا ہے کیونکہ علم کے بغیر نہ تو دنیا میں ترقی کی جا سکتی ہے اور نہ ہی روحانی ترقی ممکن ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو پہلی وحی نازل ہوئی اس کا پہلا جملہ بھی علم ہی کے متعلق ہے ارشاد ہوتا ہے۔

اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے سب کچھ پیدا کیا۔

حضور اکرم ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے

۳۵۸۵۸

Marfat.com

اے میرے پروردگار میرے علم میں اضافہ فرما۔
قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے کہ
وہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔

علم نبوت کی شرط ہے۔اس سے علم کے مرتبہ اور فضیلت کی نشان دہی ہوتی ہے۔ رسالت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہونے کے لئے علم بنیادی شرط ہے کیونکہ ہر نبی کا بنیادی فریضہ گمراہ انسانوں کو دین اسلام کی تعلیم دینا ہوتا ہے اور راہ ہدایت کی نشاندہی کرنا ہوتی ہے۔ جس کو تبلیغ دین کہا جاتا ہے اسی کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ

میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

علم کی فضیلت کا ذکر کرتے ہوئے قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

اللہ تبارک تعالیٰ تم میں سے ایمانداروں کے اور بالخصوص اہل علم کے درجات بلند کرے گا۔

علم ہی کے بارے میں قرآن مقدس میں پھر ارشاد ہوتا ہے کہ

فرما دیجئے کہ کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

خدا کے بندوں میں اس سے ڈرنے والے علماء ہی ہوتے ہیں۔

علم کی اہمیت اور فضیلت ہی کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا حصول ہر مسلمان کے لئے لازم قرار دیا گیا ہے۔

احادیث رسول ﷺ ہیں کہ :-

Marfat.com

1- ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔

2- جھولے (یعنی پیدائش) سے لیکر لحد (یعنی موت) تک علم حاصل کرو۔

3- علم حاصل کرو خواہ تم کو اس کے لئے چین جانا پڑے۔

ان احادیث سے صاف طور پر یہ ظاہر ہے کہ علم کا حاصل کرنا کتنا ضروری ہے۔ حصول علم کے لئے نہ تو عمر کی قید ہے اور نہ ہی مرد یا عورت ہونے کی۔ بلکہ ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے لئے حصول علم لازمی ہے۔ چین جانے سے مراد جو عموماً لی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ حصول علم کے لئے خواہ تمہیں دور دراز کا سفر طے کرنا پڑے تکالیف برداشت کرنی پڑیں تو کرو مگر علم ضرور حاصل کرو۔

علم کی فضیلت کو واضح کرنے کے لئے حضور اکرم ﷺ کی چند اور احادیث مبارک پیش ہیں۔

1- تمام لوگوں میں مقام نبوت کے زیادہ قریب اہل علم اور مجاہد ہوتے ہیں۔

2- تم میں سے بہتر شخص وہ ہے جو قرآن خود سیکھے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

3- میرے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہوگا جو علم کو سیکھے گا اور پھیلائے گا۔

4- علمائے دین نبیوں کے وارث ہوتے ہیں۔

5- جو شخص علم کا راستہ اختیار کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا

Marfat.com

راستہ آسان کر دیتا ہے۔

6- طالب علم کو اگر تلاش علم کے دوران موت آ جائے تو وہ شہید ہے۔

7- عالم کو عابد پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح چاند کو سب ستاروں پر۔

8- اللہ تبارک تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔

علم درحقیقت ایسی دولت ہے جو انسان کو عزت سے سرفراز کرتی ہے۔ فضیلت سے ہمکنار کرتی ہے۔ کامیابیوں کا راستہ دکھلاتی ہے۔ علم کی دولت خرچ کرنے سے بڑھتی ہی رہتی ہے کم نہیں ہوتی۔ اس دولت کو نہ چوری کا ڈر ہے اور نہ ڈاکہ کا خوف۔ علم ہی کی بدولت انسان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔

جناب علیؑ فرماتے ہیں کہ علم مال سے بہتر ہے مال کی حفاظت انسان کرتا ہے مگر علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ علم حاکم ہے اور مال محکوم۔ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ تمام انبیاء علیہ السلامؑ نے مال و دولت کے مقابلہ میں ہمیشہ علم کو اختیار کیا ہے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ حصول علم کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں علم کے حصول کے دوران پیش آنے والی تمام مشکلات کو برداشت کریں۔ اور علم کے ساتھ ساتھ عمل کو بھی اپنی زندگی کا مقصد بنائیں۔ کیونکہ علم عمل کے ساتھ ہی فائدہ مند ہوتا ہے۔ علم سے انسان کو خود آگاہی حاصل ہوتی ہے۔ حسن عمل پیدا

Marfat.com

ہوتا ہے۔

تبلیغ کا فریضہ بھی انسان علم ہونے کے ساتھ ہی ادا کر سکتا ہے۔ جو خود علم نہیں رکھتا وہ دوسروں کو کیا نصیحت کرے گا۔ سرفرازی اور سربلندی نصیب ہوتی ہے۔ علم ہی سے دنیاوی اور آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ علم کے بغیر نہ تو اطاعت صحیح طریقہ پر ہو سکتی ہے اور نہ ہی عبادت' علم حصول معاش میں بھی مددگار ہوتا ہے۔ علم کی ہی بدولت انسانی فلاح و بہبود کے سامان مہیا ہو سکتے ہیں۔ خدا شناسی کا واحد ذریعہ بھی علم ہی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آخرت کی کامیابی اور درجات بھی علم ہی کے ذریعہ مکمن ہے۔ چونکہ علم کے ذریعہ صاحب علم خود بھی اچھے عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اچھے اعمال کی تلقین کرتا ہے۔ اسی لئے عالم کا درجہ عابدوں سے اونچا ہے۔ اور ان ہی خصوصیات کی بنا پر علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

احسان کی اہمیت اور طریقے

کائنات کا سب سے بڑا محسن تو درحقیقت اللہ تبارک تعالیٰ ہی ہے اس کے احسانات اور انعامات جو اس نے انسانوں پر کئے ہیں ان کا شمار کرنا انتہائی مشکل ہے اس کا سب سے بڑا احسان تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔ ہمیں قرآن جیسی نعمت سے نوازہ جو ہمیں زندگی گزارنے کے تمام اصولوں اور ضوابط سے آگاہ فرماتا ہے۔

احسان کی اہمیت اور افادیت کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن پاک میں کئی ارشادات خداوندی موجود ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ:

جس طرح اللہ تبارک تعالیٰ نے تیرے ساتھ احسان کیا تو بھی (اوروں کے ساتھ) احسان کر۔ (سورہ قصص)

سورہ البقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

تم احسان کرو کہ اللہ تبارک تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سورہ البقرہ ہی میں ارشاد ہوتا ہے۔

ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

Marfat.com

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔

سورہ رحمٰن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

کیا بھلائی کا بدلہ بھلائی کے سوا کچھ اور بھی ہے۔

سورہ ابراہیم میں ارشاد ہوتا ہے۔

اگر تم اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو انہیں شمار نہیں کر سکتے۔

سورہ نحل میں ارشاد خداوندی ہے۔

اللہ تعالیٰ عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

قرآن مقدس میں احسان کی اہمیت کو کھول کر بیان کر دیا گیا ہے کہ جس طرح اللہ تبارک تعالیٰ نے تم پر احسان کیا ہے اسی طرح تم بھی مخلوق خدا پر احسان کیا کرو۔

اللہ تبارک تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کرنے کا بہترین طریقہ بھی یہ ہی ہے کہ زبان سے اس کی نعمتوں اور احسانات کا اقرار کرتے ہوئے شکر گزار بندہ ہونے کے ناطے اس کی مخلوق جو اس کو بہت ہی پیاری ہے اس کے ساتھ بھی احسان کیا جائے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے احسانات اور نعمتوں کا شمار ہی انسان کے بس سے باہر ہے۔ والدین کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آنے یعنی احسان کا حکم ہے۔ کیونکہ والدین کے احسانات کا بدلہ چکانا بھی اولاد کے لئے انتہائی مشکل ہے بلکہ ناممکن ہے اگر انسان تمام زندگی ان کی خدمت میں گزار دے تب بھی ان کے احسانات کا بدلہ نہیں چکایا جا سکتا۔ کیا کوئی

Marfat.com

شخص اپنی والدہ کی ایک لمحہ کی اٹھائی ہوئی تکلیف کا بدلہ چکا سکتا ہے ہرگز نہیں۔ اس لئے ہمیں ان کا احترام کرنے کے ساتھ ساتھ بالکل اسی انداز میں حسن سلوک کے ساتھ پیش آنا چاہیئے۔ جس طرح انہوں نے ہمارے ساتھ کیا کہ خود تکلیف برداشت کی لیکن ہمیں سینے سے لگائے رکھا۔

پھر ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

ایک اور جگہ قرآن مقدس میں ہی حکم صادر کیا جا رہا ہے کہ

اللہ تبارک تعالیٰ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے۔

یعنی پہلے مثال دے کر سمجھایا کہ دیکھو مجھے احسان کرنا پسند ہے۔ پھر کہا کہ تم بھی احسان کیا کرو۔ پھر والدین کے بارے میں کہا کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔ پھر فرمایا کہ میری طرف دیکھو میرے احسانات اور نعمتوں کو دیکھو جو میں نے تمہیں عطا کی ہیں۔ ان کا شمار ہی تمہارے لئے ممکن نہیں ہے اور ان نعمتوں کا سلسلہ اب بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ پھر کہا کہ احسان کا بدلہ احسان کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور آخر میں حکم دے دیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عدل اور احسان کا حکم دیتا ہے اور جب لفظ حکم کا استعمال ہو جائے تو پھر یقیناً گنجائش نہیں رہتی کہ یہ کام کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ پھر تو ہر حال میں سر کو جھکانا ہی پڑتا ہے۔ روگردانی ممکن ہی نہیں رہتی اور وہ بھی ایسی ہستی کے حکم سے جس کی نعمتیں بے شمار ہوں جس کے احسانات کا احاطہ کرنا مشکل ہو۔ بحیثیت مسلمان ہر حکم خداوندی کو ماننا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے عدل اور احسان کا حکم دے کر عدل

Marfat.com

و احسان کو ہم پر فرض کر دیا ہے۔ احسان جو ہم پر ہمارے پروردگار نے حکماً فرض کر دیا ہے دیکھنا یہ ہے کہ وہ ہے کیا اس کے معنی کیا ہیں؟۔ احسان کہتے کس کو ہیں۔ اور اس فریضہ کی ادائیگی کس طرح سے ہو سکتی ہے۔

ایسے تمام کام جن سے انسانی فلاح و بہبود' خیر خواہی' بھلائی اور نیکی مقصود ہو احسان کے زمرے میں آتے ہیں۔ احسان کے معنی نیکی کرنا' بھلائی کرنا' اچھے کام کرنا (انفرادی یا قومی فلاح کے کام کرنا) کام کو احسن طریقے سے سرانجام دینا احسان کہلاتا ہے۔

احسان کا سب سے اہم تقاضا ہے کہ ایسے انسانوں کی مدد کی جائے جو مالی طور پر تنگ دست اور محتاج ہوں۔ جو اپنی ضروریات زندگی کو احسن طریقہ سے پورا نہ کر سکتے ہوں ان کی ضروریات کو پورا کرنے میں ان کی مدد کی جائے۔ اسلامی تعلیمات میں اسی لئے مالی قربانی کا مطالبہ بار بار کیا گیا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو نیکی تک پہنچنے کا ذریعہ کہا گیا ہے۔ زکوۃ اور صدقات ان ہی مالی قربانیوں کی ایک مثال ہے۔ جن کے حق دار ہی صرف ایسے لوگ ہیں جو تنگ دستی کا شکار ہوں' معذور ہوں اور خود اپنی ضرورتیں پوری نہ کر سکتے ہوں۔

سورۃ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے۔

تم اس وقت تک نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو گے۔

مزید وضاحت فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

ان کے مالوں میں سوال کرنے والے اور محتاج کا حق ہوتا ہے۔

Marfat.com

سوال کرنے والے اور محتاج لوگ ہی احسان کے زیادہ حق دار ہوتے ہیں لیکن اگر ذرا اور گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو معاشرہ میں ایک طبقہ اور بھی ہے جو ہماری مدد یعنی احسان کا حق دار ہوتا ہے۔ لیکن اپنا بھرم قائم رکھنے کے لئے کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتا۔ اپنی سفید پوشی کو قائم رکھے ہوئے ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی مدد کرنا' ان کی تنگ دستی کو دور کرنا بہت ہی اجر کا کام ہے۔ لیکن پیشہ وار بھکاریوں اور ہٹے کٹے خود ساختہ تنگ دستوں کی مدد نہیں کرنا چاہئے ایسا کرنے سے حق داروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

احسان کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ جس شخص کے ساتھ آپ نیکی کر رہے ہیں یعنی احسان کر رہے ہیں تو اس کو یہ جتایا نہ جائے کہ میں تم پر احسان کر رہا ہوں کیونکہ ایسا کرنے سے دکھلاوے کا پہلو نکلتا ہے اور احسان کی قدر و قیمت گھٹ جاتی ہے کیونکہ جس سے نیکی کی جا رہی ہے اس کے جذبات کو بھی ٹھیس پہنچتی ہے اس میں احساس کمتری اور احساس محرومی پیدا ہوتا ہے۔ ایسا کرنے سے ویسے بھی نیکی کا کام جو آپ کر رہے ہیں برائی میں تبدیل ہو جاتا ہے نیکی خاموشی اور راز داری سے کرنی چاہئے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ دائیں ہاتھ سے دیں تو بائیں ہاتھ کو معلوم نہیں ہونا چاہئے۔ اسی راز داری کی وضاحت قرآن میں یوں فرمائی گئی ہے۔

اے ایمان والو ! اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور ستا کر باطل مت کرو۔

(سورہ البقرہ)

احسان کا ایک اور طریقہ بھی ہے جس کی قرآن یوں وضاحت کرتا ہے۔

Marfat.com

خون بہا نیکی کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔

کیونکہ یہ بھی ایک حق کی ہی صورت ہے جس کو اچھے طریقہ سے ادا کرنا چاہیئے۔ دوسرے الفاظ میں اگر کسی کا کچھ دینا ہو تو بغیر حیل و حجت اور بغیر تنگ کیئے ادا کر دینا چاہیئے۔ یعنی کسی کا حق خوشی خوشی ادا کرنا چاہیئے۔ یہ ہی احسان کا تقاضا ہے۔ کسی کو تنگ کرکے، بار بار وعدہ کرکے پھر آئندہ پر ٹال دینا احسان نہیں ہوتا بلکہ یہ تو الٹا پریشان کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا خوشی سے کسی کا حق ادا کرنا ہی احسان کہلاتا ہے۔

احسان کا یہ تقاضہ بھی ہے کہ احسان یعنی نیکی اور بھلائی کرتے وقت مسلم اور غیر مسلم کی تمیز بھی نہیں کرنا چاہیئے نیکی اور بھلائی انسانیت کے ناطہ کرنا چاہیئے۔ احسان کا برتاؤ تمام انسانوع کے ساتھ ایک جیسا ہونا چاہیئے۔ ہاں البتہ مسلمانوں کو ترجیح دینے میں کوئی مذائقہ نہیں ہے۔

ایثار اور قربانی درحقیقت احسان کی روح ہے اور ہر وہ کام جس میں ایثار اور قربانی کا جذبہ موجود ہو احسان ہی سمجھی جاتی ہے مثلاً" کسی مقروض کو مہلت دینا یا اس کا قرض معاف کر دینا۔ تنگ دستی کی حالت میں اپنے قرض کا تقاضہ نہ کرنا اور اگر ہو سکے تو قرض کی رقم جو اس نے اپنی کسی مجبوری کے تحت آپ سے لی ہوتی ہے معاف کر دینا اس تنگ دست کی مدد ہی ہو گا۔ اس کے برعکس یہ جانتے ہوئے کہ وہ شخص جو میرا مقروض ہے اس قابل نہیں ہے کہ میری رقم لوٹا سکے بار بار واپسی کا مطالبہ کرنا اس کو تنگ کرنے کے مترادف ہو گا۔ دوسرا اس کو یہ جتلانے کے برابر ہو گا کہ میں نے تمہاری مجبوری کی حالت میں تم پر احسان کیا تھا کہ تم کو قرض دیا جس کو تم لوٹا نہیں

Marfat.com

رہے ہو۔ اس کو ان کی مجبوریوں کا شدت سے احساس دلانا ہے۔ جو اسلام میں منع ہے اسلام کہتا ہے کہ احسان کر کے جتلاؤ مت۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

اگر تمہارا مقروض تنگ دست ہے تو فراخی تک مہلت دو۔

(سورہ البقرہ)

ایک دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

اپنی خیرات کو احسان جتلا کر اور سنا کر باطل مت کرو۔ (البقرہ)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

جس شخص کو یہ پسند ہو کہ خدا قیامت کے دن اسے تکلیف سے نجات دے تو تنگ دست کو مہلت دے اور مقروض کو معاف کر دے۔

احسان کا تقاضا ہے اگر کوئی مقروض اس قابل نہیں کہ قرض واپس کر سکے تو اس کو معاف کر دیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا ہے اور معاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

احسان جس پر ہم گفتگو کر رہے ہیں اس کی ایک شکل اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص جس نے کبھی آپ پر احسان کیا ہو۔ یعنی آپ کا محسن' اس کے ساتھ اچھے طریقہ سے پیش آؤ یعنی محسن کے حسن سلوک کا بدلہ اس سے زیادہ دیا جائے۔ حالانکہ احسان بدلہ کی نیت سے نہیں کیا جاتا لیکن یہ آپ کا فرض ہے کہ احسان کرنے والے سے اور بھی اچھے سلوک سے پیش آئیں۔

سورہ رحمٰن میں ارشاد ہوتا ہے۔

کیا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور بھی ہے۔

Marfat.com

یعنی احسان کا بدلہ صرف احسان ہی ہے یا اس سے بڑھ چڑھ کر احسان ہے۔ اس کا دوسرا رخ بھی ہے یعنی ایسا شخص جس نے آپ کے ساتھ احسان نہیں برائی کی ہے۔ تعلیمات اسلام کا تقاضا ہے کہ ایسے شخص کے ساتھ بھی حسن سلوک سے پیش آیا جائے اور اس کے قصور کو معاف کرتے ہوئے اس کے ساتھ بھی احسان کا رویہ اختیار کیا جائے۔ کیونکہ برائی کا بدلہ برائی سے تو ہر انسان دے سکتا ہے لیکن برائی کے بدلہ میں اچھائی کرنا ایسی صفت ہے جو انسانوں کو گرویدہ بنا دیتی ہے۔ نفرت محبت میں بدل جاتی ہے۔ دشمنی ختم ہو جاتی ہے اور بھائی چارہ کی فضاء قائم ہو جاتی ہے جو اسلام کی بنیادی تعلیم ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور بھائی تو غلطیوں کو معاف کرنے والے ہوتے ہیں۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں بلکہ اچھائی سے دیتے ہیں وہ صرف یہ سوچتے ہیں کہ اگر اس سے غلطی ہو گئی ہے تو میں یہ غلطی کیوں دہراؤں۔ اس کا فعل اس کے ساتھ ہے اور میرا فعل میرے ساتھ۔ اس نے جو برائی کی ہے اس کا جواب وہ یہ خود ہے اور میں اپنی اچھائی کا خود جواب دہ ہوں اور پھر برائی ختم بھی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ اس کا جواب اچھائی سے دیا جائے ایسا کرنے سے برائی کرنے والا خود شرمسار ہو کر برائی کرنا چھوڑ دے گا اور نیکی یعنی بھلائی کی طرف راغب ہو جائے گا۔

معذوروں کے ساتھ حسن سلوک بھی احسان ہی کہلاتا ہے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا بھی احسان ہی ہے۔ ایسے سینکڑوں اعمال ہیں جن کو مالک کائنات نے احسان قرار دیا ہے۔ روز مرہ کی زندگی میں بے شمار ایسے کام ہیں جن کو سر انجام دینا احسان کہلاتا ہے۔ احسان صرف انسانوں کے

Marfat.com

لئے ہی نہیں ہے بلکہ پروردگار عالم نے ہر چیز پر احسان کرنے کا حکم دیا ہوا ہے۔ جانوروں سے کم مشقت لینا بھی احسان ہے۔ پینے کا پانی مہیا کرنا بھی احسان ہی ہے۔ برلب سڑک جانوروں اور انسانوں کے لئے پانی کا بندوبست کرنا بھی احسان ہی ہے تاکہ وہ اپنی پیاس بجھا سکیں۔ کسی بھولے ہوئے مسافر کو راستہ دکھلانا بھی احسان ہے۔ جانوروں کو ذبح کرتے وقت اس بات کا خیال رکھنا کہ انہیں زیادہ تکلیف نہ ہو یعنی کند چھری سے ذبح نہ کرنا بھی احسان ہے غرض کہ ایسا ہر کام جس سے نیکی اور بھلائی مقصود ہو احسان کہلاتا ہے۔

احسانات کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کے بے شمار ارشادات موجود ہیں جن سے ہمیں رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے۔

تم اہل زمین پر رحم کرو اللہ تبارک تعالیٰ تم پر رحم کرے گا۔

آپؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

جس شخص کو یہ پسند ہے کہ خدا قیامت کی تکلیف سے نجات دے وہ تنگ دست کو مہلت دے اور مقروض کو معاف کردے۔

آپ کا ارشاد ہے۔

جب تم میں سے کوئی کام کرے تو وہ ہمیشہ اور عمدہ طریقہ سے کرے۔

ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے ہر چیز پر احسان فرض کیا۔

آپؐ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے ان میں شریک رکھ جن کو احسان کرتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے۔

اس کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ سے ایسی ہزاروں

Marfat.com

مثالیں ہماری رہنمائی کے لئے موجود ہیں۔

احسان کرنا اور حسن سلوک سے پیش آنا ہر انسان اور خصوصاً" مسلمانوں کے لئے اتنا اہم اور ضروری ہے کہ بار بار اس کی تاکید فرمائی گئی ہے۔ اس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ایسے انسانوں سے راضی ہونے کا اعلان فرمایا ہے جو احسان کرتے ہیں۔

قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جن لوگوں نے احسان کے ساتھ پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ (سورہ توبہ)

احسان اللہ تبارک تعالیٰ کی محبت اور رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے۔

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

اللہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

سورہ اعراف میں ارشاد خداوندی ہے۔

اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہے۔

سورہ ال عمران میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ان لوگوں کے بہت بڑا اجر ہے جنھوں نے احسان کیا اور تقویٰ اختیار کیا۔

احسان ہی ایک ایسا راستہ ہے جس کے ذریعہ انسان اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم تعلیمات اسلام پر عمل پیرا ہوں اور احسان کرنے کو اپنی زندگی کا خاصہ اور اپنی عادت بنا لیں تاکہ مالک کائنات ہم سے راضی ہو اور ہمیں اس دنیاوی زندگی میں اور خاص طور پر آخرت کی زندگی میں امن و سلامتی نصیب ہو۔ آمین!

Marfat.com

اسلامی معاشرہ کی خصوصیات

معاشرہ انسانوں کی اجتماعی زندگی کا نام ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں موجود ہے کہ وہ اپنے ہم جنسوں سے مل جل کر زندگی گزارنا پسند کرتا ہے۔ شاید اس کی اسی فطرت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسلام میں رہبانیت اور ترک دنیا سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ انسان کی فطرت کو اس کے پیدا کرنے والے سے زیادہ کون جانتا ہو گا۔

انسان پیدائش سے لے کر موت تک کسی نہ کسی صورت دوسرے انسان کے تعاون کا محتاج رہتا ہے۔ پرورش کے لئے ماں باپ کا' جب ہوش سنبھالتا ہے تو تعلیم کے لئے اساتذہ کا اور تعلیم مکمل ہونے کے بعد کاروبار زندگی میں دوسرے لوگوں کے تعاون کے بغیر کامیاب زندگی گزارنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً" ایک شخص ملازم ہے اور وہ اپنے دوسرے ساتھیوں سے ہمیشہ الگ تھلگ رہتا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہ اس دفتر جہاں وہ ملازم ہے کا فرد ہی نہیں ہے تو کیا ایسے میں وہ اپنی ذمہ داریاں جو اس کو سونپی گئی ہیں پوری طرح انجام دے سکے گا ہرگز نہیں۔ ہر حال میں اس کو اپنے ساتھیوں سے صلاح مشورہ اور تعاون کی ضرورت ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی

Marfat.com

شخص تجارت کرتا ہے اور اس کا رابطہ دوسرے تاجروں سے نہیں ہے ان سے تعلقات نہیں ہیں' ملنا جلنا نہیں ہے۔ معاملات تجارت میں صلاح مشورہ نہیں کرتا۔ ہمیشہ خود کو الگ تھلگ رکھتا ہو۔ گاہکوں سے اچھا برتاؤ نہ کرتا ہو اکھڑے اکھڑے انداز میں گفتگو کرتا ہو۔ تو کیا وہ کامیاب تاجر بن سکتا ہے ہرگز نہیں۔ یہ اس کے لئے لازمی ہے کہ اپنے ہم پیشہ افراد سے تعلقات بڑھائے۔ معلومات حاصل کرتا رہے اور گاہکوں سے پرجوش انداز میں ملے۔ ان سے اچھے انداز میں گفتگو کرے۔ تب ہی کوئی اس کا مال خریدے گا اور اس کے لئے تجارت سود مند ثابت ہو گی۔ انسان سے انسان کا تعاون بے حد ضروری ہے بلکہ یہ حقیقت ہے کہ انسان انسان کا تمام زندگی محتاج رہتا ہے۔ بچپن میں ماں باپ کا' جوانی میں اساتذہ کا' بڑھاپے میں اولاد کا اور بیماری کی حالت میں ڈاکٹر کا بلکہ یوں کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ موت کے بعد بھی یہ سلسلہ قائم رہتا ہے مرنے کے بعد یہ دعاؤں کا محتاج ہوتا ہے۔ گو کہ یہ محتاجی معاشرتی زندگی کا حصہ نہیں ہوتی۔ لیکن اسلامی معاشرہ میں یہ دعا اس کا حق ہوتی ہے اور مرنے والے کے لواحقین خصوصاً" اولاد کے لئے فرض کا درجہ رکھتی ہے۔

انسانی عظمت کا راز معاشرہ کے اندر باعزت زندگی بسر کرنے میں ہے۔ معاشرے کے لئے سود مند اور مفید ثابت ہونے میں ہے۔ انسان ترک دنیا یا معاشرہ سے کٹ کر اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ اپنی قابلیتوں کا مظاہرہ ہر انسان دوسروں کے ساتھ ہی رہ کر سکتا ہے۔ انسانوں کی خدمت انسانوں کے ساتھ ہی وہ کر کی جا سکتی ہے۔ مثال کے طور پر کوئی کتنا بڑا ڈاکٹر ہی کیوں نہ ہو وہ اگر دنیا سے کٹ کر کسی جنگل میں بیٹھ جائے تو اس کے علم کا

Marfat.com

انسانوں کو کیا فائدہ پہنچے گا۔ کوئی کتنا بڑا سائنس دان کیوں نہ ہو لیکن انسانوں سے کٹا ہوا ہو اس کا علم دنیا کی ترقی کے لئے کیسے سود مند ہو سکتا ہے۔

انسان اپنی تمام تر صلاحیتوں کا مظاہرہ اور ان صلاحیتوں سے انسانوں کو فائدہ دوسروں کے ساتھ ہی رہ کر پہنچا سکتا ہے۔

اسلامی معاشرہ میں چونکہ سب کا مذہب' عقیدہ اور نظام فکر و عمل ایک ہوتا ہے۔ احکامات و تعلیمات جو قرآن دیتا ہے ایک ہوتے ہیں اس لئے اس معاشرہ یعنی اسلامی معاشرہ کی خصوصیات بھی امتیازی ہی ہونی چاہئیں۔ کیونکہ ایسے افراد میں جن کا معبود ایک ' رسول ایک' قرآن ایک' دستور ایک ہو تو ایسے افراد پر مشتمل معاشرہ بھی ایک مثالی معاشرہ ہونا چاہئے۔ ایک ایسا مثالی معاشرہ جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کر سکے۔ ان تعلیمات کی طرف متوجہ کر سکے جن تعلیمات کی بدولت یہ معاشرہ معرض وجود میں آیا۔

اسلامی معاشرہ ایک ایسا ہی معاشرہ ہوتا ہے کیونکہ ہر مسلمان کا ایک خدا پر یقین ہوتا ہے وہ اس کے فرشتوں' اس کے رسولوں' اس کی نازل کردہ آسمانی کتابوں اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہے یعنی یہ یقین رکھتا ہے کہ ہمیں ایک دن اپنے خدا کے حضور پیش ہونا ہے اور ہمارے تمام اعمال کی جواب دہی ہو گی۔ یعنی ان کی فکر ایک ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی عبادات نماز' روزہ' زکوۃ' اور حج ہے جن کی ادائیگی سے مسلمانوں میں عمل کی قوت بھی پیدا ہوتی ہے اور یہ عبادات ہر مسلمان پر فرض ہیں۔ یعنی ان کا عمل بھی ایک جیسا ہوتا ہے اور یہ ہی وحدت فکر و عمل اسلامی معاشرہ میں استحکام پیدا کرتی ہے۔ یعنی اسلامی معاشرہ مستحکم بنیادوں پر استوار ہوتا ہے۔

دوسری خصوصیات اسلامی معاشرہ کی اخوت اور ہمدردی ہے کیونکہ تمام مسلمان اخوت کے رشتے میں بندھے ہوتے ہیں ایک دوسرے کے غمگسار اور ہمدرد ہوتے ہیں ایک دوسرے کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں بلکہ دور کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے رشتہ اخوت کے بارے میں قرآن مقدس میں ارشاد ہے۔

بلا شبہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ (سورہ حجرات)

اسی بھائی چارے کی وجہ سے ان کے دلوں میں محبت' ہمدردی اور شفقت کے جذبات ہوتے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کا فرمان اسی اخوت کی نشاندہی یوں کرتا ہے۔

باہمی مہربانی اور شفقت میں تم اہل ایمان کو یوں پاؤ گے کہ اگر جسم کا ایک عضو دکھنے لگے تو سارا جسم اس درد کو محسوس کرتا ہے۔ ایک مسلمان کا دکھ تمام مسلمان محسوس کرتے ہیں۔ سب اس کی تکلیف کو رفع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرہ کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ مسلمان پاکیزگی اور طہارت کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ اسلام ظاہری پاکیزگی اور باطنی پاکیزگی دونوں پر یکساں زور دیتا ہے۔ تعلیمات اسلام میں خود کو گھر کو' محلّہ کو اور ارد گرد کے ماحول کو پاک رکھنے کا حکم ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اپنا کوڑا کرکٹ یا غلاظت دوسروں کے دروازے پر ڈال دو بلکہ ماحول کی صفائی اور پاکیزگی بھی تعلیمات اسلام کا حصہ ہیں۔ کیونکہ یہ ہی پاکیزگی اور صفائی مسلمانوں کے لئے اتنی مقدم اور اہم ہیں کہ اس کے بغیر اسلامی عبادات ہی قبول نہیں ہوتیں۔ پانچ وقت کی نماز کے لئے پاکیزگی ضروری ہے۔ کپڑے اور جگہ جہاں

نماز پڑھی جائے پاک ہونی چاہئے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

طہارت ایمان کا حصہ ہے۔

ایک اور ارشاد مبارک ہے۔

صفائی نصف ایمان ہے۔

ایسا معاشرہ جہاں صفائی اور پاکیزگی کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہو کتنا پاک اور صاف ہو گا۔

اسلامی معاشرہ میں یہ بات بھی لازمی قرار دی گئی ہے کہ افراد فارغ اوقات میں انفرادی اور اجتماعی تعمیری کاموں میں حصہ لیتے رہیں۔ اسلام بے سود اور بے ہودہ مشاغل سے منع کرتا ہے۔

اسلامی معاشرہ سادگی کا بھی علم بردار ہوتا ہے سادگی کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے رہیں اور صفائی کا خیال نہ رکھیں۔ بلکہ جو کریں اپنی حیثیت کے مطابق کریں اور غرور و تکبر پیدا نہ ہونے پائے۔ اس انداز میں فضول خرچی نہ کریں جیسے دیکھنے والوں کو متاثر کرنا چاہتے ہوں۔ اسلامی تعلیمات میں میانہ روی کو خاص اہمیت حاصل ہے اور درمیانی راستہ کو پسندیدہ راستہ کہا گیا ہے۔ اسلام نے انسان کی عظمت اور برتری کا معیار اعمال کو قرار دیا ہوا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں ہے نہ گورے کو کالے پر اور امیر کو غریب پر۔ ہاں اگر کوئی افضل ہے تو اپنے اعمال کی بدولت اعمال جتنے اچھے ہوں گے وہ اتنا ہی زیادہ قابل احترام ہو گا۔ ذاتی اخلاق کی بناء پر ہی اچھا قرار پائے گا۔ اسلام میں سب مسلمان برابر ہیں۔

Marfat.com

بھائی بھائی ہیں۔ اسلامی معاشرہ انسانی مساوات کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے۔ اسلام میں رنگ و نسل کو کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی کوئی خاندان کی بناء پر قابل احترام ہے۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی معاشرہ انسانی مساوات کا علمبردار ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جو دوسرے معاشروں میں کم ہی نظر آتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

کسی عربی کو عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر اور نہ کسی گورے کو کالے پر اور کالے کو گورے پر ماسوائے تقویٰ کے۔

اسلام میں تقویٰ اور پرہیز گاری ہی عظمت اور برتری کی شرط ہے۔ ورنہ بحیثیت انسان سب برابر ہیں۔

اسلامی معاشرہ کا ہر فرد برائی سے منع کرنا اور اچھائی کی ترغیب دینا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لوگوں کو نیکی کی تلقین کرنا اسلامی معاشرہ کا بنیادی اصول ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ اسلامی معاشرہ کی کوئی حد نہیں ہے اس کی کوئی بھی جغرافیائی حدود نہیں ہیں ایک مسلمان جہاں کہیں بھی رہتا ہو وہ اس معاشرہ کا حصہ ہے اور ان تعلیمات پر عمل کرنا اس پر فرض ہے جو ہمیں اسلام دیتا ہے۔ ان تمام باتوں پر عمل کرنا اس معاشرہ کے ہر فرد پر لازم ہوتا ہے جن کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

اسلامی معاشرہ میں آداب اور طریقہ سب کے یکساں ہوتے ہیں اور وہ آداب اور طریقے وہ ہیں جو اسلام ہمیں سکھلاتا ہے۔ ملنے پر اسلام و علیکم کہنا یعنی دعا دینا۔ کھانا کھاتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔ کھا چکنے پر اللہ کا شکر ادا کرنا۔ اسلام میں کھانے پینے' سونے جاگنے' چلنے پھرنے' گفتگو کاروبار'

معاملات، لین دین کے آداب موجود ہیں اور سب مسلمانوں کو اس کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ اس پر عمل کریں۔

اسلامی معاشرہ کی سب سے بڑی خوبی ایک دوسرے کے حقوق کا خیال کرنا اور ان کو ادا کرنا ہے۔ اسلامی معاشرہ میں ہر شخص کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے اور ان کی ادائیگی کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ انسان تو انسان اسلام میں حیوانات پرند و چرند اور نباتات تک کے حقوق متعین ہیں۔ دنیا میں شاید ہی کوئی دوسرا مذہب ہو جو حقوق کی پاسداری کے لئے اتنی تاکید کرتا ہو۔ جتنی اسلام کرتا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حقوق کی ادائیگی کا حکم اور ان حقوق کا تعین کرنے کا سہرا اسلام ہی کے سر ہے۔ ورنہ اسلام سے پہلے دنیا حقوق کے مفہوم سے بھی واقف نہیں تھی۔ اس لئے اسلامی معاشرہ ان امتیازی خصوصیات کی بدولت جتنا پائیدار اور ہمہ گیر ہے شاید ہی کوئی دوسرا معاشرہ ہو۔ ہمیں فخر ہونا چاہئے کہ ہم اسلامی معاشرے کا حصہ ہیں اور کوشش کرنا چاہئے کہ وہ خصوصیات جو اسلامی معاشرہ کا خاصہ ہیں وہ خود میں پیدا کریں۔

Rana Sohail
SIALKOT

اچھے شہریوں کے اوصاف

عام طور پر شہری کا لفظ شہر میں رہائش پذیر شخص کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اصطلاح میں ہر اس باشندہ کو جس کو کسی ملک یا ریاست میں رہائش کے قانونی حقوق حاصل ہوں شہری کہلاتا ہے خواہ اس کی رہائش کسی گاؤں' قصبہ یا شہر میں ہو کسی ملک کا شہری ہونے کے لئے جگہ کی کوئی قید نہیں ہے اور نہ ہی رنگ و نسل یا مذہب اور عقیدے کی کوئی پابندی۔ مختلف رنگ و نسل' مختلف مذاہب کے پیروکار' مختلف عقیدوں کے لوگ کسی بھی ملک کے شہری ہو سکتے ہیں۔ ہاں البتہ کسی ملک یا ریاست کی حدود میں رہائش پذیر شخص کے لئے اس ملک یا ریاست کے قوانین و ضوابط کو تسلیم کرنا۔ ان قوانین کا احترام اور ان پر عمل کرنا لازم ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص عارضی طور پر حکومت کی اجازت سے کسی دوسرے ملک بھی چلا جائے تب بھی اس کی شہریت قائم رہتی ہے اور وہ بدستور اسی ملک کا شہری رہتا ہے۔ ہر شہری کے ذمہ کچھ فرائض ہوتے ہیں جن کا ادا کرنا بہت ہی لازم ہوتا ہے ہم ان ہی فرائض یا اوصاف کا تذکرہ کریں گے جو ایک شہری کو اچھا شہری بناتے ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو رسولؐ کی اطاعت کرو اور صاحب امر کی اطاعت کرو۔ (النساء)

بحیثیت مسلمان اللہ تبارک تعالیٰ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت جس طرح ہم پر فرض ہے بالکل اسی طرح اسلامی ریاست کے تمام احکامات کی پابندی بھی مسلمانوں پر فرض ہے بشرطیکہ یہ احکام خلاف شریعت نہ ہوں۔ ہمیں ذاتیات میں جانے کی بجائے صرف یہ دیکھنا چاہئے کہ ریاست کے حکام جو حکم صادر فرما رہے ہیں اگر وہ دین اسلام کے خلاف نہ ہو تو اطاعت لازم ہے کیونکہ احکام کی اطاعت ہی ریاست یا ملک کی اطاعت ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں حکومت کی اطاعت ہر شہری کا فرض ہے اور یہ اطاعت حدود قرآنی کے اندر ہونا چاہئے۔

دوسرا فرض شہری کا یہ ہے کہ وہ حکومت سے تعاون کرے کیونکہ شہریوں کے تعاون کے بغیر چور بازاری' فریب' رشوت ستانی جیسی دیگر بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کرنا اکیلی حکومت کے لئے انتہائی مشکل کام ہوتا ہے۔ اور یہ برائیاں ایسی ہیں جو کسی بھی ملک کی معیشت کو تباہ کر سکتی ہیں اور اسلام میں بھی چور بازاری' رشوت ستانی اور دھوکہ دہی سے سختی کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے۔ ایسی تمام برائیوں سے معاشرہ کو پاک کرنے کے لئے شہریوں کا حکومت سے تعاون انتہائی ضروری ہوتا ہے کیونکہ تعاون کے بغیر ان جرائم اور برائیوں کا خاتمہ انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ لہٰذا ایک اچھے شہری کو چاہئے کہ وہ ہر ممکن طریقہ سے حکومت کے ساتھ تعاون کرے اور ایسی تمام برائیوں کو ختم کرنے میں مدد کرے جو معاشرہ کو گھن کی طرح کھا جاتی ہیں۔

Marfat.com

فرائض کی بجاآوری بھی ایک اچھے شہری کے اوصاف میں شامل ہے۔
ہر شہری پر یہ بات فرض ہے کہ وہ اپنا کام دیانت داری سے انجام دے۔ فرائض کی انجام دہی میں کوئی بھی کوتاہی نہ کرے اگر وہ ملازم ہے تو اس کے سپرد جو کام بھی ہو اس کام کو ایمانداری سے سرانجام دے، فضول باتوں میں وقت برباد نہ کرے بلکہ اس کو قوم کی امانت تصور کرتے ہوئے اس سے فائدہ اٹھائے۔ آج کا کام کل کے لئے مت اٹھا رکھے۔ رشوت جیسی لعنت سے اجتناب کرے اور یہ سوچ کر محنت سے کام کرے کہ جس کام کا مجھے معقول معاوضہ ملتا ہے وہ کام کئے بغیر یہ معاوضہ میرے لئے حلال کیسے ہو گا۔ اس لئے پوری صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر دیانت داری اور محنت سے سپرد کئے گئے کام کو سرانجام دے۔

اگر تاجر ہے تو تجارت میں دیانت اور امانت کے اصولوں کو پیش نظر رکھے خیانت سے پرہیز کرے۔ دھوکہ دہی سے مال خریدنے اور بیچنے سے بچے۔ چور بازاری' ذخیرہ اندوزی نہ کرے۔ کم نہ تولے۔

اسلامی قوانین کے تحت تجارت کرنے والے تاجروں کے لئے دین میں بھی خوشخبریاں ہیں کیونکہ دیانت دار تاجر معاشرہ کا ایک بہترین فرد ہوتا ہے اور ملک و قوم کے لئے بہت ہی اچھا شہری ثابت ہوتا ہے اس لئے ہر شہری کا یہ فرض ہے کہ وہ دیانت داری سے کام لیتے ہوئے اپنے فرائض کو ادا کریں۔ خدمت کا جذبہ بھی شہریوں کے بہترین اوصاف میں شامل ہے۔ جس قوم میں خدمت کا جذبہ موجود ہوتا ہے وہ قوم ترقی کی منازل طے کرتی چلی جاتی ہے اس لئے یہ بھی ہر شہری کا فرض بنتا ہے کہ انفرادی اور اجتماعی مفاد کے کاموں

Marfat.com

میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرنے کی کوشش کریں۔ غربا اور مساکین کی امداد کو اپنی عادت بنا لیں۔ اپنی آمدنی کو کسی ایسے کام میں صرف نہ کریں جس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہو بلکہ ایسے کاموں میں لائے جن کاموں میں عوامی مفاد کا پہلو نکلتا ہو۔ جس سے ملکی ترقی کی امید ہو۔ اپنی آمدنی کو ملک و قوم کے مفاد اور ترقی کے لئے خرچ کرے۔

اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا معقول بندوبست کرنا ہر اچھے شہری کی ذمہ داری ہوتی ہے تاکہ یہ ہی بچے جب جوان ہوں تو ملک و ملت کے لئے سرمایہ ثابت ہو سکیں۔ ایسے بچے جن کی تعلیم وتربیت پر والدین توجہ نہیں دیتے ظاہر ہے۔ایسے بچے جب جوان ہوتے ہیں تو ملک و قوم کے لئے سود مند کم اور نقصان دہ زیادہ ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے بچے جو قوم کی امانت ہوتے ہیں ان کی درست سمت میں رہنمائی اور اچھی تعلیم و تربیت ہر شہری کا فرض ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے ملک اور قوم کے مفاد میں اپنے بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کا خاص خیال رکھیں۔ ٹیکسوں کی بروقت ادائیگی بھی ایک اچھے شہری کے فرائض میں شامل ہوتا ہے کیونکہ ان ہی ٹیکسوں سے حکومت کاروبار حکومت چلاتی ہے ان ٹیکسوں سے حاصل ہونے والی رقم سے رفاہ عامہ کے کام پایہ تکمیل کو پہنچتے ہیں ان ہی ٹیکسوں کی بدولت ہمیں صحت کی اچھی سہولتیں میسر آتی ہیں۔ ہمارے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کے لئے سکول، کالج اور یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں آتا ہے۔ ان ٹیکسوں کی ادائیگی میں کوتاہی سے ہم ان تمام سہولتوں سے محروم رہ سکتے ہیں ہمیں چاہیئے کہ حکومت کے عائد کردہ تمام ٹیکس دیانت داری اور جلد از جلد ادا کریں اور حیلوں بہانوں

سے ان میں تاخیر نہ کریں اور نہ ہی ان سے بچنے کی تدبیریں سوچیں۔ ایسا کرنا ہمارے اپنے ہی مفاد میں ہے۔ یاد رہے کہ ان ہی ٹیکسوں کی بدولت ہم اپنی دفاعی ضروریات کا سامان بھی حاصل کرتے ہیں جو کسی بھی قوم کی بقاء کے لئے انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ اسلام میں بھی دشمنوں کے خلاف جہاد کے لئے سازو سامان کی فراہمی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

جہاد بھی ہر مسلمان پر فرض ہے ہر مسلمان شہری کا یہ فرض بنتا ہے کہ ضرورت پڑنے پر وطن کی حفاظت کی خاطر اپنا مال اپنی جان سب کچھ قربان کرنے سے دریغ نہ کرے۔ جہاد میں کسی کے ساتھ کوئی رعایت نہیں ہے۔ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق ہر شخص کو اس میں شرکت کرنا چاہیئے اگر جسمانی طور پر ممکن نہیں تو مالی طور پر اس میں شریک ہو۔ جہاد کو اسلام میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جہاد میں شریک ہونے والے ہر مسلمان کے لئے دونوں حالتوں میں بشارتیں ہیں یعنی اگر اللہ کی راہ میں کام آ جائے تو شہید جو بہت ہی بلند مقام ہے اور اگر زندہ بچ جائے تو غازی۔ اپنے ملک کی حفاظت کرنا ہرمذہب کے پیروکاروں کے لئے لازم ہے۔ اس لئے ہر شہری کا خصوصاً" مسلمانوں کا یہ فرض ہے کہ بوقت ضرورت جہاد میں شریک ہوں آج کے دور میں فوجی خدمات کے لئے خود کو رضاکارانہ طور پر پیش کرے۔

قانون کا احترام اور پابندی تو ہر شہری کے لئے لازمی ہوتی ہے۔ وقتاً" فوقتاً" حکومت وقت جو احکامات صادر کرتی ہے ان کی پابندی اور بجاآوری بھی ہر شہری کا فرض ہوتا ہے کیونکہ قوانین کی پابندی سے ہی ملک میں امن و سلامتی کی فضاء قائم رہ سکتی ہے۔ قوانین کی پابندی سے غفلت یا پہلو تہی

ابتری کے حالات پیدا کرتی ہے جو ملک کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک اچھے شہری کے لئے ضروری ہے کہ وہ ملک میں نافذ قوانین کا احترام کرے اور ان پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنائے۔ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے تعصب سے بھی گریز کرنا چاہئے۔ غیر مذاہب ہم وطنوں سے روا داری کا برتاؤ کرنا چاہئے ان کی عبادت گاہوں کا احترام کرنا چاہئے۔ ان کے مذہبی پیشواؤں کو احترام کی نظر سے دیکھنا چاہئے روا داری کا برتاؤ بھی امن کو قائم رکھنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اچھے معاشرے کے قیام کے لئے صحت مند افراد کی ضرورت ہوتی ہے اور صحت حفظان صحت کے اصولوں پر عمل کرکے ہی حاصل کی جا سکتی ہے شہری کو چاہئے کہ صفائی کا خیال رکھیں بلکہ جو شخص گھر کا کوڑا کرکٹ باہر گلی وغیرہ میں پھینکے اس کو منع کریں اوز سمجھائیں کہ ایسا کرنے سے قومی صحت پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ صحت مند قوم کے لئے صحت مند افراد کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے لاغر اور بیمار انسان نہ تو اپنے فرائض پوری طرح ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی حقوق کی ادائیگی ممکن ہوتی ہے بلکہ اپنی اولاد اور گھر والوں کے حقوق پورے کرنے سے قاصر ہوتا ہے۔ بیمار انسان تو حقوق اللہ کی ادائیگی بھی مشکل سے ادا کرتا ہے اور بعض اوقات تو یہ ادائیگی ناممکن ہو جاتی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی صحت کو برقرار رکھیں۔ اپنی اولاد کے حقوق اور احکامات دین کی پابندی اور پیروی کے لئے اپنی صحت کا خیال رکھیں اور یہ صحت ہمیں حفظان صحت کے اصولوں پر کاربند ہو کر ہی نصیب ہو سکتی ہے۔ ان تمام باتوں پر عمل کرکے ہی کوئی بھی شہری ایک اچھا شہری ثابت ہو سکتا ہے یہ ہی وہ اوصاف ہیں جن کی بدولت آپ ملک کے بہترین شہری بن سکتے ہیں۔

امت کا مفہوم اور فرائض

امت کا لفظ کسی ایسی جماعت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو ایک نبی کے پیروکار ہوں۔ جن کا ضابطہ حیات ایک ہو اور ان کی عبادات اور اس کے طریقے ایک ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے بنیادی عقائد بھی ایک ہی بنیاد پر استوار ہوں جیسا کہ نبی آخر زماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ماننے والے مسلمان ہیں یہ حضور کی امت ہیں۔ ان کا ضابطہ حیات قرآن مقدس ایک ہے ان کی عبادات نماز' روزہ' حج اور زکوۃ ایک ہی ہیں اور بنیادی عقیدہ' عقیدہ توحید ایک ہے یعنی کہ ہم سب کا مالک و خالق صرف ایک اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور وہی عبادت کے لائق ہے اور محمد ﷺ آخری نبی ہیں نہ تو قرآن مقدس کے بعد کوئی دوسری کتاب نازل ہو گی اور نہ ہی آپؐ کے بعد کوئی دوسرا نبی ہو گا۔

امت محمدی میں شامل ہونے کے لئے رنگ و نسل' وطن اور خاندان کی اہمیت نہیں امت محمدی رنگ و نسل کی شرائط سے پاک ہے ہاں امتی بننے کے لئے اگر کوئی شرط ہے تو وہ کلمہ توحید ہے۔ کوئی بھی انسان کلمہ شہادت پڑھ کر اللہ تبارک تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے اور دل سے تصدیق کرے اور حضور

اکرمؐ کو اللہ کا سچا رسول اور انہیں آخری نبی تسلیم کرے تو وہ امتی بن جاتا ہے۔ مسلمان برادری میں شامل ہو جاتا ہے بلکہ یوں کہنا زیادہ بہتر ہو گا کہ وہ ایک عالمگیر مسلمان برادری میں شامل ہو جاتا ہے کیونکہ دین اسلام عالمگیر حیثیت کا حامل دین ہے اور حضور اکرمؐ کی رسالت تمام جہاں اور تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے اس میں مشرق و مغرب اور جنوب شمال کی کوئی قید نہیں ہے اور نہ ہی اس امت کے لئے کسی خاص رنگ خاص نسل خاص وطن یا زبان کی قید ہے قید ہے تو اللہ کی توحید کے اقرار کی آپؐ کی رسالت کا اقرار اور تعلیمات اسلام پر عمل پیرا ہونے کی۔

رنگ اور نسل' وطن اور زبان سے قومیں تشکیل پائی جا سکتی ہیں ایک رنگ کے لوگ اپنے آپ کو ایک قوم کہہ سکتے ہیں ایک نسل کے لوگ ایک قوم ہو سکتے ہیں ایک زبان اور وطن کے لوگ ایک قوم ہو سکتے ہیں لیکن اسلام تمام انسانوں کو ایک ہی نسل قرار دیتا ہے اور ہر نسل کا آدمی امت محمدیہ یا امت مسلمہ کا رکن بن سکتا ہے۔ اس کے لئے شرط وہی پہلی بیان کردہ ہے یعنی کلمہ توحید کا اقرار اور تصدیق۔

ایک قوم کے افراد تو مختلف مذاہب کے ماننے والے ہو سکتے ہیں لیکن ایک امت کے لئے نظریات اور بنیادی عقائد کا مشترک ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی بھی شخص کے لئے خواہ اس کا کوئی بھی رنگ ہو۔ کوئی بھی زبان ہو' کوئی بھی وطن ہو امت مسلمہ کی رکنیت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے وہ جب چاہے اس امت کا فرد بن سکتا ہے۔ اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک کسی بنیادی عقیدہ سے انکار نہیں کرتا عمل میں سستی کی وجہ سے یہ

Marfat.com

رکنیت ختم نہیں ہوتی۔

دین اسلام چونکہ اللہ کا پسندیدہ دین ہے اور قیامت تک کے لئے قرآن مقدس جو مسلمانوں کا دستور حیات ہے کی تعلیمات بھی قیامت تک کے لئے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی نبوت بھی تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے اس لئے امت محمدیہ امت مسلمہ کا دائرہ ہمیشہ بڑھتا رہتا ہے لوگ اس برادری میں داخل ہوتے رہتے ہیں اس لئے امت مسلمہ کے کچھ ایسے فرائض بھی ہیں جن کا ادا کرنا انتہائی ضروری اور لازم ہے تاکہ ہم دوسروں کے لئے مثال بن سکیں اور وہ ہماری طرف یا ہمارے دین (دین اسلام) کی طرف متوجہ اور راغب ہوں۔ کیونکہ دین اسلام تلوار سے نہیں بلکہ محبت سے پھیلا ہے سیرت و کردار کی پختگی کو دیکھ کر لوگ اس برادری میں داخل ہوتے آئے ہیں اور آج بھی ضرورت ہے اس بات کی کہ ہم خود میں وہی کردار کی پختگی پیدا کریں جو دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے۔ ہم میں ایسی خوبیاں ہونی چاہئیں کہ دیکھنے والے خود کہیں یہ فرد امت مسلمہ کا فرد ہے یہ نبی آخر الزماں محمد ﷺ کا ماننے والا ہے۔ اس کی زندگی قرآنی تعلیمات کے تابع ہے۔ یعنی یہ شخص مسلمان ہے۔ آیئے ہم خود اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہمارا کردار ایسا ہے جو مثال ہو دوسروں کے لئے اور جو کسی کو اپنی طرف متوجہ کر سکتا ہو کیا ہم میں وہ اوصاف ہیں جو مسلمان میں ہونے چاہئیں کیا ہم ان تعلیمات پر پوری طرح عمل کر رہے ہیں جو قرآن ہمیں دیتا ہے کیا ہم امت مسلمہ ہونے کی حیثیت سے نبی اکرمؐ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں کیونکہ اللہ تبارک تعالیٰ نے ہمیں یعنی اس امت مسلمہ کو دنیا کے سامنے نیکی کا معیار بنا کر پیش کیا۔ دنیا کی

Marfat.com

امامت و قیادت کا منصب اسی امت یعنی امت محمدی کو عطا کیا ہوا ہے۔ مسلماں پر یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے اعمال اور افعال سے سیرت اور کردار سے دنیا کے سامنے بہترین نمونہ پیش کریں زندگی کے ہر شعبہ میں اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کریں۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم نیکیوں کا حکم دیتے ہو اور برائیوں سے روکتے ہو۔

ہماری فضیلت اسی کی بدولت ہے اور اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہماری فضیلت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ ہم میں اور دوسروں میں کیا فرق رہ جائے گا۔ قرآن ہمیں یعنی مسلمانوں کو روا داری کا پابند بناتا ہے۔ امت مسلمہ کے لئے روا داری کو فرض قرار دیا گیا ہے۔

امت مسلمہ کو انسانوں کے بنیادی حقوق کا محافظ بتایا گیا ہے۔ اسلام میں انسانوں کے تمام حقوق مقرر فرما کر امت کے تمام افراد پر ان حقوق کا ادا کرنا فرض قرار دے دیا گیا ہے۔

اسلام سے پہلے بنیادی حقوق کا تصور بھی نہ تھا بنیادی حقوق کا نظریہ تو اسلام نے ہی دنیا کو دیا ہے اس لئے ہمارا بحیثیت مسلمان امت مسلمہ کا فرض ہے کہ ہم ان حقوق کی ادائیگی میں سستی اور کوتاہی نہ کریں اور ہر حال میں ان کو ادا کرنے کی کوشش کریں۔

امن پسندی بھی امت مسلمہ پر فرض ہے امت مسلمہ دنیا میں امن و سلامتی کی علم بردار ہے کیونکہ لفظ اسلام معنی ہی امن اور سلامتی کے رکھتا

ہے اس لئے مسلمان خود بھی امن سے رہتا ہے اور دوسروں کو بھی امن و سلامتی سے زندہ رہنے کا حق دیتا ہے۔ اسلام ایسے ہر کام سے منع کرتا ہے جس کی وجہ سے نقص امن کا خطرہ پیدا ہو سکتا ہو۔ ہر اس کام کی ممانعت کرتا ہے جس کی وجہ سے امن و سلامتی کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہو۔ جس کی وجہ سے سکون برباد ہونے کا خدشہ پیدا ہو سکتا ہے۔ امن اور سلامتی تو مسلمان کی پہچان ہے۔ اسلام کی پہچان ہے۔ اسلام نام ہی امن و سلامتی کا ہے۔

اعتدال پسندی بھی امت محمدی کا خاصہ ہے اعتدال پسندی کی اس صفت کو خصوصی طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔ اسلام میں اعتدال اور میانہ روی کا بار بار تذکرہ ملتا ہے۔ مسلمانوں یعنی امت مسلمہ کی اس صفت کا تذکرہ قرآن مقدس میں یوں ہوتا ہے۔

اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال والی امت بنایا ہے۔ (البقرہ)

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ کسی بھی کام میں حد سے گزر جانا بہتر نہیں ہوتا۔ خواہ وہ سخاوت ہو یا عبادت' یا عفو و درگزر انسان حد سے زیادہ رحم دلی سے کام لے تو لوگ بزدل سمجھنے لگتے ہیں۔ حد سے زیادہ خرچ کرنے والا ہو تو ہو سکتا ہے کہ کبھی محتاج ہو جائے۔ حد سے زیادہ عبادات میں مصروف شخص کسی وقت اکتا بھی جاتا ہے۔ اسی لئے دین میں میانہ روی اور اعتدال پسندی کو ترجیح دی گئی ہے۔ اسی لئے امت مسلمہ کو وسطی امت کہا گیا ہے۔ اسلام کی تمام تر تعلیمات میں میانہ روی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ امت مسلمہ کی ایک اور خصوصیت ہے مساوات۔ اس میں امیر اور غریب کے درمیان کوئی تمیز نہیں بحیثیت انسان سب کے حقوق اور فرائض یکساں ہیں اور ان سے پہلو تہی

ممکن ہی نہیں ہے۔ کوئی ذات پات کی تمیز نہیں ہے۔ کسی گورے کو کسی کالے پر فضیلت نہیں ہے۔ بوقت نماز امیر اور غریب' غلام و آقا ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اپنے رب کی حمد و ثناء کرتے نظر آتے ہیں۔ ہاں اگر فرق ہے تو اعمال کی بدولت اگر کوئی برتر ہے تو اعمالوں کی وجہ سے ورنہ سب برابر ہے صرف تقویٰ اور پرہیز گاری میں درجات ہیں۔ اس لئے ہمیں کسی کو خود سے حقیر اور خود کو کسی سے برتر نہیں سمجھنا چاہئے۔

ایک اور صفت جو امت مسلمہ میں پائی جاتی ہے۔ وہ صفت ہے اخوت کی۔ اسلام تمام مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

بے شک سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔

اس بھائی چارے کے نتیجہ میں دلوں میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ دکھ درد کے ساتھی بن جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لئے ایثار اور قربانی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کے لئے وہ سب کچھ کرتا ہے جو اس کے دائرہ اختیار میں ہو اور یہ سب تعلیمات اسلام اور اخوت کے جذبہ کی بدولت ہوتا ہے اور یہ اخوت کا جذبہ ہر مسلمان کے دل میں لازمی موجود ہونا چاہئے کہ یہ حکم پروردگار عالم کا ہے کہ سب مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

امت مسلمہ کو نیکی کا معیار بھی اللہ تبارک تعالیٰ نے بنایا ہے۔ مسلمان کو چاہئے کہ دنیا کے سامنے ہر اعتبار سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کرے یہ اس کے فرائض میں شامل ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

تاکہ تم لوگوں پر گواہ رہو۔ یعنی نیکی کا معیار پیش کرو۔ (البقرہ)

مسلمان کی زندگی ایسی زندگی ہونا چاہیئے کہ دوسروں کے لئے ایک نمونہ ہو تب ہی یہ مثال بن سکتے ہیں تب ہی گواہ بن سکتے ہیں کہ دیکھو اصل زندگی تو یہ زندگی ہے جو مسلمان گزارتے ہیں۔ ہمارے کسی فعل سے اس گواہی کو دھچکا نہیں لگنا چاہیئے۔

امت مسلمہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ امت عالمگیر امت ہے۔ عالمگیر برادری ہے اس کے رکن یعنی مسلمان ہر خطہ میں رہتے ہیں ہر رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہیں لیکن نام ایک ہی ہے مسلمان یعنی امت محمدی۔اس لئے ہمیں اس ایک نام کو چھوڑ کر دوسرے ناموں کا لبادھا نہیں اوڑھنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے کردار اور سیرت سے دنیا کے سامنے مثال بن کر آنا چاہیئے۔ ہمارے قول و فعل میں فرق نہیں ہونا چاہیئے ہمیں نیکیوں کا راستہ بتانے والے او برائیوں سے روکنے والا ہونا چاہیئے کیونکہ ہم امت مسلمہ کے رکن ہیں مسلمان ہیں اور مسلمان کا ہر کام قرآن کے تابع ہوتا ہے۔

خدمت خلق کی اہمیت

(اللہ تبارک تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کی خاطر اس کی مخلوق کے حقوق کو ادا کرنا خدمت خلق کہلاتا ہے۔ یعنی مخلوق خدا کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا جو اللہ تبارکِ تعالیٰ کی مرضی اور منشا کے مطابق ہو اور جس میں مخلوق سے ہمدردی کا پہلو پایا جاتا ہو۔ جب ہم اللہ تبارک تعالیٰ کی مخلوق کہتے ہیں تو اس کا مطلب صرف انسان ہی نہیں ہے بلکہ مخلوق کے زمرے میں تو حیوانات اور پرند چرند بھی آتے ہیں اور یہ سب ہماری ہمدردی کے مستحق ہیں۔ یعنی حقیقی خدمت خلق یہ ہے کہ آپ انسانوں، حیوانات اور چرند و پرند کے حقوق کی ادائیگی اور وہ بھی ہمدردی کے جذبات کے ساتھ کریں گے اس میں بھی یہ شرط ہے کہ یہ خدمت محض خدمت کے جذبہ کے تحت ہونا چاہیئے اس میں ذاتی غرض مطلوب نہ ہو اور نہ ہی شہرت۔ دکھلاوا اور نام و نمود مقصود ہو۔ ورنہ اس کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔)

خدمت خلق اگرچہ بلا معاوضہ ہوتی ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے فرائض دیانت داری اور اس طرح ادا کرے کہ عام انسان اس سے فائدہ اٹھا سکیں تو وہ بھی خدمت خلق ہی ہو گی۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ملازم اپنی

Marfat.com

ڈیوٹی اس طرح انجام دیتا ہے کہ عام انسانوں کو بھی فائدہ پہنچنے کی امید کی جا سکتی ہو تو یقیناً یہ بھی خدمت ہی ہے یا اپنے حسن سلوک سے کوئی فائدہ پہنچائے یا کوئی تاجر ذخیرہ اندوزی اور چور بازاری سے پرہیز کرے تو ایسا کرنا بھی خدمت خلق ہی ہو گا۔

تین طریقوں سے یہ خدمت انجام دی جا سکتی ہے اول مالی خدمت یعنی اپنی ضروریات زندگی سے زائد مال کو غربا' مساکین اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دینا زکوۃ' صدقات وغیرہ اسی مالی خدمت کے طریقے ہیں۔ جو تعلیمات اسلام کا حصہ ہے دوئم بدنی خدمت ہے۔ مثلاً" کمزور' معذور افراد اور بیماروں کے لئے ایسے کام سرانجام دینا جن کو کرنے سے وہ خود قاصر ہوں۔ مثلاً" کسی بیمار کو ڈاکٹر کے پاس یا ہسپتال پہنچا دینا کسی نابینا اور اپاہج کو سڑک پار کروا دینا' خدمت خلق کی اسی قسم میں آتا ہے۔ سوئم روحانی خدمت ہے جس سے مراد تبلیغ ہے کیونکہ تبلیغ کے ذریعہ برائیوں سے روکا جاتا ہے اور نیکیوں کی تلقین کی جاتی ہے اور اس سے بڑھ کر شاید ہی کوئی اور خدمت ہو سکتی ہو کہ انسان کو ایسے راستے پر چلنے سے منع کر دیا جائے جو سیدھا جہنم کو جاتا ہو جس پر چلنے کا فائدہ نہ تو اس دنیاوی زندگی میں ہو اور نہ ہی آخرت کی زندگی میں۔ کسی کو برائی سے روکنا اور اچھائی کی طرف راغب کرنا بہت بڑی خدمت ہے۔

اسلام میں جتنی بھی عبادات ہیں ان سب کا مقصد اللہ تبارک تعالیٰ سے تعلق' انسان کی اصلاح اور معاشرہ کی فلاح و بہبود ہے اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اسلام کی بنیادی تعلیم میں شامل ہے زکوۃ ایک مالی عبادت ہے اور ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جس سے کوئی صاحب حیثیت مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

تم نیکی کو نہیں پا سکتے جب تک تم اپنی محبوب چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔ (ال عمران)

ایک اور جگہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

وہ اللہ کی محبت میں مساکین' یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

قرآن مقدس ہی میں ارشاد ہوتا ہے۔

وہ اپنے پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ وہ خود فاقہ سے ہوں۔ (سورہ حشر)

سورہ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وہ خدا کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں کو' یتیموں کو' محتاجوں کو' مسافروں اور مانگنے والوں کو دیتے ہیں۔

قرآن مقدس کی ان بیان کردہ آیات کی روشنی میں خدمت خلق کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ ہمارے لئے ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپؐ کے اخلاق حسنہ میں ایثار اور قربانی کا وصف بہت ہی نمایاں نظر آتا ہے۔ آپؐ کی زندگی مبارکہ میں خدمت خلق کے ہزاروں واقعات نظر آتے ہیں۔ جو ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات گرامی بھی خدمت خلق کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہیں۔

ارشاد نبی کریم ﷺ ہے۔

Marfat.com

ساری مخلوق اللہ تبارک تعالیٰ کی عیال ہے۔ مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اللہ کی عیال کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کرتا ہے اللہ تبارک تعالیٰ اس کی حاجت کو پورا کرتا ہے۔

ارشاد نبوی ہے۔

مجھے رمضان بھر کے روزے رکھنے اور اس مبارک مہینے میں مسجد حرام میں بیٹھ کر اعتکاف کرنے سے یہ زیادہ عزیز ہے کہ میں کسی مسلمان کی بوقت ضرورت امداد کروں۔

ایک اور ارشاد میں فرماتے ہیں۔

بیوہ اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں مجاہد کی طرح ہے۔

ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

ایذا رساں چیز کو راستے سے ہٹا دینا صدقہ ہے۔

حدیث مبارکہ ہے۔

جس نے مجاہد کے بعد اس کے گھر والوں کی خبر گیری کی تو اس نے بھی جہاد میں شرکت پائی۔

ایک اور حدیث مبارکہ ہے۔

تمہیں مخلوق خدا پر مہربانی کرنا چاہیئے تاکہ خداوند کریم تم پر مہربان ہو۔

ارشاد نبوی ہے۔

Marfat.com

بھولے بھٹکے اور اندھے کو راستہ بتانا ثواب کا کام ہے

قرآن مقدس کی آیات اور ارشادات نبی ﷺ سے خدمت خلق کی اہمیت اجاگر ہو جاتی ہے۔ قرآن مقدس بھرا پڑا ہے ایسے احکامات سے اور سینکڑوں احادیث مبارکہ میں خدمت خلق کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔

ہم کئی طریقوں سے اس فریضہ یعنی خدمت خلق کو سرانجام دے سکتے ہیں۔ **مثلاً** یتیم بچوں کی کفالت اور بیوہ عورتوں کی مدد اور خبر گیری خدمت خلق کی ہی صورت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یتیم بچوں اور بچیوں کی کفالت کرنے والوں کو خوشخبری سنائی ہے کہ ایسے لوگوں کو جنت میں میرا قرب نصیب ہو گا۔ قرآن مقدس میں یتیموں کے حقوق مفصل بیان کئے گئے ہیں اور ان کی خدمت یعنی مدد کرنے والوں کو مجاہد کی طرح کہا گیا ہے۔

خدمت خلق درحقیقت ایک نیکی ہے بلکہ بہت بڑی نیکی ہے اس لئے بیمار شخص کی عیادت بھی خدمت ہی ہے اس سے مریض کی تسلی اور تشفی سے ڈھارس بندھتی ہے اور یہ دل جوئی اللہ تبارک تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔

مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں اور ان چھ حقوق میں ایک حق جب وہ بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا ہے۔

حضور اکرمؐ نے کمزور اور مظلوم انسانوں کی فریاد رسی کو فرض قرار دیا ہے۔ آپؐ نے خادموں (یعنی نوکرو) کے ساتھ بھی حسن سلوک کی تعلیم دی ہے اور ایسا کرنا بھی خدمت خلق کے زمرے ہی میں آتا ہے۔

بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ ننگوں کو کپڑا پہنانا۔ غریب مریضوں کو دوا وغیرہ

Marfat.com

فراہم کرنا اور غریب بچیوں کی شادی وغیرہ کے سلسلہ میں مدد کرنا بھی خدمت خلق ہی ہے۔

تعلیمات اسلام کی روشنی میں سب سے بڑی اور اعلیٰ خدمت انسانوں کو سیدھے راستہ کی نشاندہی کرنا اور ان کو اس پر چلنے کی تاکید کرنا ہے۔ یعنی تبلیغ کرنا برائی سے روکنا اور نیکی کی طرف راغب کرنا۔ اسی کام کی وضاحت قرآن پاک میں یوں فرمائی گئی ہے۔

تم بہترین امت ہو۔ تم کو لوگوں کی بھلائی کے واسطے پیدا کیا گیا ہے۔ کہ تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور خدا پر ایمان رکھتے ہو۔

غرض کہ خدمت خلق ایک ایسا جذبہ ہے کہ جس بھی قوم میں موجود ہو تو وہ قوم دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتی چلی جاتی ہے۔ ایسا معاشرہ ایک بہترین معاشرہ کہلانے کا مستحق ہوتا ہے جس کے افراد میں خدمت خلق کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں آپ اس کو سماجی بہبود کے کام بھی کہہ سکتے ہیں ویسے بھی سماجی بہبود آج کل سائنس کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ اس کی تہہ میں بھی انسانوں کی فلاح کا جذبہ کارفرما ہے ہم مسلمان اس کو خدمت خلق کہتے ہیں اگرچہ طریقہ مختلف ہے لیکن اصول تقریباً ایک ہی ہیں۔

ہمیں بحیثیت مسلمان خدمت خلق کو اپنی زندگی کا مقصد بنانا چاہیئے اور اپنے اردگرد یہ دھیان رکھنا چاہیئے کہ کون ہماری مدد اور خدمت کا مستحق ہے۔ کس کو ہماری مالی امداد کی ضرورت ہے اور کس کو جسمانی امداد کی ضرورت ہے۔ ہمیں کسی اندھے اور اپاہج انسان کو سڑک کنارے کھڑا دیکھ کر خاموشی

Marfat.com

سے نہیں گزر جانا چاہئے بلکہ اگر اس نے سڑک پار کرنا ہو تو اس کی مدد کرنا چاہئے۔ ہمیں ایسے مریض جو دوا نہ خرید سکتے ہوں کی مدد کرنا چاہئے۔ لیکن ایک بات کا خاص خیال رکھنا بہت ضروری ہے کہ آپ جس کی مدد کر رہے ہیں وہ اس کا حقیقی حق دار بھی ہو۔ عام بھیک مانگنے والوں اور خود کو بیمار ظاہر کرکے توجہ کے طالب لوگوں کی مدد کرنا درحقیقت صحیح حق دار کی حق تلفی ہو گی۔ ہمیں ایسے لوگوں کی بھی رہنمائی کرنا چاہئے جو دین کا علم نہ ہونے کی وجہ سے غلط کاموں میں مبتلا رہتے ہیں۔ ہمیں معاشرہ سے غلط رسومات کو بھی ختم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ ایسا کرنا بھی خدمت خلق ہی ہو گا۔ انسان کو انسان کامل بننے میں اس کی مدد کرنا سب سے بڑی خدمت ہے۔

Marfat.com

اخوت کی اہمیت اور تقاضے

اخوت کا رشتہ ایسا رشتہ ہے جو تمام رشتوں سے مضبوط اور پائیدار ہوتا ہے۔ امت مسلمہ میں داخل ہونے یعنی کلمہ توحید پڑھ لینے کے بعد اس امت کے ارکان کے درمیان یہ رشتہ قائم ہو جاتا ہے۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے اخوت کا رشتہ صرف خاندانی تعلقاتہ کی بناء پر قائم ہوتا ہے لیکن اسلامی اخوت کا رشتہ اس سے کہیں زیادہ وسیع اور مستحکم بنیادوں پر وجود میں آتا ہے۔ اخوت کے معنی ہیں بھائی چارہ اور بھائی بندی۔ اسی لئے مسلمان خواہ دنیا کے کسی بھی خطہ میں آباد ہو تعلیمات اسلام کے مطابق ایک دوسرے کا بھائی قرار پاتا ہے خواہ اس کا تعلق کسی بھی ملک کسی بھی رنگ و نسل سے ہو دینی لحاظ سے تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

بلاشبہ سب مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ (سورہ حجرات)

ایک اور جگہ قرآن پاک ہی میں ارشاد ربانی ہے۔

مومن مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے ولی ہیں۔ (سورہ توبہ)

Marfat.com

قرآن مقدس جو احکامات خداوندی کا مجموعہ اور مسلمانوں کا دستور حیات ہے کی بیان کی گئی دونوں آیات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ تمام مسلمان بلا امتیاز رنگ و نسل رشتہ اخوت میں بندھے ہوئے ہیں اور یہ رشتہ اتنا مضبوط ہے کہ کبھی ٹوٹ نہیں سکتا اور اگر کوئی اس رشتہ کو توڑنا بھی چاہے تو توڑنے والا اسلام سے ہی لاتعلق ہو جاتا ہے کیونکہ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ احکامات قرآنی میں سے اپنی مرضی کے احکامات پر تو عمل کر لو اور جو ناپسند ہوں ان سے پہلو تہی کرو بلکہ تمام احکامات کی پیروی کرنا لازمی ہوتی ہے۔ خواہ وہ احکام معمولی سے معمولی کیوں ہی ہوں۔ اس لئے یہ قرآن کا ہی حکم ہے کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اس ایک حکم سے لاتعلقی تعلیمات قرآن سے ہی لاتعلقی ہو گی۔ دوسری آیت میں اور زیادہ وضاحت فرما دی گئی ہے حکم ہو رہا ہے کہ مومن مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے ولی ہیں یعنی دوست ہیں اور ظاہر ہے کہ مومن کی دوستی کسی کافر سے تو نہیں ہو سکتی۔ مومن کی قلبی محبت اور رفاقت تو کسی مومن سے ہی ہو گی لہٰذا جب تک ایمان کا رشتہ قائم ہے اخوت کا رشتہ بھی لازمی قائم رہے گا۔

اخوت یعنی بھائی چارہ جس قوم میں بھی ہو وہ قوم اپنی مثال آپ ہوتی ہے اور جہاں اخوت نہ ہو محبت نہ ہو تو وہاں نفرت جنم لیتی ہے دشمنیاں پیدا ہوتی ہے اور امن درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔

ظہور اسلام سے قبل خطہ عرب کو ہی لے لیجئے۔ بچہ بچہ ایک دوسرے کے خون کا پیاسہ تھا۔ دشمنیاں عام تھیں ہر طرف نفرت اور رقابت کا زہر پھیلا ہوا تھا۔ لوگ بغض عداوت کے پیکر بنے ہوئے تھے اس کی وجہ کیا تھی

صرف محبت کا فقدان اخوت کا فقدان۔ لیکن جب اسلام آیا تو تعلیمات اسلام کی وجہ سے بھائیوں کی طرح زندگی گزارنے لگے ان کی آپس کی محبت حقیقی بھائیوں سے بھی بڑھ گئی کیونکہ اسلام ایک دوسرے سے محبت اور اخوت کا درس دیتا ہے۔ اسلام اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیتا ہے ایک دوسرے کا غمگسار بناتا ہے۔ تعلیمات اسلام نفرتوں اور عداوتوں سے منع کرتی ہے اور اگر کبھی دل میں کوئی ایسی بات آ بھی جائے کہ رنجش پیدا ہونے کا اندیشہ ہو تو اسلام عفو درگزر سے کام لینے کی تاکید کرتا ہے۔ دوسروں کی غلطیوں اور کوتاہیوں کو معاف کرنا سیکھلاتا ہے۔ اس بات کا ذکر کرتے ہوئے قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر اس نے تمہارے دلوں کو محبت اور الفت کے رشتے میں جوڑ دیا اور تم اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی بن گئے۔ (آل عمران)

حضور اکرم ﷺ کے ارشادات گرامی اس رشتہ اخوت کی مزید وضاحت فرماتے ہیں۔

1- مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر وہ ظلم کرتا ہے اور نہ مصیبتوں کے حوالے کرتا ہے۔

2- مسلمان آپس میں ایک عمارت کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔

3- باہمی شفقت میں مہربانی میں تم اہل ایمان کو ایک جسم کی طرح پاؤ گے اگر اس جسم کا ایک عضو دکھنے لگے تو سارا جسم اس کا ساتھ دیتا

Marfat.com

ہے۔

اور ایسا صرف اور صرف اسلام کی بدولت ہے جو محبت اور اخوت کا درس اپنے پیروکاروں کو دیتا ہے۔ اخوت اور محبت کا رشتہ لازوال اور پائیدار رشتہ ہے۔

خطبہ حجتہ الوداع میں حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اے لوگو! میرے بات سنو اور جان لو کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تمام اہل اسلام ایک برداری ہے کسی شخص پر اپنے بھائی کا مال حلال نہیں جب تک وہ اپنی خوشی سے نہ دے ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔

تاریخ عالم اس قسم کی اخوت و محبت اور بھائی چارے کی مثال پیش نہیں کر سکتی جیسی اخوت و محبت اور بھائی چارے کا حکم اسلام دیتا ہے یہ اسلام ہی ہے جس نے تمام مسلمانوں کو بھائی قرار دے کر ایک دوسرے کا احترام کرنا اور مال و جان عزت و ناموس کی حفاظت کو لازم قرار دے دیا۔ تمام مسلمانوں کو ایک جسم قرار دیا اور اس جسم کے ایک حصہ کا درد اور تکلیف پورا بدن محسوس کرتا ہے۔

اسلامی اخوت ایسی اخوت ہے جس سے شفقت و محبت سے بھرپور جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ دلوں سے کینہ اور بغض ختم ہو جاتا ہے۔ مسلمان تو ہوتا ہی سراپا محبت و شفقت ہے۔ اس کا دل تو اس موم کی مانند ہوتا ہے جو ذرا سے گرمی سے پگھل جاتا ہے مسلمان سراپا عجز و انکساری ہوتا ہے۔ اور قرآن پاک بھی یہی کہتا ہے۔

وہ آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔ (سورہ فتح)

مومنوں سے شفقت سے پیش آؤ - (سورہ حجر)

اور اگر ان میں جھگڑا ہو جائے کوئی رنجش پیدا ہو جائے تو اخوت کا تقاضہ ہے کہ ان دو بھائیوں میں صلح کرا دی جائے تاکہ اخوت کا رشتہ قائم رہے۔ قرآن حکیم اس کی وضاحت کرتے ہوئے حکم دیتا ہے۔

مومن سب بھائی بھائی ہیں اس لئے اگر مسلمان کے درمیان نا اتفاقی پیدا ہو جائے تو صلح کرا دیا کرو۔ (حجرات)

مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت و احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی آبرو مال اور خون حرام ہے۔

قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے۔

مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور قتل کرنا کفر ہے۔

یہ آپس کی محبت اور اخوت کا ہی کرشمہ ہے کہ اگر ایک مسلمان بیمار ہو جائے تو دوسرا اس کی عیادت کو اپنا فرض سمجھتا ہے جس سے مریض کی ڈھارس بندھتی ہے اور تکلیف برداشت کرنے میں آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ مریض یہ سوچ کر ہی تکلیف میں آفاقہ محسوس کرتا ہے کہ میرے بھائی کے دل میں میرے لئے محبت کے بے پناہ جذبات ہیں وہ میری بیماری اور تکلیف سے پریشان ہے اور اس خیال سے مریض کے اپنے دل میں بھی عیادت کے لئے آئے اپنے بھائی کے لئے محبت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔

ایک دوسرے کو تحفے دینا اور دعوت دینا بھی محبت و اخوت کو وسعت

Marfat.com

دینا ہے اور رنجیدگی پیدا نہیں ہوتی۔ ایک دوسرے کو سلام کرنے میں پہل کرنا بھی محبت و اخوت کے اظہار کا ذریعہ ہے اور رشتہ اخوت کو تقویت ملتی ہے۔ محبت مزید بڑھتی ہے۔ مسلمانوں کی آپس کی محبت اور اخوت کا اندازہ آپ اس معمولی بات سے لگا سکتے ہیں کہ جب ایک مسلمان کو چھینک آتی ہے تو وہ الحمد اللہ کہتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی اس حمد کو سن کر اس مسلمان کے حق میں یرحمک اللہ کہہ کر دعا کرتا ہے۔

پردہ پوشی بھی آپس کی محبت اور اخوت کی ہی مظہر ہے اسی لئے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کے عیبوں کی پردہ پوشی لازم ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی اللہ تبارک تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کریں گے۔

مسلمان دوسرے مسلمان کی حاجت روائی بھی اپنے لئے لازم سمجھتا ہے کیونکہ یہ بھی اخوت کا تقاضا ہے کہ دل میں جس کے لئے محبت اور اخوت کا جذبہ ہو اس کے لئے انسان ہر قربانی سے دریغ نہ کرے۔

مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ایذا بھی نہیں پہنچاتا اور یہ بھی اخوت و محبت ہی کا کرشمہ ہے کیونکہ جس سے محبت ہو اس کو ایذا پہنچانا بہت مشکل ہوتا ہے - مثال کے طور پر آپ جس جانور کی پرورش محبت سے کر رہے ہوں کیا اس پر ظلم کرسکتے ہیں ہرگز نہیں کیونکہ جذبہ محبت ایسا نہیں کرنے دیتا اور اگر یہ ہی محبت انسانوں سے ہو اپنے بھائی سے ہو تو کیسے ایذا پہنچائی جا سکتی ہے۔

Marfat.com

غرض کہ محبت اور اخوت ایک ایسا لازوال رشتہ ہے جو کبھی نہیں ٹوٹتا اور اس رشتہ کی بدولت انسان میں کئی دوسری خوبیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں سب سے بڑی خوبی یہ کہ مسلمان دوسرے مسلمان کو بھائی سمجھتا ہے اور بھائی ہونے کے ناطے اس کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے۔ عیبوں کی پردہ پوشی کرتا ہے۔ ضروریات پوری کرنے میں مدد دیتا ہے۔ خیر خواہی کا خواہاں رہتا ہے۔ ایثار و قربانی کے لئے تیار رہتا ہے' بدگمانی نہیں کرتا' اور ہر وقت اللہ تبارک تعالیٰ سے اپنے دوسرے بھائیوں کی خیر و عافیت کے لئے دعاگو رہتا ہے۔

یہ سب اخوت اور محبت کا ہی کرشمہ ہے کہ مرنے کے بعد اس کی مغفرت کی دعا کرنا بھی اپنے لئے لازم بلکہ فرض سمجھتا ہے اور ایسا کرنے کا حکم بھی ہے اس ذات مقدس کی طرف سے جو دلوں میں اخوت اور محبت کا جذبہ پیدا فرمانے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کے دلوں میں ایسی ہی محبت اور اخوت پیدا فرمائے کہ ہم سب ایک جسم کی مانند ہو جائیں جس کے ایک عضو کی تکلیف کو پورا جسم محسوس کرے۔ یہ محبت اور اخوت یوں تو تعلیمات اسلام کا ایک حصہ ہیں اور یہ جذبات ہر مسلمان کے دل میں ہونے چاہئیں لیکن جتنی اشد ضرورت ان جذبات یعنی محبت اور اخوت کے جذبات کی آج ہے اس سے پہلے کبھی نہ تھی۔ آج آپ خود دیکھیں کہ ہر طرف نفرت کا زہر پھیلا ہوا ہے۔ حسد کی بدبو نے سانس لینا مشکل کیا ہوا ہے۔ ہر دل میں بغض اور کینہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ہم دن بدن تعلیمات اسلام سے دور ہوتے جا رہے ہیں کیونکہ تعلیمات اسلام صرف عبادات تک ہی محدود نہیں ہیں۔ محبت اور اخوت کسی بھی معاشرے کے لئے ایک بنیادی عنصر کی حامل ہوتی

Marfat.com

ہے۔ کوئی بھی قوم جذبہ محبت اور باہمی اخوت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ آج ہماری سب سے بڑی بیماری ہی اسی جذبہ محبت اور اخوت کا فقدان ہے جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔ اخوت کا جذبہ ہر مسلمان کے دل میں لازمی ہونا چاہئے کیونکہ اخوت تعلیمات اسلام کا حصہ ہے ان تعلیمات پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔ آیئے تمام نفرتوں کو ختم کرنے کا عہد کریں اور اپنے دلوں میں تعلیمات اسلام پر عمل پیرا ہو کر محبت اور اخوت کے جذبہ کو فروغ دینے کی کوشش کریں کیونکہ اسی سے ہماری دنیاوی اور آخرت کی زندگی کی بھلائی وابستہ ہے۔ محبت ہی سے امن و سلامتی کی منزل ملتی ہے۔

☆☆☆☆○○○☆☆☆☆

Marfat.com

تبلیغ اور اس کے اصول

تبلیغ کے معنی پہنچانے کے ہیں تبلیغ کے ہم معنی دو الفاظ اور بھی ہیں ایک دعوت اور دوسرا امر بالمعروف ونہی عن المنکر لیکن تینوں کا مقصد ایک ہی ہے۔ تبلیغ سے مراد بھلائی اور نیکی کی باتیں اور احکامات دین کو بندوں تک پہنچانا ہے۔ دعوت سے مراد نیکی اور بھلائی کی طرف بلانا ہے۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر سے مراد نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا ہے۔

دنیا میں جتنے بھی مذاہب موجود تھے یا ہیں تبلیغ کی اہمیت کو سبھی نے تسلیم کیا ہے دین اسلام چونکہ عالم گیر حیثیت کا حامل اور اس کا پیغام تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے اس لئے اسلام میں تبلیغ کی اہمیت کو مفصل طور پر بیان کرتے ہوئے ہر مسلمان پر اس کو لازم کر دیا گیا ہے۔ تبلیغ ہر مسلمان کا بہت ہی اہم فریضہ ہے۔ اپنی اولاد کو احکامات خداوندی سے آگاہ کرنا بھی تبلیغ کے ہی زمرے میں آتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ دین کی سربلندی' اپنے دینی بھائیوں کی بھلائی نیکی کی اشاعت اور برائیوں کے خاتمے اور معاشرے کی اصلاح کے لئے تبلیغ کو اپنے اوپر لازم کر لیں۔ معاشرے کو برائیوں' بدکاریوں سے پاک کرنے کے لئے تبلیغ بہت ہی ضروری ہے۔

تبلیغ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے ہوتی ہے۔ مسلمانوں میں تبلیغ کا مقصد بیان ہو چکا ہے یعنی ان کی اصلاح کی جا سکے ان میں جو برائیاں وقتی طور پر پیدا ہو چکی ہوں ان برائیوں کو تبلیغ کے ذریعہ ختم کیا جا سکے کیونکہ بنیادی طور پر خیر اور شر کا مادہ ہر انسان میں موجود ہوتا ہے اور جب کبھی بھی شر کا

Marfat.com

مادہ غالب آ جائے اور انسان برائیوں میں پھنس جائے تو ضروری ہو جاتا ہے کہ ایسے انسان کو خیر کا راستہ پھر سے دکھلایا جائے اسی کام کو تبلیغ کہتے ہیں راستہ سے بھٹکے ہوئے انسان کو صحیح راستہ کی نشاندہی کی جائے۔ مسلمانوں کے لئے تبلیغ کا کام اس لئے بھی ضروری ہے تاکہ وقتاً فوقتاً ان میں پیدا ہو جانے والی برائیوں کا قلع قمع کیا جا سکے ان کو پھر سیدھے راستہ یعنی احکامات خداوندی کی پیروی کے راستہ پر گامزن کیا جا سکے۔ امن و سلامتی کے راستہ پر گامزن کیا جا سکے اخوت و محبت کے راستہ پر گامزن کیا جا سکے۔ غیر مسلموں کے لئے تبلیغ کا مقصد اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ اسلام کے بنیادی اصولوں کو پوری وضاحت کے ساتھ ان کے سامنے پیش کر کے انہیں غور و فکر کی دعوت دی جائے تاکہ وہ بھی اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر کے حلقہ بگوش اسلام ہو سکیں۔

تبلیغ کی حدیں بہت ہی وسیع ہیں۔ جہاں جہاں بھی انسان موجود ہوں وہاں تبلیغ ضروری ہے کیونکہ اسلام کا پیغام کسی خاص طبقہ، کسی خاص گروہ، کسی خاص خطہ یا کسی خاص قوم کے لئے نہیں ہے بلکہ اسلام کا پیغام تمام بنی نوع انسان کے لئے ہے۔ بلا امتیاز رنگ و نسل سب کے لئے ہے۔ جو انسان مشرق میں رہتا ہے اور جو مغرب میں جو شمال اور جو جنوب میں اسلام کا پیغام سب کے لئے یکساں ہے خدا کی رحمتیں سب کے لئے ہیں اور اسلام بھی اللہ کی رحمت ہی تو ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو اپنے محبوب نبی محمد ﷺ کے ذریعہ سیدھی راہ دکھلائی۔ ایسی سیدھی راہ جو انسان کو اس کی منزل مقصود تک لیجاتی ہے اور وہ منزل ہے آخرت کی زندگی میں کامیابی۔ تعلیمات اسلام پر عمل پیرا ہونے سے انسان آخرت کی زندگی میں کامیابی کے ساتھ ساتھ اس

Marfat.com

دنیاوی زندگی میں بھی امن و سکون اور کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

تبلیغ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے قرآن مقدس کی آیات موجود ہیں ارشاد ہوتا ہے۔

تم میں ایک جماعت ہونی چاہئے جو بھلائی کی دعوت دے۔ نیکی کا حکم اور برائی سے روکے وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ (ال عمران)

قرآن پاک میں ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

تم بہترین امت ہو جنہیں لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کیا گیا ہے تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔ (ال عمران)

ایک اور ارشاد خداوندی ہے۔

قسم ہے زمانے کی یقیناً انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور جس نے ایک دوسرے کو حق اور ثابت قدمی کی تلقین کی اور جس نے ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔ (سورہ عصر)

مسلمان کے لئے بس اتنا ہی ضروری نہیں ہے کہ خود احکامات خداوندی سے آگاہی حاصل کر لی جائے اور اس پر عمل پیرا ہو کر سرخرو ہو جائے بلکہ خود ان احکامات پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی انتہائی ضروری قرار دی گئی ہے دوسروں کو بھی نیک بنانے کی کوشش کی جائے دوسروں کو بھی برائیوں سے روکا جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب ان کو احکامات خداوندی سے آگاہ کریں گے۔ ہر کام کی اچھائیاں اور برائیاں ان کے سامنے بیان کریں اسی کا نام تبلیغ ہے۔

حضور اکرمؐ نے بھی بار بار تبلیغ کی تاکید فرمائی ہے۔

Marfat.com

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ارشادات گرامی ہیں۔

1- تم برائی کے انسداد سے ہرگز نہ رکنا حتیٰ کہ ظالم کا ہاتھ پکڑ لو اور اسے حق کی طرف جھکا دو۔

2- مجھ سے پیغام سن کر آگے پہنچاؤ چاہے وہ ایک آیت ہو۔

حجتہ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا۔

جو شخص حاضر ہے وہ اس تک یہ پیغام پہنچا دے جو غیر حاضر ہے۔

آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

تم میں سے جو کوئی برائی کو دیکھے وہ اسے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے روکے اور اگر اس کی بھی ہمت نہیں تو دل سے برا مانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

ترک تبلیغ کے بارے میں آپ کے ارشادات ہیں کہ۔

1- لوگو ! اللہ کا ارشاد ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتے رہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ وقت آئے کہ تم دعا کرو تو دعا قبول نہ ہو۔ تم سوال کرو اور سوال پورا نہ ہو۔

2- کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت یا قوم باوجود طاقت و اختیار کے اس شخص کو گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے ہی دنیا میں اللہ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغ دین کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے اور اس فریضہ سے غفلت یا لاپرواہی سے اللہ کی ناراضی کا

Marfat.com

بھی ثبوت ملتا ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کو اس فریضہ کو سر انجام دینے کی کوشش کرنا چاہیئے لیکن ایسے نہیں کہ خود تو جانتا نہ ہو اور دوسروں کو نصیحت کرنا شروع کر دے۔ تبلیغ کے بھی کچھ اصول ہیں۔ جن کو سمجھنا بھی ضروری ہے تاکہ بطریق احسن فریضہ تبلیغ ادا کیا جا سکے۔

قرآن مقدس میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اپنے پروردگار کی راہ کی طرف لوگوں کو دانائی اور عمدہ نصیحت سے بلا اور ان سے مناظرہ خوش آئند طریقہ سے کر۔

قرآن مقدس فریضہ تبلیغ کی ادائیگی کے لئے جو اصول وضع کر رہا ہے وہ تین ہیں۔

1- دانائی۔

2- عمدہ نصیحت۔

3- خوش آئند مناظرہ۔

دانائی یعنی حکمت و تدبر کا مطلب یہ ہے کہ تبلیغ کرنے والے کو جہاں جی چاہا اور جیسے جی چاہا کے طریقہ پر عمل نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مبلغ کا کام صرف پیغام کو لوگوں کے کانوں تک پہنچا دینا نہیں ہوتا بلکہ یہ مقصد ہوتا ہے کہ مخاطب اس کو غور سے سنے بھی اس کی رغبت بھی ہو۔ تاکہ کی جانے والی نصیحت یا دیئے جانے والے پیغام کو قبول کرنا آسان ہو جائے یعنی سننے والا پیغام سن کر اس کو قبول کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کرے اور ایسا تب ہی ہو گا جب مبلغ حکمت و تدبر کے ساتھ مناسب وقت اور ماحول دیکھ کر بہترین انداز میں پیغام پہنچانے کی کوشش کرے اور یہ ہدایت پیغام ٹھوس دلائل کے

Marfat.com

ساتھ نہایت حکیمانہ انداز میں پیش کیا جائے کہ سننے والا خود بخود سر تسلیم خم کردے اس کے تمام شک و شبہات دور ہو جائیں اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جائے کہ پیغام دینے والا درست کہہ رہا ہے۔

دوسرا اصول ہے عمدہ نصیحت' یعنی کی جانے والی نصیحت یا پہنچایا جانے والا پیغام نہایت نرم اور دلنشین انداز میں ہو' محبت کے ساتھ ہو۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بلایا تو بھلائی کی طرف جاتا ہے اور انداز ایسا ہوتا ہے کہ آدمی سننا گوارہ نہ کرے لب و لہجہ انتہائی دل خراش ہوتا ہے۔ ایسی دعوت کبھی بھی موثر نہیں ہوتی سننے والا ایسے پیغام کو کبھی بھی ماننے کو تیار نہیں ہو گا جو تلخ اور دل خراش انداز میں دیا جائے۔ اسی لئے دوسرا اصول عمدہ نصیحت بیان کیا گیا ہے کہ دعوت کا انداز دل نشین ہونا چاہئے کیونکہ پیار سے دی جانے والی دعوت عام طور پر قابل قبول ہوتی ہے۔ اور نیکی کی دعوت تو انتہائی پیار اور چاہت سے دی جانی چاہئے تاکہ محسوس ہو کہ پیغام سنانے والا یا دعوت دینے والا میرے متعلق اپنے دل میں نیک جذبات رکھتا ہے اور حقیقتاً مجھے اس غلط بات سے جو مجھ میں ہے روکنا چاہتا ہے کیونکہ یہ میری بھلائی چاہتا ہے۔

تیسرا اصول احسن طریقہ سے مناظرہ ہے۔ اگر انسان پر پیار محبت کا اثر نہ ہو تو سمجھانے کے لئے ٹھوس دلائل کی ضرورت پڑتی ہے دلائل کے ساتھ سمجھانا پڑتا ہے کہ ایسا کرنا درست ہے اور ایسا کرنا غلط ہے۔ یعنی مباحثہ تک نوبت آ پہنچتی ہے یہاں بھی نرمی' خیر خواہی اور پیار بھرے انداز سے ہی بات کرنے کو کہا گیا ہے دلائل دیں' ثبوت فراہم کریں لیکن لہجہ نرم رہے انداز محبت بھرا ہونا چاہئے بات اچھے اور سلجھے ہوئے طریقہ سے کی جائے تاکہ

ہٹ دھرمی کا ماحول پیدا نہ ہونے پائے اور آپ کے دلائل کی روشنی میں مد مقابل یہ بات مان لینے پر آمادہ ہو جائے کہ آپ کی دعوت درست ہے۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

اس سے نرم گفتگو کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرے یا خدا سے ڈرے۔

(سورہ طٰہٰ)

نرمی اور محبت سے کی جانے والی گفتگو کا عموماً" سننے والے پر اچھا تاثر پڑتا ہے۔ مخاطب خواہ کتنا ہی سرکش کیوں نہ ہو نرمی کے اثرات اکثر اوقات اچھے ہی ہوتے ہیں اسی لئے مبلغ کے لئے نرم گفتار ہونا ہی ضروری ہے۔

ان تمام اصولوں کے ساتھ ساتھ مبلغ کو کوشش کرنا چاہیئے کہ وہ دین کو آسان بنا کر پیش کرے اس انداز میں؟نہ ہو کہ جس کو دعوت دی جا رہی ہے وہ سمجھ بیٹھے کہ اس پیغام یا اس دعوت پر عمل کرنا بہت کٹھن ہے۔ دین کو جائز آسانی کے ساتھ پیش کیا جانا چاہیئے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کے رحم و کرم' شفقت و محبت کا بیان زیادہ ہونا چاہیئے تاکہ لوگوں نے دلوں کو پرامید بنایا جا سکے۔ یوں ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کہ بات بات پر اللہ تبارک تعالیٰ کی جباری و قہاری کا ذکر کرکے دلوں کو رنجیدہ بنایا جائے۔ بلکہ یہ احساس پیدا کرنا چاہیئے کہ اللہ تو سب سے زیادہ محبت کرنے والا اور سب سے زیادہ رحیم و کریم ہے۔ گناہوں اور کوتاہیوں کو معاف کرنے والا ہے بس شرط یہ ہے کہ انسان توبہ کرکے اس کے دکھلائے ہوئے راستے کی طرف پلٹ آئے۔

مبلغ کو روا دار بھی ہونا چاہیئے اور دوسرے مذاہب کی مشترک باتوں کو بھی تسلیم کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

ارشاد خداوندی ہے۔

اے اہل کتاب آؤ تم ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم اللہ کے سوا ایک دوسرے کو رب نہ بنائیں۔

سب سے اہم بات جو مبلغ کے لئے مقدم ہے وہ یہ ہے کہ جس چیز کی وہ دعوت دے رہا ہوتا ہے اس پر وہ خود بھی عمل کرتا ہو۔ ورنہ دعوت کا اثر نہیں ہو گا۔ یوں کہہ لیں کہ دعوت دینے والے کو گفتار کا غازی نہیں بلکہ کردار کا غازی ہونا چاہئے۔ آپ کی ذات اس شخص کے لئے نمونہ ہو گی جس کو آپ دعوت دے رہے ہیں۔ جن باتوں سے آپ دوسروں کو منع کر رہے ہوتے ہیں وہ باتیں آپ میں بھی نہیں ہونی چاہئیں اور جس کام کی آپ دعوت دے رہے ہیں یا جن باتوں کی آپ تاکید کر رہے ہوتے ہیں وہ باتیں خود آپ میں بھی نظر آنی چاہئیں یعنی آپ خود بھی غلط کاموں سے دور بھاگنے والے اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہوں کیونکہ اسی طرح دعوت کا اثر دوسروں پر جلد ہونے کی امید کی جا سکتی ہے۔ حضور اکرمؐ کی ذات اقدس ہمارے لئے ایک روشن مثال ہے۔ حضور اکرمؐ نے بھی دوسروں کو کوئی حکم دینے سے پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا۔ آپؐ نے اتنی نمازیں پڑھیں کہ آپؐ کے پاؤں مبارک سوج گئے پھر لوگوں کو نماز کا حکم دیا کہ تم نماز پڑھو۔ آپؐ نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اتنا خرچ کیا کہ دو دو مہینے آپ کے ہاں چولہے میں آگ نہیں جلتی تھی۔ اس کے بعد آپؐ نے لوگوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیا۔ میدان جہاد میں آپؐ نے بہادری کے ایسے جوہر

Marfat.com

دکھلائے کہ بذات خود سب سے آگے ہوا کرتے تھے پھر آپؐ نے لوگوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا۔ یہ ہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کے فرمانے پر لوگ پکے نمازی بن گئے۔ اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ خرچ کرنے والے بن گئے اور راہ خدا میں اپنی جانیں قربان کرنے والے بن گئے۔

ایک مبلغ کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ جس قوم میں وہ تبلیغ کرنا چاہتا ہے اس کے معاشرتی حالات سے باخبر ہو تاکہ وہ ان ہی کے ماحول سے مثالیں بھی پیش کر سکے اور دعوت دیتے وقت ان کے طور طریقے اور آداب کو ملحوظ رکھ سکے۔ ان کے معاشرتی حالات سے باخبر نہ ہونے کی صورت میں وہ اجنبی اجنبی سا لگے گا اور یہ ہی اجنبیت مبلغ کے کام میں رکاوٹ بن سکتی ہے۔ مبلغ کو ہر قوم کی صلاحیتوں کے مطابق دین کو پیش کرنا چاہئے ایسا بھی نہیں کرنا چاہئے کہ فورا" تمام قوانین اسلام بیان کرکے ان پر عمل کرنے پر زور دے بلکہ آہستہ آہستہ' تھوڑے تھوڑے قوانین سے آگاہ کرے اور ان کو ان قوانین پر عمل کرنے کا عادی بنانے کی کوشش کرے۔ جن کی تبلیغ کی جا رہی ہے ان کی زبان پر بھی مکمل عبور مبلغ کو حاصل ہونا چاہئے ورنہ اپنا مدعا بیان کرنے میں دقت محسوس ہو گی اور موثر انداز میں اپنی بات پیش نہیں کر سکے گا اس طرح ایسے شخص پر جس کو دعوت دی جا رہی ہے کوئی خاطر خواہ اثر بھی نہیں ہو گا۔

عجز و انکساری بھی مبلغ کے لئے لازمی ہے تاکہ دوسروں کے لئے حقارت کے جذبات نہ پیدا ہونے پائیں۔ جو شخص بھی کسی غلط راستہ پر چل رہا ہے اس کو سیدھے راستے کی نشاندہی کرتے وقت سختی اور نفرت کا رویہ اختیار

نہیں کرنا چاہیے۔ غلط کام سے تو نفرت کی جا سکتی ہے جو وہ کام کر رہا ہے اس کو سمجھایا جا سکتا ہے نفرت نہیں کی جا سکتی کیونکہ اگر اس سے نفرت کریں گے تو اصلاح کیسے ہو گی۔ اس کو تو نہایت پیار سے سمجھانا چاہیئے کہ آپ یہ کام غلط کر رہے ہیں اور کسی بھی فعل سے اس کو شرمندہ مت کریں بلکہ اصلاح کرنے کے لئے پیار اور محبت کا رویہ اختیار کریں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام دنیا میں پیار و محبت' اپنی بہترین تعلیمات کی بدولت پھیلا ہے اسی لئے حکم خداوندی ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے۔

☆☆☆☆○○○☆☆☆☆

بداخلاقی کی ممانت

دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں تقریبا" سب ہی اپنے پیروکاروں کو اخلاقی تعلیمات دیتے ہیں لیکن دین اسلام جو ایک فطرتی دین ہے مسلمانوں کو اخلاق کے بلند ترین درجہ پر فائز دیکھنے کا خواہش مند ہے۔ تعلیمات اسلام انسانی کردار کی ایسی تعمیر کرتی ہیں کہ اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ دنیا کا شاید ہی کوئی ایسا مذہب ہو جو اسلام جیسی اخلاقی تعلیمات اپنے پیروکاروں کو دیتا ہو۔

چھوٹی سے چھوٹی غلطی، کوتاہی کی نشاندہی کی گئی ہے ان سے منع کرنے کے ساتھ ساتھ ان غلطیوں اور کوتاہیوں کے نقصانات اور انسانی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات بھی بیان کیئے گئے ہیں۔ اسی طرح چھوٹی سے چھوٹی نیکی (یعنی اچھے کام جن سے بنی نوع انسان کا فائدہ ہو) کو بھی باعث اجر و ثواب قرار دیتے ہوئے ان نیکیوں کے دنیاوی فائدے اور انسانی زندگی پر مرتب ہونے والے اثرات بھی واضح کیئے گئے ہیں۔ یعنی اسلام نے اپنی اخلاقی تعلیمات میں ہر اس کام سے مسلمانوں کو منع فرمایا ہے جس سے کسی کا نقصان ہوتا ہو۔ کسی کی تحقیر ہوتی ہو یا کسی کی عزت نفس مجروح ہوتی ہو اور ہر اس کام کی ترغیب دی ہے جس سے بنی نوع انسان کا فائدہ ہو خواہ یہ فائدہ انفرادی طور پر ہو یا

اجتماعی طور پر اور یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام کا حکم اپنے اندر ایک حکمت رکھتا ہے اور اس سے صرف انسان کی بھلائی مقصود ہے۔ انسان کی دنیاوی طور پر اور آخرت کی زندگی میں کامیابی و کامرانی مقصود ہے۔

قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

ظلم اور گناہ کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کرو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

شر کے کاموں کے نزدیک بھی مت بھٹکو نہ اعلانیہ اور نہ خفیہ۔

پہلی جگہ ہر اس کام سے منع کر دیا گیا ہے جس سے کسی پر ظلم ہونے کا خدشہ ہو اور ہر گناہ یعنی برے کام سے بھی مسلمانوں کو منع فرما دیا گیا ہے۔ درحقیقت ظلم بھی بذات خود ایک برا کام ہی ہے اور اس کے اثرات بھی انسانی زندگی پر برے ہی مرتب ہوتے ہیں اسی لئے ظلم اور گناہ کے کاموں کا الگ الگ تذکرہ کرتے ہوئے منع فرمایا گیا ہے۔

دوسری آیت میں مکمل طور پر ہر اس کام سے دور رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے جن کاموں سے شر کی امید ہو۔ کسی بھی صورت میں شر کے کاموں سے مسلمانوں کو خواہ وہ اعلانیہ طور پر ہوں یا لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھ کر کئے جائیں ان سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ ایسے کاموں کے اثرات سے بنی نوع انسان کو بچایا جا سکے کیونکہ ظاہر ہے کہ کوئی بھی شر کا کام کسی کو فائدہ تو پہنچا نہیں سکتا۔ ماسوائے اس کے کرنے والے کا کوئی ذاتی مفاد اس میں شامل ہو یا پھر صرف نفس کی تسکین کی خاطر بھی ایسے کام کئے جا سکتے ہیں۔ لیکن ان کا فائدہ بہرحال کسی کو بھی نہیں ہوتا اس لئے سختی سے ایسے کاموں کے نزدیک

بھی نہ جانے کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک اور بداخلاقی کی وضاحت کرتے ہوئے قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

لگائی بجھائی کرنا بہت برے کام ہیں ان سے بچتے رہو۔

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ ادھر کی بات ادھر اور ادھر کی بات ادھر سناتے رہنے کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑا اور فساد برپا ہوا ہے۔ یعنی لگائی بجھائی کرنے والا شخص دو ایسے انسانوں میں بھی نفرت کا بیج بو دیتا ہے جو ایک دوسرے سے محبت کرتے ہوں ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوں لیکن لگائی بجھائی کی وجہ سے وہ دونوں ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگیں گے کیونکہ لگائی بجھائی کی بنیاد ہی جھوٹ اور بے بنیاد باتوں پر ہوتی ہے۔ اسی لئے اس کو برے کام کہہ کر انسانوں کو اس سے باز رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے۔

ایک اور جگہ پھر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

آپس میں نہ لڑائی جھگڑا کرو اور نہ پھوٹ ڈالو۔

اسلام مسلمانوں کو ایسی تربیت دیتا ہے جس کی بدولت انسان آپس میں محبت کرنا سیکھیں۔ درگزر کرنا سیکھیں' اچھے اخلاق کے حامل ہوں اور ایسے انسان جن کے دلوں میں محبت ہو۔ اپنے سینوں میں معاف کرنے کا جذبہ رکھتے ہوں۔ ان کے درمیان کبھی بھی جھگڑا کی نوبت نہیں آتی لیکن سب انسان ایک جیسے نہیں ہوتے یقیناً کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو بات بات پر جھگڑا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں جن کے دلوں میں معاف کرنے کا جذبہ نام تک بھی نہیں ہوتا جھگڑا ایسے انسانوں کی ناک پر رکھا ہوتا ہے۔ اور کچھ ایسے انسان بھی

Marfat.com

ہوتے ہیں جو خود تو جھگڑا نہیں کرتے لیکن ایک دوسرے کے درمیان نفرت کا بیج بونا' پھوٹ ڈالنا ان کی عادت ہوتی ہے اور یہ عادت جھگڑا کروانے کا باعث بنتی ہے۔ یعنی وہ خود تو جھگڑا نہیں کرتے لیکن اپنی عادت کی وجہ سے دو انسانوں میں جھگڑا کروانا ان کے لئے کوئی بات نہیں ہوتی۔ ایسے ہی انسانوں کے لئے جو خود جھگڑا کرنے کے عادی ہوں یا پھوٹ ڈال کر دو انسانوں میں جھگڑا کروانے کی عادت کے حامل ہوں حکم ہو رہا ہے کہ خود بھی اس برے کام یعنی جھگڑا سے بچو اور کسی کے درمیان پھوٹ بھی مت ڈالو۔ کیونکہ مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہے اور دو بھائیوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا لڑائی جھگڑا کرنا یا کروانا بہت بری عادت ہے اور اسلام ایسی عادات سے منع فرماتا ہے جن سے نفرت جنم لیتی ہو۔ انسان کا سکون درہم برہم ہوتا ہو۔ لگائی بجھائی کرنا' پھوٹ ڈالنا بظاہر تو بہت ہی معمولی نوعیت کے کام ہیں لیکن ان کے اثرات انفرادی اور اجتماعی زندگی پر انتہائی خطرناک ثابت ہوتے ہیں اسلام ایک ایک برائی کا نام لیکر ان سے باز رہنے کی ہدایات مسلمانوں کو دیتا ہے ان ہدایات کا دائرہ کار اور وسیع کرتے ہوئے ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

عداوت کی وجہ سے کسی کے ساتھ ناانصافی نہ کرو۔

عموما" دیکھا یہ گیا ہے کہ اگر کسی کی کسی سے ذاتی دشمنی یا عداوت ہو تو ایسا شخص اپنے مخالف شخص یعنی جس سے اس کو عداوت ہے پر الزام تراشیاں کرنا اس کے متعلق جھوٹی باتیں کہنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ لیکن تعلیمات اسلام ایسا کرنے سے منع کرتی ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ کسی بھی صورت میں انصاف کا دامن ہاتھ سے مت چھوڑو ناانصافی مت کرو ہمیشہ انصاف کرو۔ اور

Marfat.com

انصاف یہ ہی ہے کہ سچ کو سچ کہو اور جھوٹ کو جھوٹ یعنی جو بات ہے وہ سچ سچ کہہ دو۔ کسی کا ساتھ مت دو۔ ڈنڈی مت مارو۔ اگر آپ کا دشمن بھی سچائی پر ہے تو اس کو سچا کہو اور اگر دوست غلط بات کہہ رہا ہے یا غلط کام کر رہا ہے تو اس کو غلط کہو۔ کسی سے دشمنی' عداوت یا رنجش کی بناء پر غلط بات مت کہو ہمیشہ سچ کا ساتھ دو اور یہ ہی انصاف ہے۔

قرآن مقدس جگہ جگہ ایسی برائیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے انسانوں کو ان سے منع فرماتا ہے ایک اور جگہ پر مزید برائیوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے کہ ایسے شخص کا اعتبار نہ کرو جو چغلیاں کھاتا ہو۔ طعنے دینے والا ہو' جو قسمیں کھاتا ہو' نیک کاموں سے روکتا ہو۔

جھوٹی قسمیں کھانا' طعنے دینا اور چغلیاں کھانا ان میں سے کوئی بھی کام اچھا نہیں ہے ان کاموں کے اثرات تو جو زندگی پر مرتب ہوتے ہیں وہ تو اپنی جگہ الگ ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ایک حقیقت ہے کہ ایسی عادات کا حامل انسان معاشرہ میں بھی اپنی کوئی عزت نہیں رکھتا۔ ہر شخص ایسے شخص سے بیزار ہوتا ہے جس میں یہ عادات پائی جاتی ہوں اور تو اور اپنے قرابت دار بھی ایسے شخص سے نفرت کرتے ہیں جو چغلیاں کھانے اور جھوٹی قسمیں کھانے کا عادی ہو۔ کوئی بھی شخص ایسے انسان پر اعتبار نہیں کرتا نہ اپنے اور نہ ہی بیگانے۔ اعتبار کیا بھی کیسے جا سکتا ہے کیونکہ جو شخص سچی بات کہنے کا عادی ہی نہ ہو بلکہ الٹا اپنی بات کو سچا ثابت کرنے کی دھن میں جھوٹی قسمیں کھانے کا عادی ہو کون ہے جو ایسے شخص پر اعتبار کرے گا اور یہ ہی بات ہمیں قرآن بتا رہا ہے کہ ایسے شخص کا اعتبار ہی نہ کرو جو چغلیاں کھاتا

Marfat.com

ہو۔ طعنے دیتا ہو اور جھوٹی قسمیں کھاتا ہو۔ اسلام چاہتا ہے کہ اس کے ماننے والوں کا اپنا ایک مقام ہو عزت ہو اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب کوئی بھی بری عادت اس میں موجود نہ ہو۔ اس لئے ایسی تمام باتوں سے اسلام اپنے ماننے والوں کو منع کرتا ہے جن سے برائی کا کوئی بھی پہلو نکلتا ہو۔

ہر طرح کی بداخلاقیوں کا مکمل احاطہ کرتے ہوئے مزید کئی کاموں کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے۔

بدگمانیاں نہ کرو' کسی کے بھید کے پتہ چلانے کی جستجو مت کرو' غیبت نہ کرو' کسی کا مذاق نہ اڑاؤ' کسی کا تمسخر نہ اڑاؤ۔ نکتہ چینی نہ کرو۔ عیب جوئی سے پرہیز کرو' برے القاب سے نہ پکارو' برے نام نہ رکھو۔

کس قدر بہترین تعلیمات دی جا رہی ہیں کہ انسان ہر طرح کی برائی سے بچا رہے کسی کو کسی سے کوئی تکلیف نہ پہنچے اخلاق کا کون سا ایسا پہلو ہے جس کے بارے میں قرآن ہمیں تعلیم نہیں دے رہا۔ بہترین انسانی معاشرے کے قیام کے لئے اخلاقی قدروں کو اس قدر مضبوط کیا جا رہا ہے کہ اس کی مثال ملنی مشکل ہے ہر طرح کی برائی سے روکا جا رہا ہے حکم ہو رہا ہے کہ ایک دوسرے پر شک نہ کرو۔ یعنی بدگمانی نہ کرو اس سے تعلقات متاثر ہوں گے اور آپس کی محبت میں کمی واقع ہو گی۔ بھید معلوم کرنے کی جستجو نہ کرو۔

انسان کسی بھی حالت میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی غلطیاں جو لاعلمی میں اس سے سرزد ہوئی ہو ان کی تشہیر ہو۔ اس لئے وہ اپنی غلطیوں پر پردہ ڈال دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی ان کا کھوج لگانے کی جستجو نہ کرے تاکہ معلوم ہو جانے پر اس شخص کو شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ اسلام اس لئے کسی کا بھید

Marfat.com

معلوم کرنے سے منع فرما رہا ہے کہ بھید کا کھل جانا باعث شرمندگی اور کبھی کبھی نقصان کا بھی سبب بنتا ہے جو اچھی بات نہیں ہے۔

غیبت سے منع کیا جا رہا ہے کہ اس سے کبھی انسانوں کے دلوں میں کدورتیں پیدا ہوتی ہیں اسلام اس کو ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیتا ہے۔ اور اس کی بہت سختی سے ممانت کی گئی ہے غیبت کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے۔ مذاق اڑانا بھی کوئی اچھا فعل نہیں ہے اس سے بھی نفرت کا جذبہ سر ابھارتا ہے اور کبھی کبھی نوبت لڑائی جھگڑے تک بھی پہنچ جاتی ہے۔ تمسخر اڑانا بھی اسی زمرے میں آتا ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم حکم خداوندی کی پیروی کرتے ہوئے کسی کا تمسخر اور مذاق نہ اڑائیں۔ کسی پر نکتہ چینی کرنا بھی برے فعل میں شامل ہے۔ عیب جوئی سے بھی منع کیا جا رہا ہے کہ اللہ خود عیبوں پر پردہ ڈالنے والا ہے اور چاہتا ہے کہ انسان بھی عیب پر پردہ ڈالنا سیکھیں۔ عیب جوئی کرنا بہت ہی برا فعل ہے ہر کسی میں کوئی نہ کوئی بات ایسی ضرور ہوتی ہے جس کا تذکرہ کوئی بھی پسند نہیں کرتا۔ لوگوں کے عیب تلاش کرنا اور پھر ان کا تذکرہ ہر جگہ کرنا کوئی اچھا فعل نہیں ہے اس فعل یعنی عیب جوئی سے اور بھی کئی برائیاں جنم لیتی ہیں اس لئے اسلام عیب جوئی سے منع فرماتا ہے۔ کسی کے برے نام رکھنا اور برے القاب سے کسی کو پکارنا بھی بد اخلاقی قرار دیا جا رہا ہے کیونکہ یہ ایک طرح سے کسی کا مذاق اڑانے اوز تمسخر اڑانے کے مترادف ہے اور ایسا کرنے سے لڑائی جھگڑا بھی ممکن ہوتا ہے۔ کوئی شخص نہیں چاہتا کہ اس کا مذاق اڑایا جائے۔ اس کے نام کو بگاڑ کر پکارا جائے۔ کسی برے لقب سے اس کا پکارا جائے اور اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو اس کو بہت دکھ ہو گا اور ہو

Marfat.com

سکتا ہے کہ یہ ہی بات جھگڑے کی بنیاد بن جائے عموماً" ایسا دیکھا بھی گیا ہے کہ برے نام یا برے لقب سے پکارے جانے کی وجہ سے جھگڑا ہو جاتا ہے جو کبھی کبھی اتنا بڑھ جاتا ہے کہ جانی نقصان تک بھی ہو جاتا ہے اسی لئے اسلام ایسا کرنے سے منع فرماتا ہے کہ ہر شخص کی ایک عزت ہوتی ہے اور برے لقب سے اس کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے۔ غرض کہ قرآن مقدس ایسی تعلیم دیتا ہے جو انسانی کردار کی بہترین تشکیل کرتی ہیں۔ ایسا کردار جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ انسانوں کو اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ہر بری بات اور بد اخلاقیوں سے منع کیا جا رہا ہے تاکہ کسی کو کسی سے کوئی دکھ نہ پہنچے۔ انسان پیار و محبت سے زندگی گزاریں اور ایسی تعلیمات سے بہرہ ور کرنے کا شرف صرف اور صرف اسلام کو ہی حاصل ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں ہر اس برے کام سے دور رکھے جو اس کو ناپسند ہیں یعنی جس بھی کام کو نہ کرنے کا حکم دیا ہوا ہے اور ہر ایسا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اس کی مرضی کے مطابق ہوں۔ ہمیں تعلیمات اسلام پر عمل پیرا ہونے کی پوری پوری کوشش کرنا چاہئے کیونکہ اسی میں ہماری بہتری ہے اور نجات بھی ہے۔

جہاد

جہاد عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے کسی کام کے لئے کوشش کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ کے دین یعنی دین اسلام کی سربلندی کے لئے دین کے دشمنوں سے مقابلہ کرنا جہاد کہلاتا ہے۔ جو اسلام میں افضل ترین عبادت ہے جہاد دین کے دشمنوں کے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔ شیطانی خیالات سے مقابلہ کرنا بھی جہاد ہی کہلاتا ہے اور اپنے نفس کو غلط خواہشات سے روکنا بھی جہاد ہی کے زمرے میں آتا ہے یعنی تمام ایسی قوتیں جو اللہ کی راہ پر چلنے میں رکاوٹیں ڈالیں ان تمام قوتوں سے مقابلہ کرنا جہاد کہلاتا ہے۔ گو کہ ان سب کی اپنی اپنی اہمیت اور فضیلت ہے لیکن خدا کی راہ میں دشمنان دین سے مقابلہ اور جان کی پروا تک نہ کرتے ہوئے دین کی سربلندی کے لئے کوشش کرنا افضل ترین جہاد اور بلند مقام ہے اس مقابلہ میں شہید ہونے والا بلند ترین درجات پر فائز ہوتا ہے۔ ایسے مجاہدین کا مقام دوسروں سے بہت بلند ہوتا ہے اور ان سے خدا کی محبت کا یہ عالم ہے کہ خدا گوارہ نہیں کرتا کہ ایسے لوگوں کو مردہ کہہ کر پکارا جائے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وہ زندہ ہوتے ہیں لیکن تمہیں نظر نہیں آتے خدا واقعی ان کو ابدی

Marfat.com

زندگی سے نوازتا ہے۔

اہمیت: چونکہ اس دنیا میں برائی بھی موجود ہے اور بھلائی بھی خیر کی طاقت بھی ہے اور شر کی بھی اور دونوں اپنے اپنے طور پر کام کر رہی ہیں۔ ظاہر ہے خیر شر کی مخالف ہے اور بھلائی برائی کی اس لئے دونوں کا آپس میں ٹکراؤ بھی ممکن ہے اور پھر دونوں ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش بھی کرتی ہیں۔ برائی چاہتی ہے کہ میرا غلبہ انسانوں پر ہو اور بھلائی کی خواہش ہوتی ہے کہ انسان برائی سے نفرت کریں اور میرے ہو کر رہیں اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دین اسلام خیر اور بھلائی کی تعلیم دیتا ہے اور برائی اور شر کے کاموں سے منع کرتا ہے لہٰذا فطرتی طور پر اسلام کی راہ میں رکاوٹیں تو کھڑی ہوں گی جو صرف اور صرف برائی اور شر کی طاقتیں کھڑی کریں گی اور انہیں رکاوٹوں کو ہٹانے اور خیر اور بھلائی کے لئے راستہ صاف کرنے کے لئے جد و جہد کرنا ضروری ہے تاکہ اللہ کے دین کا بول بالا ہو اور یہ ہی جدوجہد جہاد ہے بظاہر جہاد اسلام کے بنیادی ارکان میں شامل نہیں ہے لیکن درحقیقت یہ سب ارکان کی روح ہے یوں سمجھ لیجئے کہ اسلام کی عمارت جن پانچ ارکان (یعنی کلمہ، نماز، روزہ، زکوۃ، اور حج) پر کھڑی ہے جہاد اس عمارت کی چھت ہے۔ جو ان کی حفاظت کرتی ہے۔ جہاد ایک ایسی ڈھال ہے جو دشمنان دین کی ہر یلغار کا مقابلہ کرتی ہے کیونکہ اگر کسی میں اپنے دین کے لئے مرمٹنے کا جذبہ ہی نہ ہو تو وہ دین باقی نہیں رہتا اس لئے باقی عبادات کے لئے تو وقت اور حد مقرر ہے لیکن جہاد ان تمام پابندیوں سے آزاد ہے بلکہ پوری زندگی دین کی سربلندی کے لئے جذبہ جہاد سے سرشار رہنا ور اس پر عمل کرنا ضروری ہے اور ضروری

Marfat.com

نہیں کہ یہ جہاد صرف دشمن سے مقابلہ ہی سے ہو سکتا ہے۔ جہاد نفس سے بھی ہے' جہاد مال کا بھی ہے اور جہاد علم کا بھی ہے۔

فضیلت: قرآن مقدس میں مجاہدین کی فضیلتیں جا بجا بیان فرمائی گئیں ہیں ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے مارے جاتے ہیں انہیں مردہ نہ کہو وہ زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کا شعور نہیں رکھتے۔ (البقرہ)

یہ بات پہلے عرض کی جا چکی ہے کہ اللہ گوارہ نہیں کرتا کہ اس کی راہ میں اس کے دین کی سربلندی کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والوں کو مردہ کہا جائے بلکہ حکم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور حقیقتاً" ایسا ہی ہے خدا انہیں دائمی زندگی سے نوازتا ہے۔ جہاد ہی کے سلسلہ میں قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے۔

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

قرآن مقدس میں ہی دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

جو ہمارے راستہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔

فضیلت جہاد کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ بھی موجود ہیں۔

1- جہاد کے لئے ایک صبح یا ایک شام اللہ کے راہ میں گزارنا دنیا اور اس کی ساری دولت سے بہتر ہے۔

2- مجاہد کو جنت میں 100 درجات ملیں گے اور ہر درجہ دوسرے درجہ سے اتنا بلند ہو گا جتنا زمین و آسمان کا فاصلہ ہے۔

Marfat.com

3- جس بندے کے پاؤں اللہ کی راہ میں خاک آلود ہوں انہیں دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

4- خوف خدا میں رونے والی اور پہرہ دینے والی آنکھ کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی۔

فضائل جہاد اتنے ہیں کہ ان کو بیان کرتے کرتے انسان تھک جائے۔ اللہ تبارک تعالیٰ نے ایسے مجاہدین کو اپنا محبوب اور سچا مومن بتایا ہے جو اس کی رضا کے لئے جہاد کرتے ہیں اور اپنی جانیں قربان کرتے ہیں۔

جہاد بالعلم: جہالت کی تاریکی کو علم کے نور ہی سے دور کیا جا سکتا ہے جب تک انسانوں کو برائی اور بھلائی میں تمیز کرنا نہیں آتا اس وقت تک جہالت کی تاریکی اور گہری ہوتی جائے گی لوگوں کو اچھے اور برے کاموں میں تمیز کرنا سکھانا اور حق سے آگاہ کرنا بھی جہاد ہے اور کو جہاد بالعلم کہتے ہیں یعنی علم کے ذریعہ جہاد کرنا۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے کہ

لوگوں کو اللہ کے راستہ (دین) کی حکمت اور دانائی سے دعوت دیجئے۔

قرآن مقدس کے ارشادات کے مطابق یہ جہاد کبیرہ ہے مگر یہ جہاد اس وقت ہو سکتا ہے جب خود بھی دین کا علم حاصل کیا جائے۔ مختصرا" یہ کہ علم کا حاصل کرنا اور دوسروں کو بھی علم کے زیور سے آراستہ کرنا جہاد ہے جب انسان خود علم حاصل کرتا ہے تو اس کو اچھے اور برے کا فرق معلوم ہو جاتا ہے۔ برائی اور بھلائی میں تمیز کرنا آ جاتا ہے اور جب خود علم سیکھ کر دوسروں کو سکھلاتا ہے تو وہ دوسروں میں وہ شعور پیدا کرتا ہے جس کی بدولت اس کو

بھی اچھائی اور برائی کا فرق معلوم ہو جاتا ہے اور ہر وہ شخص برے کاموں سے بچنا شروع کرتے ہوئے اچھے کاموں یعنی نیکی کی طرف راغب ہو جاتا ہے۔

جہاد بالعمل: اسلام کا بنیادی مقصد تمام کائنات میں اللہ کا نام بلند کرنا اور احکامات خداوندی کی پیروی کرتے ہوئے امن قائم کرنا ہے ظاہر ہے احکامات خداوندی کے تحت زندگی گزارنے کے لئے ان احکامات کا جاننا اور عمل کرنے کا طریقہ خود بھی اور دوسرے نہ جاننے والوں کو بھی بتانا بہت ضروری ہے اور امن قائم رکھنے کے لئے بھی تاکہ لوگ پرسکون ماحول میں احکامات خداوندی پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزار سکیں امن کو تباہ و برباد کرنے والوں سے بعض اوقات مقابلہ کرنا بھی ضروری ہو جاتا ہے اور یہ دونوں کام یعنی فروغ دین اور امن و سلامتی کی حفاظت کے لئے جانی اور مالی قربانیوں کی ضرورت بھی پڑ سکتی ہے اسی راستہ میں مال خرچ کرنے کو جہاد بالمال کہتے ہیں۔

جہاد باالنفس: انسانی نفس میں سرکشی کا مادہ سب سے زیادہ پایا جاتا ہے اور تقریباً زیادہ تر برائیاں خواہشات نفس کی پیروی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ لہٰذا احکامات خداوندی کی پیروی کے لئے اپنے نفس کو اپنے قابو میں رکھنا اور اس کی ہر اس خواہش کو جو خدا کی ناراضگی مول لینے کا سبب بن سکتی ہو رد کرنا جہاد باالنفس کہلاتا ہے۔

جہاد باالنفس ہمہ وقت جاری رہتا ہے کیونکہ خواہشات پر قابو پانا سب سے مشکل کام ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے سب سے بڑا بہادر اس کو فرمایا ہے جو اپنے آپ پر کنٹرول رکھے مراد یہ کہ انسان اپنے نفس کو مکمل طور پر احکامات خداوندی پر عمل کرنے والا بنا لے تاکہ دنیاوی لالچ اور جھوٹی چمک

Marfat.com

دمک سے متاثر ہو کر اس کا نفس راہ راست سے بھٹک کر دین سے دور نہ ہو جائے اسی لئے جہاد بالنفس کو جہاد اکبر سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔

دوسری صورت جو جہاد بالنفس کی ہے وہ یہ ہے کہ جب دین کی مخالف قوتیں مل کر امن و سکون کو برباد کرنے اور اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو ایسی صورت میں اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اللہ کے دین اور اپنی حفاظت کے لئے ان سے مقابلہ کرنا بھی جہاد بالنفس کے زمرے میں ہی آتا ہے۔ ایسی حالت میں سرحد پر حفاظت کی خاطر ایک رات گزارنا ہزاروں روزوں اور نمازوں سے افضل ہوتا ہے دین کی سربلندی اور مسلمانوں کی حفاظت کی خاطر لڑتے لڑتے جو لوگ اپنی جانوں کا نذرانہ خدا کے حضور پیش کر دیتے ہیں انہیں شہید کہا جاتا ہے اور جو زندہ رہتے ہیں ان کو غازی' شہید کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کے خون کا پہلا قطرہ زمین پر گرتے ہی بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور روح قفس عنصری سے پرواز کرتے ہی جنت میں داخل ہو جاتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد ہوتا ہے۔

ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ ان کے لئے نہ تو غسل کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ ہی کفن کی۔

کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ جب خدا کے حضور پیش ہوں گے ان ہی خون سے بھیگے ہوئے کپڑوں میں ہوں گے جن میں وہ شہید ہوئے تھے کیونکہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنا مال اور جان اللہ کے ہاتھ اس کی خوشنودی اور جنت کے بدلے فروخت کر چکے ہوتے ہیں۔

Marfat.com

مرتبہ شہادت ایسا بلند مرتبہ ہے کہ شہید ہونے والا آرزو کرتا ہے کہ میں پھر زندہ ہو جاؤں اور پھر اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں پھر زندہ ہو جاؤں اور پھر شہید ہو جاؤں یہاں تک کہ بار بار ایسا ہوتا رہے۔

جہاد کے اثرات: اسلامی عبادات میں کوئی بھی عبادت ایسی نہیں ہے جو انسان کے کردار کی تعمیر نہ کرتی ہو۔ تمام عبادات اسلامی کے انسان کی انفرادی زندگی کے ساتھ ساتھ اجتماعی زندگی پر بھی اثرات مرتب ہوتے ہیں اور یہ ہی اثرات انسان کو کامیابی و کامرانی سے ہمکنار کرتے ہیں۔

جہاد بھی ایک عبادت ہے اور تعلیمات اسلام کا ایک اہم حصہ بھی خواہ یہ جہاد بالنفس ہو یا جہاد بالمال یا جہاد بالعلم۔ اس کے اثرات انفرادی اور اجتماعی زندگی پر بہر حال مرتب ہوتے ہیں۔ انفرادی زندگی میں انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا سیکھتا ہے۔ قرآن مقدس اور اپنے دین سے مضبوط تعلق قائم ہوتا ہے۔ دین کے ہر حکم کو ماننے کی عادت پڑتی ہے۔ دینی علوم سے آگاہی ہوتی ہے۔ اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ انسان اپنے نفس یعنی خواہشات پر کنٹرول کرنا سیکھتا ہے اور سب سے بڑھ کر اگر میدان جنگ میں دشمن سے لڑتے ہوئے دین کی عظمت کے لئے جان قربان ہو جائے تو مرتبہ شہادت پر فائز ہوتا ہے جو ایک بلند ترین مقام ہے اور خدا کی ان نعمتوں اور رحمتوں کا اندازہ کرنا ہمارے لئے بہت مشکل ہے جو شہید کے لئے مخصوص ہیں۔ ان کے درجات کا تصور ہمارے بس سے باہر ہے۔ یہ ان کے مرتبہ کا مقام ہے کہ خدا انہیں مردہ کہنے سے منع فرماتا ہے جو راہ حق میں مارے جاتے ہیں بلکہ حکم ہوتا ہے کہ وہ تو زندہ ہوتے ہیں کیونکہ جان کا نذرانہ راہ خدا میں پیش کرکے

جام شہادت نوش کرنے والا عملی ایمان کی شہادت دیتا ہے اور یہ شہادت ہی بخشش اور مراتب کا سبب بن جاتی ہے۔ اور قیامت کے دن شہید کو انبیاء' صدیقین اور صالحین کا قرب حاصل ہو گا۔

اجتماعی زندگی میں دین کی مخالف قوتیں خائف رہتی ہیں عدل و انصاف کا بول بالا ہوتا ہے۔ غریبوں مساکین کی مدد ہونے سے غربا پروری ہوتی ہے۔ نیکی کی اشاعت ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ احساس یگانگت ہوتا ہے کیونکہ سب کی خواہش صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے اور اسی کے لئے انسان یعنی مسلمان اپنی جان اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے قربان کر دیتا ہے۔

غرض کہ جہاں دیگر عبادات اسلامی اپنے اندر بے پناہ فوائد رکھتی ہیں اور ان کے اثرات انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں اسی طرح جہاد بھی انسانی زندگی پر ہر دو طریقہ سے اثر انداز ہوتا ہے۔

حق کی گواہی اور قرآن

قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے کہ۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ انصاف کے علمبردار اور خدا کے واسطے گوہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر کیوں نہ پڑتی ہو۔ (سورہ النساء)

قرآن مقدس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں جب بھی گواہی دینا مقصود ہو تو انصاف کا دامن ہمیشہ تھانے رہو اور صرف خدا کی خوشنودی کے لئے گواہ بنو اور گواہی ہمیشہ حق کی دو یعنی سچی گواہی دو خواہ اس گواہی سے تمہیں خود یا کسی عزیز رشتہ دار حتیٰ کہ تمہارے والدین کو بھی نقصان پہنچنے کا خدشہ کیوں نہ ہو۔

کبھی بھی اس بات کے خوف سے کہ میرے گواہی دینے سے میرے فلاں فلاں رشتہ دار یا عزیز کو نقصان ہو گا۔ سچی بات کہنے سے مت رکو اور ہمیشہ انصاف کے علمبردار بنتے ہوئے سچی گواہی دو۔ ویسے بھی جھوٹ کا سہارا لینا مسلمانوں کی شان کے خلاف ہے اور سچ بات کہنا مسلمانوں کی صفت ہے۔ مسلمانوں کی تربیت کی ابتداء ہی سچی گواہی سے ہوتی ہے اور وہ سچی شہادت ہے

Marfat.com

کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ جس شخص کی تربیت ہی ایسی عظیم شہادت یعنی گواہی سے شروع کی جا رہی ہو ایسے شخص سے جھوٹی گواہی کی توقع بھی کیسے کی جا سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہمیشہ کوشش میں رہنا چاہئے کہ سچ بات کہنے سے کبھی بھی نہ گھبرائیں اور ہمیشہ سچ کا ساتھ دیں اور اس سلسلہ میں کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اور کسی بھی قسم کے نقصان کے خوف سے حق کی گواہی سے دستبردار نہ ہوں۔

☆☆☆☆○○○☆☆☆☆

عقیدہ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات

مسلمانوں کے لیے جن باتوں پر ایمان لانا لازمی ہے وہ عقیدہ کہلاتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تعداد پانچ بتلائی ہوئی ہے۔

(1) خدا پرایمان لانا۔

(2) خدا کے فرشتوں پرایمان لانا۔

(3) خدا کے رسولوں پر ایمان لانا۔

(4) خدا کی کتابوں پر ایمان لانا۔

(5) جزا اور سزا کے دن پر ایمان۔

یعنی روز آخرت پر ایمان لانا مسلمانوں کے لیے ان پانچ باتوں کا دل سے یقین کرتے ہوئے زبان سے اقرار کرنا لازمی ہے۔

ہم صرف خدا پر ایمان لا نے کے بارے میں یعنی عقیدہ توحید کے بارے میں گفتگو کریں گے کہ یہ عقیدہ انسانی زندگی پر کیا کیا اثرات مرتب کرتا ہے۔

خدا پر یقین لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں کا تنہا خالق و مالک ہے وہی عبادت کے لائق ہے اسی کے لیے سجدہ ہے وہی ہمارا معبود ہے ہمارے تمام اعمال کی غرض و غایت اسی کی مرضی کی تعمیل ہے

اگر ہم نیکی کرتے ہیں تو اس نیت سے کہ میرے اللہ کا حکم ہے اور اگر برائی سے رکتے ہیں تو صرف اس لیے کہ مالک نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہوا ہے ہمارے جسمانی اعضاء بھی اسی کے تابع ہیں اور ہمارے دل بھی اسی کے حکم کے پابند۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے وہ تنہا ہی سب کا مالک بھی ہے اور خالق بھی اسی کے حکم سے زندگی ملتی ہے اور اسی کے حکم سے موت وہ ہر بات پر قادر ہے وہ سب کچھ جاننے اور دیکھنے والا ہے وہ اپنی ذات میں بھی اور صفات میں بھی یکتا و اعلیٰ ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے اسی عقیدہ کو عقیدہ توحید کہتے ہیں اب دیکھنا ہے کہ عقیدہ توحید ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگی پر کیا اثرات مرتب کرتا ہے۔

عقیدہ توحید کی سب سے منفرد اور نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ انسانوں کو آزادی اور حریت کا سبق دیتا ہے بلکہ وہ مقام عطا کرتا ہے جس کا انسان اشرف المخلوقات ہونے کی حیثیت سے حق دار ہوتا ہے یعنی کہ وہ صرف ایک ہستی کے تابع ہے کائنات اور اس میں موجود تمام چیزیں انسان کے لیے بنائی گئی ہیں نہ کہ انسان کائنات کے لیے بنایا گیا ہے جو انسان عقیدہ توحید کا ماننے والا نہیں ہوتا وہ دنیا کی حقیر سے حقیر چیزوں سے بھی ڈرتا بلکہ ان کی پرستش کرتا ہے یہ اسی عقیدہ توحید سے ہی نا آشنائی کا نتیجہ تھا کہ کبھی اس نے درختوں کو معبود بنایا اور کبھی چاند اور سورج کو کبھی پہاڑوں کی پوجا کرتا رہا اور کبھی دریاؤں سے خوف زدہ رہا کبھی آگ کے آگے سرنگوں ہوتا رہا اور کبھی اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کے سامنے سجدہ ریزیاں کرتا رہا اور یوں اپنی عزت خاک میں ملاتا رہا حالانکہ انسان تو تمام مخلوقات سے اشرف ہے

Marfat.com

اور یہ تمام چیزیں جن کی یہ پوجا کرتا رہا وہ تو اس کی غلامی کے لیے پیدا کی گئی تھیں اس کے تابع تھیں لیکن چونکہ انسان عقیدہ توحید سے لاعلم تھایا عقیدہ توحید کا ماننے والا نہ تھا اس لیے ان کو معبود بناتا رہا لیکن اس کے برخلاف جب انسان ایک اللہ پر ایمان لے آتا ہے تو یہ ہی عقیدہ توحید انسان میں انتہاء کی خود داری پیدا کردیتا ہے اس عقیدہ پر یقین رکھنے والا تمام دوسری طاقتوں سے بے خوف ہوجاتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تمام قوتوں کا مالک صرف اور صرف ایک خدا ہے اس کے سوا کوئی مارنے والا نہیں ہے کوئی زندگی بخشنے والا نہین ہے اس کے بغیر انسان کو کوئی نفع نہیں دے سکتا اور نہ کوئی نقصان پہنچا سکتاہے صاحب اختیار صرف اللہ کی ذات ہے یہ علم اور یقین ہی انسان کو خدا کے سوا تمام دیگر قوتوں سے بے خوف اور بے نیاز کردیتا ہے توحید کا ماننے والا اپنا سر صرف خدائے بزرگ برتر کے سامنے ہی جھکاتا ہے اس کی گردن مخلوق کے سامنے کبھی نہیں جھکتی اس کا ہاتھ کبھی کسی غیر اللہ کے سامنے نہیں پھیلتا وہ کسی کو بھی اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔

عقیدہ توحید انسانوں میں خود داری اور عزت یقین کے ساتھ تواضع کا جذبہ پیدا کرتا ہے انکساری کا جذبہ بھی پیدا کرتا ہے اس پر یقین رکھنے والا انسان کبھی بھی متکبر نہیں ہوگا اس میں کبھی بھی کسی قسم کا غرور پیدا نہیں ہوگا اگر طاقت ور ہے تو کبھی طاقت پر گھمنڈ نہیں کرے گا اگر دولت مند ہے تو کبھی اس پر ناز نہیں کرے گا صاحب علم ہے تو کبھی خود کو افضل نہیں سمجھے گا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ سب نعمتیں اللہ و تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں اپنا تو میرا کچھ بھی نہیں ہے میں تو صرف امین ہوں اور اس کا بھی مجھ سے روز

Marfat.com

جزا و سزا حساب لیا جائے گا کہ میں نے ان نعمتوں کا حق کس طرح ادا کیا کیا جائز خرچ کیا یا نا جائز کہاں خرچ کیں اور کیسے کیں ان تمام نعمتوں کا مالک حقیقی تو خدائے بزرگ و برتر ہی ہے یہ سب کچھ اسی کا دیا ہوا ہے اور وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ جب چاہے اور جس سے چاہے چھین بھی سکتا ہے۔

عقیدہ توحید پر یقین رکھنے والا شخص اپنے نفس کو بھی پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے ایسا شخص جو کام بھی کرتا ہے خلوص دل سے کرتا ہے اگر وہ کسی کے حقوق ادا کرتا ہے تو نیک نیت کے ساتھ اگر اپنی ڈیوٹی کرتا ہے تو نیک نیتی کے ساتھ اگر مزدوری کرتا ہے تو ایمانداری سے کرتا ہے اگر عبادات کرتا ہے تو بھی نیت اور خلوص کے ساتھ کیونکہ ایسا کرنے کا اس کو پابند کیا گیا ہے وہ سمجھتا ہے کہ پاکیزہ اور نیک اعمال ہی اس کو نجات دلا سکتے ہیں خلوص دل سے کیئے ہوئے اعمال ہی قابل قبول اور روز حساب باعث اجرو و ثواب ہوں گے توحید پر یقین رکھنے والا کبھی دکھلاوے کے کام نہیں کرے گا وہ کبھی اپنی کسی نیکی سے دنیاوی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرے گا وہ اگر نیک کام کرتا ہے تو خلوص کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کی خاطر کرتا ہے وہ دنیا سے نہیں بلکہ اللہ سے اجرو ثواب اور صلہ کا طالب ہوتا ہے ایسے شخص کا مقصود دنیا نہیں آخرت ہوتی ہے۔

ایسا شخص کبھی تنگ نظر بھی نہیں ہوتا وہ سمجھتا ہے کہ ہم سب کا مالک ایک ہی ہے ہمارا پروردگار ایک ہی ہے ہم سب مسلمان ہیں اس لیے ان کی محبت کا دائرہ مخصوص نہیں بلکہ بہت وسیع ہوتا ہے وہ اس کائنات کی کسی بھی چیز کو غیر نہیں سمجھتا بلکہ اپنے ہی مالک کی ملکیت سمجھتا ہے اور بھلائی میں

مصروف رہتا ہے بغیر کسی طمع اور لالچ کے وہ تو صرف یہ چاہتا ہے کہ ان سب کا مالک میرا مالک یعنی خدا بزرگ و برتر مجھ سے راضی ہوجائے وہ دنیا کو نہیں بلکہ خدا کو راضی کرنا چاہتا ہے وہ خیرات اس لیے نہیں کرتا کہ دنیا واہ واہ کرے بلکہ وہ تو صرف اس لیے خرچ کرتا ہے کہ ایسا کرنے کا حکم اس کو اس کے مالک نے دیا ہوا ہے احسان کے لیے وہ اس بات کو بھی مدنظر نہیں رکھتا کہ کون اپنا ہے اور کون پرایا وہ تو صرف یہ دیکھتا ہے کہ یہ میرے احسان کا حق دار ہے کہ نہیں عقیدہ توحید کے ماننے والے کے لیے اپنے اور پرائے سب برابر ہوتے ہیں وہ احسان کر کے جتاتا نہیں ہے اور پھر اس کے صلہ میں کسی بات کا خواہاں بھی نہیں ہوتا وہ تو صرف اللہ کی خاطر یہ سب کچھ کرتا ہے اور اسی سے صلہ اور اجر کا طلبگار ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر ایک مسلمان کچھ مال اگر کسی غریب اور مسکین کو دیتا ہے تو وہ اس کا صلہ نہیں چاہیے گا اور نہ ہی کبھی اس کو جتائے گا کہ میں تم پر احسان کررہا ہوں بلکہ وہ تو یوں سمجھے گا کہ اس کا مجھ پر حق ہے اور میں حق دار کو اس کا حق دے رہا ہوں اور اپنے فرض سے سبکدوش ہورہا ہوں لیکن اس کے برعکس ایسا شخص جو عقیدہ توحید کا ماننے والا نہیں ہے وہ جب کسی کی مدد کرے گا تو اس سے صلہ چاہیے گا کم از کم دنیا کی واہ واہ تو ضرور چاہے گا اور جب کبھی موقع آیا تو وہ اس شخص کو یہ جتائے گا کہ میں نے فلاں موقع پر تمہاری مدد کی وہ ایسا صرف اس لیے کرتا ہے کہ اس کا یہ تمام عمل دنیا کے لیے ہوتا ہے اور مسلمان کا ہر عمل تو خدا کے لیے ہوتا ہے اسی لیے وہ صلہ بھی اللہ ہی سے چاہتا ہے اور یقیناً اللہ سب سے بڑھ کر صلہ اور اجر دینے والا

Marfat.com

ہے۔

عقیدہ توحید انسان کو قناعت پسند بنادیتا ہے حرص و ہوس کے تمام جذبات ایسے انسان کے دل سے نکل جاتے ہیں عقیدہ توحید پر یقین رکھنے والا کبھی حاسد نہیں ہوتا وہ یہ کبھی بھی نہیں چاہتا کہ اپنے لیے دوسروں کے حقوق کو پامال کرتا پھرے وہ اپنی کامیابی کے لیے ہر جائز اور ناجائز کا استعمال گناہ تصور کرتا ہے وہ کبھی بھی کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کام سے پروردگار عالم نے منع کیا ہوا ہو خواہ اس کام میں دنیاوی فائدے کی کتنی ہی امید کیوں نہ ہو وہ تو ہر کام میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے احکام کی پابندی کو فوقیت دیتا ہے دنیاوی مال و دولت عزت و شہرت اس کو کبھی بھی غلط روش اختیار کرنے پر راغب نہیں کرسکتی کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں جس کا ماننے والا ہوں وہ ہستی تو ہر بات پہ قادر ہے تمام کائنات حیوانات اور انسان کا رازق وہی اللہ ہی ہے کسی کو رزق دینا اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے جس کو جتنا چاہیے عطا کرے کسی کو زیادہ دیتا ہے تو یہ اس کی مرضی ہے اگر کسی کو کم دیتا ہے تو یہ بھی اسی کی مرضی ہے عزت و دولت بھی اسی اللہ کے اختیار میں ہے جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے۔"

مسلمان سمجھتا ہے کہ جب پروردگار عالم کسی کو عنایت کرنا چاہتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو اس کام سے روک نہیں سکتی اور اگر وہ نہ دینا چاہے تو کوئی طاقت اس کو ایسا کرنے پر مجبور نہیں کرسکتی۔ ہر بات کا اختیار ہے اس کے پاس' وہ اکیلا ہی مالک و خالق ہے اور کوئی بھی دوسرا اس کا شریک نہیں ہے لیکن اس کے برعکس ایسا شخص جو خدا پر ایمان نہیں رکھتا وہ سمجھتا ہے کہ

جو کچھ مجھے ملا ہے میری کوششوں سے ہے میری محنت سے ہے اسی لئے وہ حاسد بھی ہوتا ہے رشوت خور بھی ہوتا ہے خوشامدی بھی ہوتی ہے اور سازشی بھی اس کا مقصد صرف حصول ہوتا ہے ذرائع کے جائز یا ناجائز ہونے کا خیال ایسا شخص بالکل نہیں رکھتا جتنے انسانوں کے بھی حقوق غصب ہوں وہ پروا نہیں کرتا۔اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حاصل ہو جائے اس میں قناعت نام کی کوئی چیز نہیں ایسا شخص انتہائی خود غرض ہوتا ہے۔

انسانوں میں قناعت پسندی کی شان تو عقیدہ توحید ہی پیدا کرتا ہے عقیدہ توحید ہی انسان کو ہر چیز سے بے نیاز کرتا ہے اس کا مقصد تو صرف اللہ کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔

عقیدہ توحید انسان میں صبر اور توکل کی قوت پیدا کرتا ہے ایسا شخص جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اگر کبھی خدانخواستہ کوئی مصیبت آجائے یا کوئی صدمہ درپیش ہو تو وہ اس کو صبر کے ساتھ برداشت کرتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی رونما ہوتا ہے وہ اللہ کی ہی طرف سے ہوتا ہے اس کی مرضی ایسا ہونے میں شامل ہوتی ہے اس لیے وہ مخالفت نہیں کرتا گلہ نہیں کرتا شکوہ نہیں کرتا ہمت نہیں ہارتا بلکہ اللہ کی رضا سمجھ کر قبول کرتا ہے اور صبر کرتا ہے اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے ایسے شخص میں حوصلہ بھی قدرتی طور پر زیادہ ہوتا ہے وہ مشکلات سے گھبرا کر ہمت نہیں ہارتا وہ مصائب سے بھاگتا نہیں بلکہ ان کا دلیری سے مقابلہ کرتاہے اور عجز و انکساری کے ساتھ اللہ سے دعاگو رہتا ہے کہ الٰہی میری یہ مصیبت دور فرما مجھے اس کام میں کامیابی عطا کر اور پھر جب کامیابی حاصل ہو جاتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور اگر ناکامی ہوجائے

تو حوصلہ نہیں ہارتا مسلسل جدوجہد کرتا رہتا ہے اور اللہ سے دعا کرتے ہوئے نتیجہ اسی پر چھوڑ دیتا ہے کہ اللہ جیسا چاہے گا مجھے منظور ہے۔

سب سے بڑھ کر یہ عقیدہ توحید انسانوں سے مایوسی کو بالکل ختم کردیتا ہے عقیدہ توحید پر یقین رکھنے والا انسان کبھی مشکلات یا ناکامیوں سے گھبرا کر مایوس نہیں ہوتا کبھی شکستہ دل نہیں ہوتا وہ جانتا ہے کہ تمام خزانوں کا مالک تو وہی اللہ ہی ہے جس کا میں بندہ ہوں اس کا کرم اور فضل تو بے حساب ہے وہ جب چاہے اور جو چاہے عطا کرسکتا ہے اور یہ ہی امید اس کو مایوس نہیں ہونے دیتی اور یہ ہی ایمان اس کے ارادوں کو مضبوط رکھتا ہے اور اس کے دل کو تسکین بخشتا ہے عقیدہ توحید پر یقین رکھنے والا ہر شخص پر امید رہتا ہے چاہے تمام دروازوں سے ٹھکرا دیا جائے تمام ظاہری اسباب ختم ہوجائیں کیونکہ وہ جانتا ہوتا ہے کہ اللہ تو ہر حال میں اس کے ساتھ ہے جب چاہے گا سب ٹھیک ہوجائے گا۔ عقیدہ توحید کا حامل انسان کبھی بھی بزدل نہیں ہوتا انسان کو دو ہی چیزیں بزدل بناتی ہیں اول اولاد دوم دنیاوی مال ومتاع کہ کہیں چھن نہ جائے اور مسلمان کا عقیدہ تو یہ ہوتا ہے کہ زندگی اور موت صرف اللہ کے قبضہ قدرت میں ہے پھر ہر کسی کو ایک نہ ایک دن مرنا ہی ہے اور وہ بھی اس کا وقت متعین ہے جب وقت پورا ہوجاتا ہے تو پھر آگے پیچھے نہیں ہوتا دوسرا مال کی محبت ہے اس کے بارے میں بھی مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ سب اللہ کا ہی عطا کیا ہوا ہے وہ جب چاہے کسی کو دے دے اور جب چاہے واپس لے لے اس لیے اس کو دنیاوی مال و متاع کے چھن جانے کا ڈر نہیں ہوتا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسے شخص کو روز آخرت کا ڈر ہوتا ہے کیونکہ وہ

Marfat.com

جانتا ہے کہ اس دن جب مجھے ہر چیز کا حساب دینا ہے اولاد اور دنیاوی مال و متاع میرے کسی کام نہیں آئیں گے اس دن تو صرف میرے نیک اعمال ہی مجھے نجات دلا سکیں گے اس لیے وہ دنیا میں کوئی ایسا کام نہیں کرتا جو احکامات خداوندی کے خلاف ہو ہمیشہ اللہ کی رضا چاہتا ہے اس کو نہ اولاد کی محبت غلط کام پر مجبور کرسکتی ہے اور نہ دنیاوی مال و دولت اس کو غلط راستہ کی طرف لے جا سکتے ہیں وہ صرف اللہ کا بندہ بن کر اسی کی بندگی کو ہی اپنے لیے لازم سمجھتا ہے۔

عقیدہ توحید انسانوں کو اللہ کے احکامات کی پیروی کرنا سکھاتا ہے کیونکہ اللہ پر ایمان رکھنے والا شخص اللہ کی صفات پر بھی مکمل ایمان رکھتا ہے جہاں اس کا اس بات پر پختہ یقین ہوتا ہے کہ تمام عبادات صرف اللہ کے لیے ہی ہیں وہاں اس کو یہ بھی یقین ہوتا ہے کہ اللہ دیکھنے والا اور سننے والا بھی ہے وہ تمام حالات سے باخبر رہتا ہے وہ میرے ظاہر سے بھی واقف ہے اور میرے باطن سے بھی حتیٰ کہ وہ ہماری نیتوں تک سے بھی واقف ہے کیونکہ وہ ہمارے شہہ رگ سے بھی قریب ہے اگر میں دن کی روشنی میں کوئی برا کام کروں گا تب بھی اور اگر رات کی سیاہی میں بھی احکامات کی خلاف ورزی کروں گا تب بھی وہ میرے ہر کام سے آگاہ ہوگا میں تنہائی میں کوئی گناہ کروں یا سات پردوں میں چھپ کر لیکن وہ اللہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔

ہم سب سے چھپا کر کوئی کام کرسکتے ہیں لیکن خدا سے چھپانا ناممکن ہے اگر میں راہ خدا میں خرچ کروں گا تو وہ مجھے اجر دے گا اور اگر دنیا کے لیے ایسا کروں گا تو میری نیکی ختم ہوجائے گی خواہ بظاہر اللہ ہی کے لیے کررہا ہوں

Marfat.com

اس لیے انسان نیکی کرتے وقت نیت کو ٹھیک رکھے گا اور ہر کام میں صرف اللہ کی رضا کو پیش نظر رکھے گا ہر کام اسی کی خوشنودی کے لیے کرے گا کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں دنیاوی گرفت سے تو بچ سکتا ہے مگر اللہ کی گرفت سے بچنا محال ہے اور وہ گرفت بڑی ہی سخت ہے یہ یقین جس قدر انسان میں پختہ ہوگا انسان اتنا ہی گناہوں سے نفرت کرے گا اور احکامات خداوندی کی بجاآوری کی کوشش کرتا رہے گا کوئی کام اس کے احکامات کے خلاف نہیں کرے گا حلال و حرام میں تمیز کرے گا غلط بیانی سے بچے گا جھوٹ سے نفرت کرے گا کسی کا حق غصب نہیں کرے گا کسی پر ظلم نہیں کرے گا قدم قدم پر اللہ کی رضا اور اللہ کی خوشی کو مدنظر رکھے گا اور تمام زندگی اللہ کی بندگی میں گزار دے گا کیونکہ اللہ پر یقین کے ساتھ ساتھ اس کو آخرت کا خوف بھی ہوگا کہ ایک دن ایسا آنے والا ہے جب میرے تمام اعمال میرے ہاتھ میں ہوں گے اور پھر میں انکار بھی نہیں کرسکوں گا میرے ہی اعضاء میرے خلاف گواہی دیں گے اور اعمال کے مطابق ہی جزا اور سزا ہوگی اس لیے وہ اپنے تمام اعضاء جسمانی کے ساتھ دل کی گہرائیوں یعنی صدق دل کے ساتھ اللہ کے احکامات کی پیروی کرنے کا عادی ہوجائے گا اور ایسا صرف عقیدہ توحید کی بدولت ہوگا۔

القرآن

احسان عظیم ہے پروردگار عالم کا اپنے بندوں پر کہ اس نے صرف انسانوں کو پیدا ہی نہیں فرمایا بلکہ ان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے انہی میں سے کچھ نیک اور برگزیدہ ہستیاں بھیجیں جن کو نبی اور رسول کہا جاتا ہے۔ ان رسولوں پر اللہ تبارک تعالیٰ نے اپنی مبارک کتابیں بھی نازل فرمائیں تاکہ لوگ اللہ تبارک تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں سے رہنمائی حاصل کرتے رہیں۔

قرآن مقدس وہ مقدس آسمانی کتاب ہے جو مالک کائنات نے خاتم الانبیاء سید المرسلین، رحمت العالمین حضرت محمد ﷺ پر اپنے مقرب ترین فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے عرصہ ۲۳ سال کے دوران نازل فرمائی جس طرح حضرت محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہیں ہو گا اسی طرح قرآن مجید بھی آخری آسمانی کتاب ہے اس کے بعد کوئی اور کتاب نہ نازل ہوئی ہے اور نہ ہی نازل ہو گی۔ آخری نبی پر نازل ہونے والی کتاب بھی آخری آسمانی کتاب ہے اور قیامت تک اسی سے رہنمائی حاصل کرنا ہو گی۔

قرآن مقدس تمام بنی نوع انسان کے لئے سرچشمہ رشد و ہدایت ہے۔

یہ کتاب علم و حکمت کا وہ خزینہ ہے جس میں افراد و اقوام کی اصلاح اور رہنمائی کے لئے تمام اصول بیان فرمائے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر انسان دنیاوی ترقی کے ساتھ ساتھ آخرت میں کامیابی بھی حاصل کر سکتا ہے دونوں جہانوں کی نعمتوں کو سمیٹ سکتا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کی رہنمائی قرآن مقدس سے حاصل نہ ہو سکتی ہو۔ کائنات کے تمام علوم اس مقدس کتاب میں سمو دیئے گئے ہیں۔

قرآن مجید میں کئی ایسی قوموں کا ذکر بھی ملتا ہے جنوں نے اللہ کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر قابل ذکر دنیاوی ترقی بھی کی اور آخرت کی زندگی کی نعمتوں سے بھی سرفراز ہوئے اور مالک کائنات نے اپنی رحمتوں کے دروازے ان پر کھول دیئے اور ایسی قوموں کا ذکر بھی ہے جن پر احکامات خداوندی سے انحراف کی صورت میں عذاب الٰہی نازل ہوا اور وہ دنیا سے نیست و نابود ہو گئیں ان کی تباہی و بربادی اقوام عالم کے لئے قیامت تک کے لئے درس عبرت بنی رہے گی۔ قرآن مقدس میں مختلف قوموں کے عروج و زوال کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے اور عروج و زوال کی وجوہات بھی بیان کی گئی ہیں۔

تعلیمات قرآنی تمام انسانوں کو امن و سلامتی کا درس دیتی ہیں۔ تمام تفریق کو ختم کرتے ہوئے گورے کو کالے پر اور عربی کو عجمی پر کا فرق ختم کرتے ہوئے صرف اعمالوں کو ہی افضلیت کی بنیاد قرار دیتی ہیں۔ تمام علاقائی' نسلی تفرقہ بازیوں کو ختم کرتے ہوئے ایک مسلم معاشرہ کی بنیاد فراہم کرتی ہیں جس میں شرافت اور عزت خاندان اور مال و دولت کی وجہ سے نہیں بلکہ انسانوں کے ذاتی اعمال اور سیرت و کردار پہ منحصر ہے۔ عظمت کی وجہ تقویٰ

اور خوف خداوندی کو قرار دیتی ہیں تعلیمات قرآنی اپنے اور غیروں کا فرق مٹاتے ہوئے انسانی بنیادوں پر انصاف کا حکم دیتی ہیں۔

عبادات سے لیکر حقوق و فرائض' معاملات و اخلاق کی حدیں مقرر ہیں غرض کہ قرآن مقدس نیکی' دیانت داری' راست بازی اور عدل و انصاف کا ایسا مبلغ ہے جس کی مثال نہیں ملتی قرآن مقدس نے اپنے تمام احکامات کو اتنے موثر انداز میں پیش کیا ہے کہ آج تک نوع انسانی اس سے رہنمائی حاصل کر رہی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی۔

یہ کتاب ایسی مقدس کتاب ہے کہ جس کی حفاظت کی تمام تر ذمہ داری خود اس کے نازل کرنے والے یعنی مالک کائنات نے اپنے ذمہ لی ہوئی ہے اور آج تک ویسی ہی حالت میں ہے جیسی کہ یہ حضور پاک ﷺ پر نازل ہوئی تھی ایک ایک لفظ بمع زیر و زبر کے آج تک محفوظ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

ہم نے ہی قرآن کونازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

کیسی شان ہے قرآن مقدس کی کہ نازل فرمانے والا خود ہی اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی اپنے ذمہ لے رہا ہے۔ آج تک کسی بھی آسمانی کتاب کی حفاظت کا ذمہ پروردگار نے اپنے ذمہ نہیں لیا اگر ذمہ لیا ہے تو صرف آخری کتاب قرآن مجید کا جو آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ زبان نہایت شریں ہے کہ سننے والے پر عجیب سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور پڑھنے والا تو ایسا لطف محسوس کرتا ہے کہ تھکنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ خود بخود پڑھتے رہنے کو دل چاہتا رہتا ہے۔ دنیا کے گوشہ گوشہ میں

کروڑوں انسان اس کو پڑھتے ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ کروڑوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ ہے یہ کتاب مقدس۔

انسان کو اس کائنات ارضی پر زندگی گزارنے کے لئے جن جن علوم کی ضرورت پیش آ سکتی تھی قدرت کاملہ نے ان تمام علوم کو اس کتاب مقدس میں سمو دیا ہے۔ عقائد و عبادات کا مفصل بیان فرما دیا گیا ہے تاکہ انسانوں کو منزل مقصود کے حصول میں آسانی رہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ' جہاد اور دیگر عبادات کے احکامات کے ساتھ ساتھ ادا کرنے کے طریقہ بھی موجود ہیں۔ معاملات زندگی میں پیش آنے والے تمام واقعات' نکاح' طلاق' میراث' تجارت وغیرہ کے قوانین اس میں موجود ہیں۔

ایک دوسرے کے حقوق خاص طور پر والدین' رشتہ داروں' میاں بیوی' ہمسایوں کے ساتھ ساتھ شہریوں تک کے حقوق کا تعین کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان تمام باتوں کا ذکر بھی موجود ہے جن سے مالک کائنات خوش ہوتے ہیں اور ان باتوں کا ذکر بھی موجود ہے جو ناراضگی کا سبب بنتی ہیں۔ پسند اور ناپسند کو صاف صاف دو ٹوک الفاظ میں بیان فرما دیا گیا ہے کہ یہ کام پروردگار کائنات کو پسند ہیں اور یہ کام سخت ناپسند ہیں تاکہ انسان اس کی مرضی کے تابع رہتے ہوئے تمام کام سرانجام دے غرضکہ تمام علوم جن کی ضرورت اس دنیائے فانی میں انسان کو پڑ سکتی ہے اور وہ تمام علوم جن پر عمل کر کے انسان آخرت کی زندگی سنوار سکتا ہے اس کتاب مقدس میں موجود ہیں۔ ہر طرح سے ایک مکمل اور جامع کتاب ہے قرآن مقدس' جو بنی نوع انسان کے لئے ایک دستور حیات کی حیثیت رکھتا ہے ایسا دستور حیات جس سے انحراف کسی

بھی صورت ممکن نہیں ہے۔ جس پر عمل پیرا ہو کر انسان دونوں جہانوں میں امن و سلامتی حاصل کرسکتا ہے۔ خوشیاں سمیٹ سکتا ہے۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی نعمتیں اور برکتیں حاصل کر سکتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

یعنی ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی جو تمام چیزوں کو واضح بیان کرنے والی ہے۔

قرآن مقدس ایک دائمی معجزہ ہے ایک ایسی کتاب ہے کہ جس میں کسی بھی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے جس کی تصدیق خود مالک کائنات نے کی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس میں شک و شبہ کی قطعاً" گنجائش نہیں ہے اور یہ پرہیز گاروں کے لئے ہدایت ہے۔

اس کے کئی نام ہیں۔

الفرقان	حق و باطل میں فرق کرنے والا۔
الموعظہ	نصیحت
الحکمہ	دانائی
البرہان	کھلی دلیل
النور	روشنی
کلام اللہ	اللہ کا کلام
الحق	سچ
الشفاء	شفا دینے والا

Marfat.com

غرض کہ قرآن مقدس ایک عظیم احسان ہے پروردگار عالم کا اپنے بندوں پر تاکہ قیامت تک وہ اس کو پڑھیں اور رہنمائی حاصل کرتے ہوئے اس کے احکامات پر عمل پیرا ہو کر زندگی گزاریں تاکہ کامرانی و کامیابی حاصل ہو۔

☆☆☆☆○○○☆☆☆☆

Marfat.com

اطاعت رسول اور قرآن

اللہ پر ایمان لانا جس طرح ہر مسلمان پر لازمی اور ضروری ہے اسی طرح جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا اور یقین رکھتے ہوئے آپ کی اطاعت بھی فرض ہے ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لائے کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں آپ کی ہدایات و تعلیمات مکمل ہیں اور آپ اللہ کے آخری نبی ہیں قیامت تک لیے آپ کی اطاعت ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کیونکہ آپ کی ذات مبارکہ ہی اللہ تعالیٰ کو پہچاننے اور اس کی مرضی معلوم کرنے کا آخری ذریعہ ہے آپ کی نبوت قیامت تک کے لیے ہے قرآن و سنت کی صورت میں آپ کا چھورا ہوا پیغام بھی مکمل اور جامع ہے زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے متعلق رہنمائی اس پیغام میں موجود نہ ہو اس کے علاوہ آپ کا پیغام کسی خاص طبقہ کسی خاص قوم یا زمانے کے لیے نہیں ہے بلکہ قیامت تک کے لیے ہر انسان کے لیے مکمل رہنمائی کا ذریعہ ہے آپ کا پیغام عالمگیر ہونے کے ساتھ ساتھ دائمی بھی ہے قرآن مقدس جو آپ کو مالک کائنات کی طرف سے عطا ہوا ہے اس میں تمام مشکلات تمام مصائب کا علاج اور زندگی کے ہر شعبہ کے لیے راہنمائی

Marfat.com

حضورؐ نے اپنے عمل سے یہ سب ثابت بھی کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر فعل اور ہر عمل احکامات قرآنی کے مطابق ہے اور آپؐ کی پوری حیات طیبہ قرآن کریم کی عملی تفسیر ہے اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ کی اور اس کی رسول کی اطاعت کرو اور اس سے روگردانی مت کرو۔

قرآن مقدس ہمیں اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کا حکم کس قدر واضح الفاظ میں دے رہا ہے اور آخر پر تنبیہہ بھی کی ہے کہ اس اطاعت سے بھی کبھی روگردانی مت کرو۔

سورہ حشر میں ارشاد ہوتا ہے کہ

ترجمہ۔ جو کچھ تمہیں یہ رسول دیں اسے لے لو اور جس چیز سے منع کریں رک جاؤ)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارک کو اہل ایمان کے لیے اسوہ حسنہ بنایا ہے آپؐ کا ہر فعل ہر عمل اللہ کی اجازت کے ساتھ ہوتا ہے جس کی تصدیق سورہ انعام میں یوں ہو رہی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے کہ کہہ دیجئے

ترجمہ۔ میں تو صرف اسی کا تابع ہوں جو مجھے وحی کی جاتی ہے

یعنی آپ کا ہر فعل ہر عمل وحی کے تابع ہوتا ہے اور جس طرح اللہ

تبارک و تعالیٰ چاہتے ہیں آپ ؐ کرتے ہیں یعنی کوئی بھی بات اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں ہوتی بلکہ آپ ؐ کا ہر فعل ہر عمل عین مرضی خداوندی ہوتا ہے۔

اسی لیے آپ ؐ کی اطاعت کو مسلمانوں کے لیے لازمی قرار دیا گیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت کا خواہش مند ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے کیونکہ مالک کائنات نے قیامت تک کے لیے صرف مسلمانوں کے لیے ہی نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے زندگی کے تمام شعبوں میں بہترین نمونہ بناکر بھیجا ہے اور آپ ؐ کی پیروی اور تقلید کو تمام انسانوں کے لیے لازمی قرار دیا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اطاعت آپ ؐ کی اطاعت کے بغیر ناممکن ہے اور کوئی بھی انسان آپ ؐ کے احکامات سے روگردانی نہیں کرسکتا۔

سورہ آل عمران میں ارشاد ہوتا ہے کہ

ترجمہ ۔ اے رسول کہہ دیجیئے کہ اگر تم اللہ کے ساتھ محبت کرتے ہوئے تو میری فرمان برادری کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

مالک کائنات آپ ؐ کی فرمانبرداری کو اس بات کی ضمانت قرار دے رہا ہے کہ اللہ تم سے (آپ ؐ کی فرمانبرداری کرنے والے) محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا آپ ؐ کی اطاعت اور فرمانبرداری کو کس قدر اہمیت دی جارہی ہے کہ حکم دیا جارہا ہے کہ اے رسول کہہ دیجئے کہ اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اطاعت کرو اور یہ اطاعت ہی اللہ کی محبت کا وسیلہ بنے گی اس قدر اہم ہے آپ ؐ کی اطاعت اور آپ ؐ کے احکامات کی بجا آوری اور

آپ ؐ کی تقلید کہ اس کے بغیر اللہ کی محبت نصیب نہیں ہوسکتی۔

خلاصہ یہ کہ مسلمان کے لیے ہر حال میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی پیروی ضروری ہے آپ ؐ کی اطاعت ہر مسلمان پر لازم ہے آپ ؐ کی مبارک زندگی ایک مثال کی حیثیت رکھتی ہے مسلمانوں کے لیے اور اس کی تقلید کرنا ہر مسلمان کے لیے لازمی ہے کیونکہ آپ ؐ کے ارشادات حقیقت میں قرآن مقدس کے احکامات کی تشریح ہیں اور قرآن قیامت تک کے لیے تمام بنی نوع انسان کے لیے سرچشمہ ہدایت ہے اسی لیے قرآن مقدس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے رسول صلی اللہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو بھی اپنے احکامات کے ذریعہ لازمی قرار دیا ہے قرآن میں جگہ جگہ ارشادات خداوندی موجود ہیں جن سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ رسول ؐ کی تعلیمات اور ارشادات کے مطابق مسلمان اپنی زندگیوں کو ڈھالیں اپنی تمام زندگی آپ ؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گزاریں کیونکہ اسی میں انسان کو بھلائی اور نجات ہے۔

Marfat.com

ریا کاری

قرآن مقدس میں ارشاد خداوندی ہے۔
پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں جو ریا کاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں (سورہ الماعون) سورہ النساء میں ارشاد ہوتا ہے۔
اور وہ لوگ بھی (اللہ کو ناپسند ہیں) جو اپنا مال محض لوگوں کو دکھلاوے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور درحقیقت نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ روز آخرت پر سچ یہ ہے شیطان جس کا رفیق ہوا اسے بری رفاقت میسر آئی۔
اس سے پہلے کہ بات آگے بڑھائی جائے یہ بات صاف کردینا بہت ضروری ہے کہ ریاکاری ہے کیا ریا کاری کا مفہوم یہ ہے کہ انسان خود کو ایسا ظاہر کرے جیسا وہ نہیں ہوتا۔ یعنی ظاہری طور پہ تو پرہیز گار بنا ہوا ہے لیکن وہ اصل میں پرہیز گار ہوتا نہیں ہے اور یہ بات بھی نہیں کہ وہ خود اس بات سے واقف نہیں ہوتا وہ جانتا ہوتا ہے یعنی وہ خود اپنے اس طرز عمل سے واقف ہوتا ہے لیکن ایسا اپنے نفس کی خاطر کرتا ہے اس لیے کرتا ہے کہ لوگ اس کی عزت کریں اسے ایماندار سمجھیں اور اس پر اعتماد کریں یعنی وہ

Marfat.com

دھوکہ دے رہا ہوتا ہے مخلوق خدا کو مثلاً" انسان اس نیت سے اللہ کی عبادت کرے کہ لوگوں میں اس کا عبادت گزار ہونا مشہور ہوجائے نیکی اس لیے کرے کہ نیکی مشہور ہوجائے اور لوگ (یعنی مخلوق خدا) اس کو نیک سمجھتے ہوئے اس پر بھروسہ کرنا شروع کردیں اس کی تعریف کریں اس کی تعظیم کریں اور اگر ہوسکے تو اس نیکو کاری کی شہرت کی بدولت وہ دنیاوی فائدہ حاصل کرسکے۔ یعنی اپنے طرز عمل سے لوگوں کو ورغلا کر دھوکہ دے رہا ہوتا ہے ایسا طرز عمل اللہ کو بالکل پسند نہیں ہے بیان کی گئی آیات مبارکہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ یہ ہی فرمارہے ہیں ایسے لوگوں کے لیے تباہی و بربادی ہے جو ریاکاری کرتے ہیں جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں یعنی نماز پڑھتے تو ہیں لیکن سستی اور کاہلی سے دل میں لگن نہیں ہوتی اللہ کا خوف نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ میں نے اللہ کا فرض یا حکم بجا لانا ہے بلکہ وہ تو اس ڈر سے پڑھتے ہیں کہ نہ پڑھی مسجد میں نہ گئے تو لوگ بے نمازی کہیں گے یعنی اللہ کا نہیں بندوں کا خوف ہوتا ہے اور بنا بنایا کھیل ختم ہوجائے گا یعنی پرہیز گاری کا ڈھونگ جو رچایا ہوا ہے وہ ختم ہوجائے گا اسی لیے ان میں سستی اور کاہلی ہوتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو بھی ریاکار ہی کہا ہے جو اول تو اپنی معمولی سے معمولی چیز بھی اللہ کی راہ میں دیتے ہوئے گھبراتے ہیں اور جب دیتے ہیں تو وہ بھی محض دکھلاوے کے لیے دنیا والوں کو خوش کرنے کی غرض سے اور پھر سمجھتے ہیں کہ ہم نے نیک کام کیا حالانکہ وہ خود اس بات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں کہ دی جانے والی چیز انہوں نے اللہ کے لیے نہیں بلکہ دنیا کو دکھلاوے اور خوش کرنے کو دی ہے مگر نام اللہ ہی کا لیتے ہیں کہ ہم راہ خدا

Marfat.com

میں خرچ کررہے ہیں جب کہ ایسے لوگ نہ تو اللہ پر یقین رکھتے ہیں اور نہ ہی آخرت پر اگر ان کا اللہ پر یقین ہوتا تو وہ صرف اللہ کے لیے ہر عمل خلوص نیت سے کرتے اور سمجھتے کہ ایک دن یعنی آخرت میں ہمیں اس نیکی کا صلہ ضرور مالک کائنات عطا فرمائیں گے لیکن ان نے تو ہزاروں وعدوں کے باوجود ہزار یقین دہانیوں کے باوجود دنیا والوں ہی سے صلہ لینا منظور کیا صرف اس شکل میں کہ وہ ان کو نیک کہیں پرہیزگار کہیں سخی کہیں واہ واہ کریں اور یہ ہی ریاکاری ہے اور ریاکاری سے کی ہوئی کوئی بھی نیکی اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی ایسی نیکی اس شخص کے کسی کام نہیں آئے گی کیونکہ وہ تو اس کا صلہ دنیا میں ہی واہ واہ کی صورت میں پاچکا پھر وہ چاہتا بھی یہ ہی تھا گو ظاہری طور پر نہیں مگر دل میں تو واہ واہ کی خواہش تھی اگر آخرت میں صلہ کی خواہش ہوئی تو نیکی بھی صرف ہمارے لیے کرتا اس کا یہ فعل اللہ سے کیسے چھپے گا وہ تو دلوں کے بھید جاننے والا ہے دنیا کو تو دھوکہ دے چکا لیکن اللہ تو جانتا ہے اس کی نیت کو جناب علیؓ کا فرمان مبارک ہے کہ ریاکاری کی تین علامتیں ہیں۔

(۱) عبادات کے معاملہ میں جب تنہا ہو تو سست ہو

(۲) جب لوگوں کے ساتھ ہو تو دلچسپی لے اور لگن کا مظاہرہ کرے

(۳) اگر کوئی تعریف کردے تو نیکی زیادہ کرے اور نہ کرے تو نیکی ہی سے کنارہ کش ہوجائے

اسی بات کا تذکرہ قرآن میں ہوا ہے کہ وہ لوگ جو دکھلاوے کے لیے مال خرچ کرتے ہیں درحقیقت اللہ پر ایمان نہیں رکھتے اور نہ ہی آخرت پر یقین

Marfat.com

رکھتے ہیں اگر اکھٹے ہوں تو کبھی بھی ایسا نہ کریں ایسے لوگ تو شیطان کے رفیق (یعنی دوست) ہوتے ہیں ان کو شیطان کی رفاقت میسر ہوتی ہے اسی لیے اللہ ان کو پسند نہیں فرماتے۔

قرآن مقدس میں ایسے کئی احکامات موجود ہیں جن کے ذریعہ ریاکاری سے انسانوں کو منع فرمایا گیا ہے اور واضح الفاظ میں بتایا گیا ہے کہ دیکھو ایسے اعمال کا کوئی فائدہ تمہیں نہیں ہوگا کیونکہ ایسے اعمال کا آخرت میں کوئی صلہ اور اجر نہیں ملے گا ایسے اعمال تو اللہ کے ہاں قابل قبول ہی نہیں ہیں وہاں اگر صلہ چاہتے ہیں تو اعمال خلوص نیت سے صرف اللہ کے لیے کرو اللہ ہی سے صلہ چاہو اللہ ضرور تمہیں اس کا اجر دے گا۔

ریاکار کو کبھی شیطان کا دوست کہا گیا اور کبھی منافق کی نشانی بتایا گیا کیونکہ منافق بھی تو یہ ہی کچھ کرتا ہے اس کا بھی تو ظاہر اور باطن ایک نہیں ہوتا وہ کہتا ہے کہ میں اللہ پر ایمان لے آیا مگر درحقیقت وہ ایمان نہیں لاتا زبان سے اقرار ہوتا ہے دل میں انکار ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہوں جب کہ اس کا مقصد صرف دنیاوی نمود ونمائش اور دنیا کی واہ واہ ہوتا ہے وہ ایسا کر کے دنیا کو دھوکہ دے رہا ہوتا ہے حالانکہ وہ خود دھوکہ میں ہوتا ہے کیونکہ اللہ تو سب حالات سے باخبر ہے اس کے ظاہر سے بھی اس کے باطن سے بھی ایسے شخص کے طرز عمل کو اللہ خوب سمجھتا ہے کہ یہ سب کیوں اور کس کے لیے کررہا ہے۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ دہی کر رہے ہوتے ہیں، حالانکہ اللہ ہی نے

Marfat.com

ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے جب یہ نماز کے لیے اٹھتے ہیں تو کسماتے ہیں اور محض دکھلاوے کے لیے اٹھتے ہیں اور خدا کو کم ہی یاد کرتے ہیں (سورہ النساء)

دھوکہ وہ انسان (ریاکار انسان) یقیناً" ایسا ہی کرتا ہے کہ دل تو نہیں کرتا نیکی کرنے کو مگر یہ سوچ کر کہ دنیا کیا کہے گی نیکی کرتے ہیں محض دکھلاوے کے لیے دنیا ہی کو خوش کرنے کے لیے حقیقت میں یہ لوگ اللہ کو کب یاد کرتے ہیں ایسا سب تو صرف ظاہر کیا جاتا ہے ایسے لوگ تو صرف ظاہر کرتے ہیں کہ ہم تمام احکامات خداوندی کی بجا آوری کرنے والے ہیں تعلیمات اسلام پر عمل کرنے والے ہیں مگر نہیں کرتے جھوٹ بولتے ہیں کم تولنا ان کی عادت ہوتی ہے ناجائز مال کھاتے ہیں ممنوع چیزوں کا استعمال کرتے ہیں کونسا ایسا کام ہے جو منع ہو اور وہ نہ کرتے ہوں یہ منافقت نہیں ہے تو اور کیا ہے دین سے فریب نہیں تو کیا ہے دھوکہ نہیں ہے تو اور کیا ہے لیکن ظاہر خود کو پرہیز گار ہی کرتے پھرتے ہیں۔

جو شخص تعلیمات اسلام پر عمل نہیں کرتا اور مانتا ہے کہ میں مجرم ہوں گناہ گار ہوں اس کو تو سمجھایا جاسکتا ہے کہ توبہ کرلو اللہ سے شرمساری محسوس کرتے ہوئے آئندہ ان گناہوں سے بچنے کا وعدہ کرلو اللہ معاف کرنے والا ہے لیکن جو عمل بھی کرتا ہے اور اللہ کو چھوڑ کر دنیاوی نمودونمائش کے لیے کرتا ہے اور ظاہر کرتا ہے کہ اللہ کے لیے ہے ایسے فریبی شخص کو کون سمجھائے کہ پہلے اپنی نیت تو ٹھیک کرلو مگر ایسا شخص کہاں سمجھے گا کیونکہ وہ تو خود جانتا ہے کہ میں ریاکاری کررہا ہوں دھوکہ دے رہا ہوں درحقیقت اس کو

Marfat.com

یہ ہی دنیا عزیز ہوتی ہے اور آخرت سے لاپروا ہوچکاہوتا ہے وہ دنیا کو آخرت پر فوقیت دے رہا ہوتا ہے۔

اللہ چاہتا ہے کہ صرف اللہ کی عبادت کرو کسی کو اس کا شریک مت ٹھہراؤاسی کی رضا کے لیے نیک اعمال کرو اسی سے صلہ چاہو اور دنیاوی دکھلاوے کو اپنا مقصود نہ بناؤ مفاد پرستی کے لیے ایسا نہ کرو شیطانی دھوکہ سے باز رہو۔

ارشاد خداوندی ہے۔

پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے (سورہ الکہف)

انسان کو ریاکاری سے بچانے کے لیے قرآن کیسے کیسے دلنشین طریقے اختیار کرتا ہے کہا جارہا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے پالنے والے سے ملاقات کا طالب ہو تو اس کو چاہیے کہ اعمال صالح کرے اور کسی کو اللہ کا شریک نہ بنائے۔

غور کیجئے دو ٹوک الفاظ میں بندے کو اپنے پالنے والے سے تعلق قائم کرنے اور ملاقات کے طریقے سے آگاہ کیا جارہا ہے یعنی بندگی کرو اور اس میں کسی کو شریک نہ کرو۔ یہ بندگی ہوکیسے سکتی ہے جس میں کسی کو اللہ کے ساتھ شریک کرنے سے روکا جارہاہے بندگی کا مطلب ہے اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ کے سپرد کردینا یعنی جو نیک عمل بھی کرو صرف اللہ کے لیے کرو۔ آپ نماز پڑھ رہے ہوں تو یہ سوچ کر کہ یہ اللہ کا حکم ہے روزہ رکھ رہے ہیں پھر بھی نیت یہ ہی ہو کہ حکم خداوندی کی پیروی کررہا ہوں زکوۃ دو تو اللہ کو خوش

کرنے کے لیے اسی کی رضا کے لیے اسی کا حکم سمجھ کر یعنی ہر نیک کام جو آپ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں وہ کام خلوص نیت کے ساتھ صرف اور صرف اللہ کے لیے کیا جائے تو ایسا کرنا بندگی کہلائے گا حقوق العباد کا خیال رکھنا والدین کے ساتھ حسن سلوک خیرات و صدقات غرباء کی مالی امداد دوسروں کا احترام یہ سب بندگی کے ہی طریقے ہیں اگر یہ سب کچھ یہ سمجھ کر کیا جائے کہ یہ میرے اللہ کا حکم ہے اور میں اس کے حکم کی بجا آوری میں یہ کام کر رہا ہوں اسی کی رضا کے حصول کے لیے کر رہا ہوں میں یہ سب نیک اعمال جو یقیناً" نیک اعمال ہی ہیں اپنے پروردگار کو راضی کرنے کے لیے کر رہا ہوں اور اگر ایسا سب کچھ دکھلائے کے لیے کیا جا رہا ہو یا کیا گیا ہو تو یہ بندگی نہیں ریاکاری ہوگا کیونکہ دکھلاوا دنیا کے لیے کیا جاتا ہے اور ایسا کام جو انسان کہے کہ میں تو یہ اللہ کے لیے کر رہا ہوں اور نیت یہ ہو کہ دنیا خوش ہو جائے تو یہ شریک کرنا ہوتا ہے اور یہ منشاء خداوندی ہے کہ جب کوئی نیک عمل کرو تو خالصتاً" میرے لیے کرو ظاہری طور پر بھی باطنی طور پر اور اگر ظاہری طور پر اللہ کا نام اور باطن میں نیت دنیاوالوں کو خوش کرنا ہو تو یہ دوغلا پن یعنی ریاکاری ہے اور اللہ کو کبھی بھی پسند نہیں ہے اگر دنیا کو راضی کرنا مقصود ہو تو ایسا سب کچھ کرنا ہی اللہ کے ہاں بے سود ہوگا کیونکہ کسی اعمال کا اجر نہیں ملے گا ریا کار کو دنیا میں تو شہرت مل جاتی ہے عزت مل جاتی ہے جس کا وہ طالب ہوتا ہے مگر آخرت میں ذلت اور رسوائی سے واسطہ پڑے گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو آدمی شہرت کے لیے نیک کام کرے گا (روز قیامت سب کے سامنے) اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو

Marfat.com

بدنام اور رسوا کریں گے اور جو آدمی دکھلاوے کے لیے نیک اعمال کرے گا (روز قیامت سب کے سامنے) اس کی حقیقت کا پردہ فاش کریں گے کتنے افسوس کی بات ہے کہ ریا کار شخص نے کیا سب کچھ مگر حاصل کچھ نہیں ہوا اور آخرت میں ہر نعمت سے محروم ہوگیا۔

ایسے شخص کو دنیاوی چند لمحوں کی زندگی میں واہ واہ تو حاصل ہوگئی مگر آخرت میں ہاتھ خالی رہا ہر اجر اور صلہ سے محروم رہا چند لوگوں سے تو عزت کروالی مگر روز محشر لاتعداد مخلوق کے سامنے ذلت اور رسوائی مول لے لی چند لوگوں کے سامنے بنایا ہوا جھوٹا وقار لاتعداد لوگوں کے سامنے ختم ہوگیا سب کے سامنے حقیقت کھل گئی کہ یہ شخص تو ریاکار تھا دھوکہ باز تھا میری مخلوق کو دھوکہ دے رہا تھا کیا عزت رہ جائے گی ریا کار شخص کی خدارا! اگر حقیقی عزت چاہیے تو حقیقی مالک اللہ کے بتائے ہوئے راستوں پر چلیں صرف اللہ کی رضا کی خاطر نیک اعمال کریں اپنا ظاہر اور باطن ایک رکھیں اور شیطان سے دوستی نہ کریں ریا کار درحقیقت شیطان کا ہی دوست ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے۔

جس آدمی نے دکھلاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا جس نے دکھلاوے کا روزہ رکھا اس نے شرک کیا جس نے دکھلاوے کا صدقہ کیا اس نے بھی شرک کیا اس فعل پر یعنی ریاکاری کی برائی کا اندازہ آپ لوگ خود کریں جس کی وجہ سے نماز جیسی عبادت بھی شرک روزہ جیسی عبادت بھی شرک اور صدقہ بھی شرک ٹھہرا۔

ایسا کیوں ہو صرف اس لیے ایسے شخص نے یہ سب کچھ اللہ کے لیے نہیں

Marfat.com

دنیاکے دکھلاوے کے لیے کیا تھا اور دکھلاوے کے لیے کیے گئے اعمال کی مقبولیت نہیں ہوتی اللہ صرف ایسے اعمال قبول کرتا ہے جو صرف اسی کے لیے کیے جائیں جن اعمال میں ریا کاری شامل ہو ان کی مقبولیت مشکوک ہو جاتی ہے خواہ وہ کتنے ہی اعلیٰ کیوں نہ ہوں۔

سب کچھ ہوا مٹی میں مل جاتا ہے صرف نیت کی خرابی کی وجہ سے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے جو ان تمام باتوں کا مکمل احاطہ کرتی ہے روز قیامت جس آدمی کے خلاف پہلا فیصلہ ہوگا وہ ایک شہید ہوگا جسے اللہ کی جناب میں پیش کیا جائے گا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی تمام نعمتیں اور احسانات یاد اس کو دلائیں گے وہ ان نعمتوں اور احسانات کا اقرار کرے گا اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کا حق کیسے ادا کیا وہ کہے گا میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا اللہ فرمائیں گے تم جھوٹ بول رہے ہو تم نے صرف اس لیے کیا کہ لوگ تمہیں بہادر کہہ کر پکاریں اور وہ دنیا میں کہا جاچکا اب مجھ سے کیا چاہتے ہو پھر اس آدمی کے بارے میں فیصلہ ہوگا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

پھر ایک آدمی اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا جس نے علم سیکھا اور سیکھایا ہوگا قرآن پڑھا ہوگا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں اور احسانات یاد دلائیں گے وہ ان نعمتوں اور احسانات کا اقرار کرے گا اللہ دریافت فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کا حق کیسے ادا کیا وہ عرض کرے گا میں نے علم سیکھا دوسرں کو سکھلایا اور تیرے لیے قرآن کی خدمت کی اللہ فرمائیں گے تم جھوٹ بول

رہے ہو تم نے علم صرف اس لیے سیکھا کہ عالم کہلاؤ عالم کی حیثیت سے شہرت پاؤ اور یہ شہرت اور نام تمہیں دنیا میں مل چکا ہے اس کے بعد اس شخص کے بارے میں فیصلہ ہوگا اور اسے گھسیٹ کر منہ کے بل آگ میں پھینک دیا جائے گا ایک اور شخص کو اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا جو خاصہ مالدار تھا اللہ نے اس کو ہر طرح کا مال عطا فرمایا تھا اللہ اس کو اپنے تمام احسانات یاد دلائیں گے تو وہ ان نعمتوں اور احسانات کا اقرار کرے گا اللہ تعالیٰ دریافت فرمائیں گے تو نے ان نعمتوں کا حق کس طرح ادا کیا وہ شخص جواب دے گا میں نے تیری راہ میں خرچ کیا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم جھوٹ بول رہے ہو تم نے ایسا اس لیے کیا کہ تمہیں سخی کے نام سے شہرت ملے اور یہ شہرت تم پاچکے پھر اس کے بارے میں فیصلہ ہوگا اور منہ کے بل گھسیٹ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

یہ حدیث مبارکہ ریاکار شخص کے انجام اور دنیاوی دکھلائے کے لیے کیے جانے والے اعمال کا انجام انسانوں پر ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص ایسا کرنے سے باز نہیں آتا اور خالصتاً اللہ کے لیے اعمال نہیں کرتا تو پھر وہ اپنے ایمان کی فکر کرے اپنی عقل کا ماتم کرے۔

دعا ہیں اللہ سب کو ریاکاری دنیاوی شہرت اور دکھلاوے سے محفوظ رکھیں۔
آمین

Marfat.com

توبہ کا مفہوم اور اہمیت

توبہ کا مفہوم اور اہمیت

توبہ کے معنی ہیں پلٹنا' رجوع کرنا' انسان جب جذبات و خواہشات کی گم راہی میں مبتلا ہو کر گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتا ہے تو ایسا انسان خدا سے دور ہوجاتا ہے اور جب کبھی وہ اپنی غلطی یا اپنے گناہ پر شرمندہ ہو کر اور آئندہ کے لیے اس سے بچنے کا دل میں عہد کرکے اللہ سے رجوع کرتا ہے تو وہ توبہ کرنے والا ہوتا ہے توبہ ان گناہوں کو دوبارہ نہ کرنے کا عہد ہے اور معافی کا نام ہے جن کی وجہ سے وہ اپنے خالق اور مالک سے دور ہوگیا تھا۔

توبہ مسلمانوں کا سرمایہ ہے مومنوں کی امتیازی خوبی ہی یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ توبہ کرنے والے ہوتے ہیں انسان کو رحمت خداوندی سے مایوس کبھی بھی نہیں ہونا چاہیے۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

اپنے پروردگار سے مغفرت چاہو اور اس کے آگے توبہ کرو بلاشبہ رب بڑا رحم فرمانے والا ہے اور بہت ہی محبت کرنے والا ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ خود اپنے اوصاف بیان فرمارہے ہیں کہ رب تو بہت ہی رحیم و کریم ہے اپنی مخلوق سے بے پناہ محبت کرنے والا ہے اس سے توبہ کے

Marfat.com

ذریعہ مغفرت چاہو وہ ضرور تمہیں معاف فرمادے گا خدائے بزرگ و برتر نے کہیں بھی اپنے برگزیدہ بندہ کی یہ نشانی نہیں بتائی کہ ان سے گناہ نہیں ہوتے انسان کو کبھی بھی کوتاہیوں اور غلطیوں سے پاک بیان نہیں کیا گیا یہ تو ہے ہی خطاؤں کا پتلا لیکن مومنوں سے جب گناہ سرزد ہوتے ہیں تو وہ اپنے ان گناہوں پر اسرار نہیں کرتے یعنی ان پر ڈٹے نہیں رہتے بلکہ شرمساری سے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے اپنے پالنے والے سے مغفرت طلب کرتے ہیں کہ اے میرے پالنے والے مجھ سے یہ گناہ ہوگیا ہے میں شرمندہ ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں مجھے معاف فرمادے وہ خود کو ان گناہوں سے پاک کرنے کے لیے بے قرار ہوتے ہیں اپنے گناہوں پر اترانا ڈھینگیں مارنا شیطان کے ساتھیوں کا کام ہے اللہ پر ایمان رکھنے والے یوم آخرت پہ ایمان رکھنے والے تو فورا" اپنے رب سے معافی مانگنے والے ہوتے ہیں۔

انسان جب انکساری کے ساتھ شرمندگی کے پسینے میں ڈوبے ہوئے اپنے رب سے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے معافی طلب کر رہا ہوتا ہے تو اللہ تبارک تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف فرمادیتے ہیں انسان کو توبہ قبول ہونے یا نہ ہونے کی فکر نہیں کرنا چاہیے یہ انسانی فکر کی بہت بڑی گمراہی ہے اور شیطانی وسوسہ بھی انسان کو تو بس اللہ سے توبہ کرتے رہنا چاہیے توبہ ایک ایسا سرمایہ ہے کہ جس کے پاس بھی ہو وہ امیر ترین انسان ہے قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور اگر کبھی ان سے کوئی فحش کام سرزد ہوجاتا ہے یا وہ اپنے اوپر کبھی زیادتی کربیٹھتے ہیں تو فورا" انہیں خدا یاد آجاتا ہے اور وہ اس سے اپنے

Marfat.com

گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور خدا کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کرسکتا ہے اور وہ جانتے بوجھتے اپنے کیے پر ہرگز اصرار نہیں کرتے (سوہ الاعراف)

پروردگار عالم کو یہ بات انتہائی پسند ہے کہ اس کے بندے اس سے توبہ کرتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں اوقات سحر میں خدا کے حضور رونا اللہ کو بہت پسند ہے وہ بار بار مومنوں کو توبہ کرتے رہنے کی تلقین فرماتا ہے اور اپنے بندوں کو اس بات کا بھی یقین دلاتا ہے کہ تمہارا خدا یقیناً" تمہارے گناہوں پر عفو و درگزر کا پردہ ڈال دے گا کیونکہ اس کو اپنی یہ مخلوق بہت ہی پیاری ہے۔

سورہ الشواری میں ارشاد ہوتا ہے۔

اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی دعا قبول کرتا ہے اور ان کی خطاؤں کو معاف فرماتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

انسان جب اس امر سے واقف ہے (یعنی مسلمان) کہ اللہ پروردگار عالم میرے تمام اعمال سے واقف ہے خواہ میں وہ ظاہری طور پر کھلم کھلا کروں یا چھپ کر کروں تو یہ بات بھی سمجھ لینا چاہیے کہ فلاح پانے کا واحد ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے اللہ کی طرح رجوع کرنا اسی سے مغفرت طلب کرنا توبہ اور استغفار کرتے رہنا کیونکہ اگر انسان اس راستہ سے بھٹک گیا تو پھر اس کو کبھی بھی منزل نصیب نہیں ہوگی اگر اس دروازہ سے دھتکار دیا گیا تو پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ذلیل و رسوا ہوجائے گا اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ یہ ہی دروازہ کھٹکھائے اسی سے سوال کرے اسی سے اپنے گناہوں کی

مغفرت طلب کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لوگوں! خدا سے اپنے گناہوں کی معافی چاہو اور اس کی طرف پلٹ آؤ مجھے دیکھو میں دن میں سو سو بار خدا سے مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

ایک بات اور جو وضاحت طلب ہے وہ یہ ہے کہ مغفرت طلب کرنا صرف گنگاروں کا کام ہی نہیں ہے ہر شخص خواہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو کتنا ہی احکامات خداوندی پر عمل کرنے والا کیوں نہ ہو آخر انسان ہے اس کا محتاج ہے اس کی مخلوق ہے اس لیے چاہیے کہ اللہ سے مغفرت طلب کرتا رہے مغفرت طلب کرنے کے لیے گنہگار ہونے یا نہ ہونے کی شرط نہیں بلکہ مغفرت طلب کرتے رہنا ہر مومن کا خاص وصف ہوتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ میں خود سو سو بار اپنے رب سے مغفرت طلب کرتا رہتا ہوں حالانکہ آپؐ تو دنیا کے لیے ایک عملی نمونہ بن کر آئے تھے آپؐ کی زندگی مبارک کا ہر شعبہ تمام روئے زمین کے انسانوں کے لیے بہترین نمونہ کا درجہ رکھتا ہے اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ ہمیشہ اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرتے رہیں کیونکہ مغفرت طلب کرنا عاجزی کی نشانی ہے اور انسان جتنا اللہ کے حضور عاجزی کرے گا اس کا مرتبہ اتنا ہی بلند ہوتا چلا جائے گا۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر زیادتی کر بیٹھے ہو خدا کی رحمت سے ہر گز مایوس نہ ہونا یقیناً" خدا تمہارے سارے کے سارے گناہ معاف فرمادے

Marfat.com

گا۔

وہ بہت ہی معاف کرنے والا ہے اور بڑی ہی مہربان ہے اور تم اپنے رب کی طرف پھر جاؤ اور اس کی فرمانبرداری بجا لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر کوئی عذاب آ پڑے (سورہ الزمر)

اللہ تبارک و تعالیٰ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمارہے ہیں کہ ایسا ممکن نہیں ہے کہ تم گناہوں سے بالکل پاک صاف زندگی گزارو اس لیے اگر تم سے کوئی زیادتی سرزد ہوگئی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم مایوس ہو جاؤ کہ اللہ اب تو معاف نہیں فرمائیں گے یقیناً" خدا تمہارے گناہ معاف فرمادے گا کیونکہ وہ سب سے زیادہ مہربان اور رحیم و کریم ہے بشرطیکہ تم اس کے عذاب آنے سے پہلے اس سے رجوع کرو یعنی توبہ کرتے ہوئے اس سے مغفرت طلب کرلو اس لیے زندگی کے کسی بھی حصہ میں انسان جب بھی اپنے گناہوں سے شرم سار ہو کر ندامت محسوس کرے تو اسے چاہیے کہ فوراً" بارگاہ خداوندی میں گڑگڑا کر معافی کا درخواست گزار ہو اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اسے اس کو بھی اللہ کی رحمت سمجھنا چاہیے کہ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے یعنی وہ زندہ ہے اور اس کی سانسیں ابھی چل رہی ہیں کیونکہ توبہ اسی وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک سانسیں چلتی رہتی ہیں جب آخری وقت آپہنچے تو توبہ کا دروازہ بند کردیا جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان ہے۔

خدا اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے مگر سانس اکھڑنے سے پہلے پہلے○

حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ ہمارے لیے ایک مثال کی حیثیت رکھتا

ہے کہ ان کے بھائیوں نے ان کے ساتھ کیسا ناروا سلوک کیا تھا اور اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام کو غلط یقین دلا کر کتنا بڑا گناہ کیا تھا لیکن کئی سال گزر جانے کے بعد ان کو اپنے اس گناہ عظیم کا احساس ہوا تو انہوں نے شرمسار ہو کر اپنے والد گرامی سے التجا کی تھی کہ ہمیں معاف فرما کر خدا سے دعا کیجئے کہ وہ بھی ہمارا گناہ معاف فرمادے یعقوب علیہ السلام نے ان کو مایوس نہیں کیا تھا کہ اتنے بڑے گناہ کی معافی کیسے مل سکتی ہے اور وہ بھی اتنے سال گزر جانے کے بعد بلکہ ان سے وعدہ فرمایا کہ میں اپنے پروردگار سے دعائے مغفرت کروں گا اور یقین دلایا کہ مجھے امید ہے کہ میرا رب ضرور تمہیں معاف کردے گا۔

قرآن مقدس میں یہ واقعہ یوں بیان ہوتا ہے۔

ان سب نے کہا اے ابا جان! ہمارے گناہوں کی بخشش کے لیے دعا کیجئے ہم بڑے خطا کار تھے (سورہ یوسف)

سورہ یوسف میں ہی پھر ارشاد ہوتا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا میں اپنے رب سے تمہارے لیے ضرور معافی کی دعا کروں گا یقیناً" وہ بڑا ہی معاف کرنے والا اور انتہائی رحم فرمانے والا ہے۔

اس واقعہ سے جو قرآن مقدس میں بیان کیا گیا ہے کہ جرم خواہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اور کئے ہوئے کو بھی کتنا ہی عرصہ کیوں نہ گزر گیا ہو یہ نہیں کرنا چاہیے کہ اب معافی کیا مانگنی بلکہ نہایت شرمساری سے اپنے اللہ سے رجوع کرنا چاہیے کہ اے پروردگار میں گنگار ہوں میرے گناہ معاف فرمادے کبھی بھی

Marfat.com

مایوس نہیں ہونا چاہیے ہمیشہ امید کا دامن تھامے رہنا چاہیے ویسے بھی مایوسی کو کفر سے تشبیہ دی گئی ہے یقیناً" پروردگار عالم بہت مہربان رحم کرنے والا اور گناہوں پر پردہ ڈالنے والا اور معاف کرنے والا ہے انسانوں کو اسی سے پناہ طلب کرنا چاہیے خدانخواستہ اگر آپ اس کو چھوڑ کر کسی اور سے پناہ طلب کریں گے تو کوئی بھی آپ کو پناہ نہیں دے گا اور ذلت و رسوائی آپ کا مقدر بن جائے گی اور ہمیشہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتے رہیں گے اس سے پہلے کہ فرشتہ اجل ہمارے سروں پر آموجود ہو ہمیں فوراً" اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر اللہ کے حضور گڑگڑا کر معافی مانگنی چاہیے اور توبہ کرنا چاہیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

خدا رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ جس شخص نے دن میں گناہ کیا وہ رات میں خدا کی طرف پلٹ آئے اور دن میں وہ اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات میں اگر کسی نے کوئی گناہ کیا ہے تو وہ دن میں اپنے رب کی طرف پلٹ آئے اور گناہوں کی معافی مانگ لے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔ مراد اس حدیث مبارکہ سے یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالٰی اپنے گنہگار بندوں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور ان کے گناہوں کو اپنی رحمت کی چادر سے ڈھانپنا چاہتا ہے کیونکہ پروردگار عالم چاہتا ہے کہ اگر بندے نے کسی وقتی جذبہ سے مغلوب ہو کر کوئی گناہ کر ہی لیا ہے تو یہ سلسلہ جاری نہ رہے اور وہ شخص جس سے گناہ کا ارتکاب ہوا ہے جلدی اپنے رب کی طرف رجوع کرے اور توبہ کرے مغفرت طلب کرے۔

کیونکہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو ممکن ہے وہ شیطان کے چنگل میں پھنس

Marfat.com

جائے اور پھر گناہ در گناہ کا سلسلہ شروع ہو جائے کیونکہ شیطان تو ہمیشہ سے ہی انسان کو گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے اور اگر ایک دفعہ یہ سلسلہ چل نکلا تو پھر تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہ ہو گا۔

ارشاد خداوندی ہے کہ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے قلوب پر ان کے برے کرتوتوں کا زنگ چڑھ گیا ہے۔

کیونکہ انسان جب گناہ در گناہ کرتا چلا جاتا ہے تو آہستہ آہستہ اس کا دل مکمل طور پر خدا کی یاد سے دور ہو جاتا ہے مکمل طور پر انسان اللہ سے غافل ہو جاتا ہے اسی حالت کو دلوں پر قفل لگائے جانے سے تعبیر کیا گیا ہے کیونکہ ایسے دل جو مردہ ہو چکے ہوں وہ فلاح نہیں پاتے وہ گناہوں کی دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ جو گنہگار اپنے گناہوں پر نادم ہو کر توبہ کر لیتے ہیں وہ کبھی حقیر نہیں ہوتے بلکہ خدا کے ہاں ان کی عزت میں اور اضافہ ہو جاتا ہے پروردگار عالم ایسے لوگوں سے خوش ہوتے ہیں جو اس کی طرف ندامت سے رجوع کرتے ہیں اپنے گناہوں کو قبول کر لینا بہت بڑی جرات کا کام ہوتا ہے وہ شخص یقیناً" اس قابل ہے کہ اس کی عزت کی جائے جو اپنے گناہوں کا اقرار بھی کرتا ہے اور پھر ندامت سے اپنے معبود حقیقی پروردگار عالم سے مغفرت کا طلبگار بن جاتا ہے خدا ایسے شخص کو ضرور معاف فرما دیتے ہیں اگر وہ شخص اپنی توبہ پر قائم رہے اور دوبارہ گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔

آخر میں ایک آیت بیان کر دوں جو ایسے ہی انسان کے بارے میں ہے جو توبہ کرتے ہیں اور پھر اس توبہ پر قائم بھی رہتے ہیں ان کے لیے کیسے انعامات کا وعدہ ہے۔

Marfat.com

اے مومنو! خدا کے آگے سچی اور خالص توبہ کرو امید ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے گناہوں کو تم سے دور فرمادے اور تمہیں ایسے باغوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اس دن خدا ان لوگوں کو جو ایمان لاکر اس کے ساتھ ہو رسوا نہ کرے گا (التحریم)

انسان جب بھی توبہ کرے سچے دل سے اور خلوص دل کے ساتھ کرے تاکہ اس کی زندگی پلٹ جائے اور وہ پہلے سا نہ لگے بلکہ اس میں پیدا ہونے والی تبدیلی خود بخود ظاہر ہو اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ دوبارہ نہ گناہ کرے گا اور نہ ہی گناہ کی طرف مائل ہوگا خدا ہمیں سچی اور خالص توبہ کی توفیق عطا فرمائے' آمین!

Marfat.com

امداد باہمی اور قرآن

معاشرتی زندگی، یعنی مل جل کر زندگی گزارنا انسان کی ضرورت ہے۔ تنہا انسان کے لئے اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنا انتہائی مشکل بلکہ ناممکن ہے اور اسی ناممکن-کو ممکن بنانے کے لئے مختلف شعبوں کو مختلف لوگوں میں تقسیم کرکے ایک دوسرے کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے معاشرہ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کے حقوق اور فرائض کا تعین بھی کرتے ہوئے ان کو اپنی اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا تاکہ کسی کو کسی سے کوئی شکوہ اور گلہ نہ ہو اور کاروبار حیات نہایت پر سکون ماحول میں چلتا رہے۔

معاشرہ میں سبھی لوگ برابر نہیں ہوتے کوئی آجر ہے تو کوئی غریب کوئی دولت مند اور صاحب ثروت ہے اور کوئی مسکین اور محتاج اب ظاہر ہے صاحب ثروت اور دولت مند انسان تو اپنی تمام ضروریات زندگی باآسانی پورا کر لیں گے لیکن غربا اور مساکین کے لئے ضروریات زندگی کی فراہمی اتنا آسان نہیں ہوتا۔ اس مشکل کا حل ہے کہ تمام انسان ایک دوسرے کی مدد کرنا اپنا معمول بنائیں اور جو بھی اس بات کی استطاعت رکھتا ہو وہ محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرتا رہے۔

Marfat.com

اللہ تبارک تعالیٰ نے جو تمام مخلوق کا خالق و مالک ہے اسی لئے مسلمانوں پر بلکہ تمام انسانوں پر ایک دوسرے کی موانست کو فرض قرار دے دیا۔ اس کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کرتے ہوئے اس باہمی دوستی یا باہمی امداد کے لئے بہترین اصول بھی مقرر فرما دیئے۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں معاونت (مدد) کرو لیکن ظلم اور گناہ میں ہرگز ساتھ نہ دو۔

کتنا جامع اصول بیان فرمایا ہے پروردگار عالم نے امداد باہمی کا کہ تمام نیک کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو یہ تم پر فرض ہے لیکن جہاں کہیں بھی کسی پر ظلم کیا جا رہا ہو۔ گناہ کا ارتکاب ہو رہا ہو وہاں مدد مت کرو۔

نیکی اور تقویٰ کے کام کیا ہیں؟۔ جن میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے نیکی اپنے اندر بہت وسیع مفہوم رکھتی ہے چھوٹے سے چھوٹا کام بھی نیکی کا ہی درجہ رکھتا ہے اگر وہ کام احکامات خداوندی کے تحت اور مخلوق کی بہتری کے لئے کیا جا رہا ہو۔ مثلاً" کوئی شخص بھوکا ہے کھانا کھلا دینا بھی نیکی ہے' کوئی محتاج آپ کی مدد کا ضرورت مند ہے اس کی ضرورت کو پورا کرنا بھی نیکی ہے لیکن یہ کام دنیاوی دکھلاوے اور ظاہری نمود و نمائش کے لئے نہیں ہونا چاہئے بلکہ خالصتاً" اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کیا جانا چاہئے وگرنہ اس کا دنیاوی فائدہ تو ہو گا لیکن آخرت کا اجر ضائع ہو جائے گا اور انسان کو دونوں جہانوں کی فکر کرنا چاہئے کہ دنیاوی فائدہ بھی حاصل ہو جائے اور آخرت کی زندگی میں اجر بھی حاصل ہو اور یہ اسی صورت میں ممکن

Marfat.com

ہے کہ ہر کام اللہ کا حکم سمجھ کر کیا جائے۔ اسی طرح کسی راستہ بھٹکے ہوئے شخص کو راستہ کی نشاندہی کرنا بھی نیکی ہے حتیٰ کہ راستے میں پڑا ہوا پتھر یا کانٹا اٹھا دینا بھی نیکی ہے کہ اس سے کسی انسان کو تکلیف نہ پہنچے ہر ایسا کام جس سے انسان کو فائدہ پہنچے انسان کی بھلائی کا پہلو نکلتا ہو نیکی ہی ہے۔ اور ایسے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنا مسلمانوں کے لئے انتہائی ضروری بلکہ فرض قرار دیا گیا ہے۔

اب دوسری صورت ہے باہمی مدد کی یعنی ایسے کام جن سے اجتماعی طور پر انسانوں کا فائدہ ممکن ہو۔ ملک و ملت کی بھلائی ممکن ہو۔ مسلمان پر مدد کرنا فرض ہے' کوئی بھی شخص جو کوئی بھی ایسا کرم کرنا چاہتا ہو جس سے انسانوں کی بھلائی اور فائدہ متوقع ہو ایسے کاموں میں باہمی امداد ضروری ہے۔ کسی بھی مسلمان پر لازم نہیں ہے کہ وہ ایسے کام سے اپنا دست تعاون کھینچ لے جس سے کسی کے انفرادی فائدہ کی امید ہو یا جس کام سے اجتماعی فائدے متوقع ہوں۔ ایسے تمام کاموں سے الگ تھلگ ہو کر بیٹھ جانا اور قطع تعلقی اختیار کر لینا ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ **مثلاً**" اگر کوئی شخص شفاخانہ کھولنا چاہتا ہے اور خود وہ اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا تو دوسرے صاحب ثروت مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس کام میں اس کی مدد کریں کیونکہ اس سے کسی خاص طبقہ یا فرد واحد کی بھلائی نہیں بلکہ تمام انسانوں کی اجتماعی طور پر بھلائی کی امید ہوتی ہے بلا امتیاز ہر کوئی اس سے استفادہ حاصل کر سکتا ہے۔ ہر شخص بیماری کی صورت میں وہاں سے طبی سہولتیں حاصل کر سکتا ہے۔

اسی طرح حصول علم کے لئے درسگاہ کا قیام ہے۔ بے سہارا بچوں اور

Marfat.com

بچیوں کے لئے' دارالشفقت کا قیام ہے جہاں ان بے سہارا بچے اور بچیوں کو پیار و محبت مل سکے ان کے طعام و قیام کا مکمل انتظام ہو انہیں زیور تعلیم سے آراستہ کرنے کا بندوبست ہو۔

اسی طریقہ پر اور بھی بہت سے کام ہو سکتے ہیں جن سے انسانوں کو فائدے پہنچا سکتے ہیں۔ اپنی مدد آپ کے تحت' یعنی مل جل کر کام کرنا اور اپنی سہولت کے لئے جد و جہد کرنا بھی امداد باہمی ہی کہلاتا ہے۔ یعنی کسی ناگہانی آفت سے مل جل کر مقابلہ کرنا' صفائی کا خیال رکھنا' مجبور اور بے کس بچیوں کی شادیوں کا انتظام کرنا امداد باہمی کے ہی زمرے میں آتا ہے اور تمام مسلمان ایسا کرنے کے پابند بھی ہیں۔ ہاں اگر مسلمانوں کو قطع تعلق کرنے اور مدد سے انکار کرنے کا حق ہے تو وہ گناہ اور ظلم کے کام ہیں۔ ان دونوں کاموں سے خود پروردگار عالم نے ان کو یعنی مسلمانوں کو منع فرمایا ہوا ہے کہ ظلم اور گناہ کے کاموں میں کسی کی مدد مت کرو۔

دنیا کا کوئی بھی دوسرا مذہب ایسی تعلیم اپنے ماننے والوں کو نہیں دیتا جیسی تعلیم اسلام اپنے ماننے والوں کو دیتا ہے تعلیمات اسلام کا بنیادی نظریہ ہی انسان کی فلاح و بہبود ہے۔ آج جو ہم طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار ہیں یہ سب تعلیمات اسلام سے انحراف کی وجہ سے ہے۔ ہم نے عمل کرنا چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہونا تو ایسے چاہئے کہ جہاں بھی کوئی ایسا کام ہو رہا ہو جس کام سے انسان کی بھلائی اور بہتری کی امید ہو ہم بغیر کسی کی ترغیب دلائے اس کام میں معاونت کریں کسی کو یاد دلانے اور کہنے کی نوبت ہی نہ آئے اور ہم اس معاونت کو اپنا فرض یعنی حکم خداوندی سمجھتے ہوئے ادا کریں اور اس کام میں

Marfat.com

دکھلاوا اور دنیاوی صلہ کی بھی امید نہیں رکھنی چاہئے بلکہ صرف اور صرف رضائے الٰہی کا حصول ہمارا مقصود ہونا چاہئے اور جہاں کہیں ظلم اور گناہ کا کام ہو رہا ہو۔ وہاں طاقت سے اس کو روکنے کی کوشش کریں لیکن ہم ایسا نہیں کرتے ہم دنیا کی مصلحتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے نظریں چرا کر گزر جاتے ہیں۔ جہاں اچھے کاموں میں دکھلاوا اچھا نہیں ہے اور اس کا کوئی اجر نہیں ہے ایسے ہی ظلم اور گناہ کو روکنے کی بجائے نظریں چرا کر گزر جانا بھی گناہ ہے اور ایسا کرنے والا بالکل اسی طرح ہے جیسا کہ ظلم اور گناہ کرنے والا۔

اللہ تبارک تعالیٰ ہمیں تمام غریبوں' محتاجوں' مساکین' یتیموں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ایسے تمام کاموں میں معاونت کرنے کی ہمت عطا فرمائے جن سے بنی نوع انسان کی بھلائی متوقع ہو سکتی ہے خواہ وہ بھلائی انفرادی ہو یا اجتماعی اور ایسے تمام کاموں سے ہمیں دور رکھے جن کے کرنے کو اللہ تبارک تعالیٰ ناپسند فرماتے ہیں (یعنی گناہ اور ظلم) ہمیں صرف اور صرف اپنی مرضی کے کاموں کے لئے مخصوص فرما لے اور ہمیں دنیا اور آخرت کی زندگی میں اپنی رحمتوں سے نوازے۔ آمین!

Marfat.com

مساوات اور قرآن

قرآن مقدس نے اپنی تعلیمات میں سب سے پہلے توحید پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اللہ تو صرف ایک ہی ہے جو تمام جہانوں کا پیدا کرنے والا ہے اور پالنے والا ہے اور اس کی ذات اور صفات دونوں صورتوں میں کوئی بھی اس کا شریک نہیں ہے وہ تنہا ہی مالک و خالق ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کروایا کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دینے کے بعد اس کا زبان سے اقرار کروایا اور قلب سے تصدیق کرنے کا حکم فرمایا اور پھر عام مساوات کا یوں اعلان فرمایا۔

اللہ نے تمام انسانوں کو ایک ہی فرد واحد سے پیدا کیا اور پھر ان کے جوڑے بنائے اس لئے تمام انسان انسانیت کی حیثیت سے برابر ہیں۔ گویا سب ایک ہی کنبہ کے افراد ہیں۔

اسلام نے نسلی یا مالی حیثیت سے کسی کو بھی کسی پر کسی بھی قسم کی فوقیت یا برتری نہیں دی۔ مسلمان کو مسلمان کا بازو اور بھائی قرار دیا تمام نسلی اور دیگر امتیازات کو ختم کر دیا۔ باقی رہنے دیا تو دین کا رشتہ اور اس رشتہ کے

ناطے سب کو برابر قرار دیا اور ایسا برابر کہ تم ایک ہی باپ اور ماں کی اولاد ہو۔ یعنی بھائی بھائی ہو لیکن پھر بھی امتیازات کا ہونا فطری چیز ہے۔ فطری طور پر ہر شخص برتری اور عظمت کا خواہاں ہوتا ہے اسلام نے اس کا حل بھی انسانوں کے سامنے پیش کیا ہوا ہے کہ امتیاز ہے اس کے لئے تمہیں خود جد و جہد کرنا ہو گی۔ اور یہ امتیاز ہے اپنے اعمالوں کا اپنی شرافت کا پرہیز گاری کا اپنے اخلاق کا خدا ترسی کا یعنی وہی انسان افضل و برتر ہو گا جو پرہیز گار ہو گا نیک ہو گا خدا ترس ہو گا۔ جس کے اخلاق اچھے ہوں' جو حقوق و فرائض کی ادائیگی میں جلدی کرنے والا ہو گا۔ وہی تم میں سے افضل ہو گا۔ امتیاز اسی کو حاصل ہو گا جس میں یہ خصوصیات ہوں گی اور ظاہر ہے یہ خصوصیات تم نے خود پیدا کرنی ہیں تمہیں خود اس کے لئے جد و جہد کرنا ہو گی۔

یہ خصوصیات ایسی ہیں کہ امیر و غریب کی کوئی قید نہیں' غریب سے غریب حتیٰ کہ غلام بھی اپنی زندگی کو قرآنی تعلیمات میں ڈھال کر زندگی بسر کرنے اور شریفانہ عادات پر عمل پیرا ہو کر اپنے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرے تو افضلیت کا سہرا خود بخود اس کے سر بندھ جائے گا۔ امتیاز خود بخود حاصل ہو جائے گا اگر وہ ان تمام خوبیوں کو اپنے اندر پیدا کرکے خود کو صالح اور متقی بنا لے تو کسی کو کہنے کی ضرورت نہیں۔ وہ اللہ کے نزدیک بھی معزز ہو گا اور عوام الناس بھی اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں گے۔ ضرورت ہے صرف اپنے اندر اوصاف حمیدہ پیدا کرنے کی۔

حضرت بلالؓ صرف غلام ہی تو تھے کوئی اعزاز حاصل نہ تھا ان کو۔ سیاہ فام تھے عزیز و اقارب بھی آپ کے نہیں تھے لیکن صرف اور صرف اپنی

Marfat.com

شرافت اور صالحیت اور اپنے نیک اعمال اور محبت رسولؐ کی بدولت کتنا بڑا اعزاز نصیب ہوا ان کو کہ آج ہم ان کا نام عزت سے لیتے ہیں یہ سب ان کی اپنی جدوجہد اور تعلیمات اسلام کا نتیجہ تھا اور ایسا کوئی بھی شخص کر سکتا ہے کوئی پابندی نہیں ہے کوئی شرط نہیں ہے۔ ہاں مگر صرف احکامات خداوندی کی پیروی کرنا ہو گی تعلیمات قرآن پر عمل کرنا ہو گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا ہو گا۔ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں ایسے شخص کو اعزازات حاصل ہوں گے۔ لیکن کسی نسبت، مالی اور خاندانی وجوہات کی بنا پر کسی کو کسی پر کوئی برتری حاصل نہیں ہے۔ اسلام نے تمام دنیاوی تفریق ختم کرکے ایک لڑی میں سب کو پرو دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اعزازات کو بھی رکھا لیکن شرط رکھی احکامات خداوندی کی پیروی کی تاکہ کسی کو شکایت نہ رہے کیونکہ اسلام کے دروازے تو ہر امیر و غریب کے لئے یکساں کھلے ہوئے ہیں کہ وہ جیسا چاہے اعزاز حاصل کرے لیکن اپنی محنت سے اپنے اعمال سے اور اللہ بہتر طور پر اعمالوں کو جاننے والا ہے۔

اخوت اور مساوات کی اسلامی تعلیم ایسی تعلیم ہے جو حوصلوں کو بلند رکھتی ہے اور آگے بڑھنے کا عزم پیدا کرتی ہے کیونکہ ہر شخص فطری طور پر اعزاز چاہتا ہے۔ اخوت اور مساوات کی تعلیم کے ذریعہ دل جوش عمل سے بھرے رہتے ہیں اور انسان کے اندر ولولہ اور سچا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور ارتقاء کا عمل نہیں رکتا اور انسان کمال حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے تاکہ وہ محترم اور معزز زندگی گزارے اور محترم اور معزز زندگی گزارنے کا طریقہ قرآن ہمیں بتا رہا ہے کہ یہ اوصاف پیدا کر لو تو تم محترم اور معزز ہو جاؤ گے۔ صرف اسی

Marfat.com

جہان فانی کی زندگی میں نہیں بلکہ آخرت کی زندگی میں بھی محترم و معزز بن جاؤ گے وہاں بھی اعزاز نصیب ہو گا تعلیمات قرآن پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہے کیونکہ تعلیمات قرآن پر عمل پیرا ہونے پر مالک کائنات انسان سے خوش ہو گا اور جس سے مالک کائنات خوش ہو جائے اس کو کس بات کا غم ہے۔ کس چیز کا اندیشہ ہے وہ محترم اور معزز ہے اس کے لئے انعامات ہی انعامات ہیں۔ رتبات ہی رتبات ہیں۔

اسی لئے قرآن نے سب انسانوں کو برابر قرار دیا کسی کو کسی پر افضل نہیں کیا مگر اس کو جس کے اعمال اچھے ہیں۔ جو پرہیز گار ہے' جو متقی ہے' جو اللہ سے ڈرنے والا ہے ان اوصاف کی بدولت ہی انسان کسی دوسرے انسان سے افضل ہو سکتا ہے لیکن عجب بات ہے کہ ان اوصاف کی بدولت جب انسان افضل ہو جاتا ہے تو اس میں اور زیادہ عجز و انکساری آ جاتی ہے۔ سب سے بلند ہو کر خود کو کمتر سمجھنا شروع کر دیتا ہے اور دوسروں کا احترام کرنا بھی سیکھ جاتا ہے۔ دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد پر مقدم رکھنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن ارتقا کا عمل جاری رہتا ہے۔ بلند درجات پا کر بھی اور بلندی کی طرف گامزن رہتا ہے اور یہ عمل کبھی بھی نہیں رکتا ہمیشہ جاری رہتا ہے کیونکہ یہ فطرتی امر ہے کہ انسان بہتر سے بہتر کی جستجو میں لگا رہتا ہے اور یہ ہی جستجو اس کو اللہ کے قریب سے قریب تر کر دیتی ہے۔

Marfat.com

ارتکاب گناہ کا اہم سبب ایمان کی کمزوری ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس کائنات ارضی پر زندگی گزرانے کے لیے تمام قونین وضع فرما کر انسان کو حکم دیا ہوا ہے کہ تم نے ان قوانین کی پابندی ہر حال میں کرنا ہے۔ ان قوانین کے اندر رہتے ہوئے زندگی کا سفر طے کرنا ہے لیکن انسان بہرحال انسان ہے بھٹک جاتا ہے اس کے اندر موجود شر کا مادہ جب بھی خیر کے مادے پر غالب آجاتاہے تو یہ اللہ و تبارک تعالیٰ کی دکھلائی ہوئی سیدھی راہ سے گمراہ ہوجاتا ہے اور غلطیوں کامرتکب ہونا شروع ہوجاتا ہے ان ہی غلطیوں اور کوتاہیوں کو گناہ کہا جاتاہے یعنی ایسے کام جن سے پروردگار عالم نے منع فرمایا ہو جب یہ ہی کام انسان کرتا ہے تو گناہ کا مرتکب ہوتاہے ہم مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ یہ دنیا امتحان کی جگہ ہے یعنی درالعمل ہے ہم جو کچھ بھی یہاں کرتے ہیں روز آخرت اس کا حساب ہوگا اور ویسا ہی صلہ ہمیں ملے گا جیسا ہم نے کیا ہوگا یعنی دنیا ایک کھیتی ہے اس میں جیسی فصل ہم بوئیں گے ویسی ہی روز جزا و سزا کاٹیں گے فصل اچھی ہوگی پھل اچھا ہوگا فصل خراب ہوگی تو پھل بھی خراب ہی ہوگا دنیا میں موجود تمام نعمتیں اللہ و تبارک و تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں ہم سے یہ پوچھاجائے گا کہ ان نعمتوں کا حق ہم نے

Marfat.com

کیسے ادا کیا کیا۔ہم نے ان کو جائز طریقے سے حاصل کیا اور فائدہ اٹھایا یا ناجائز ذرائع استعمال کیے۔؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسانوں کو اس کائنات ارضی پر بھیج کر ایک طرف تو ہماری رہنمائی اور ہدایت کا بھی بندوبست کیا اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انسان کی گمراہی کے بھی اسباب پیدا فرما کر ان دونوں میں سے انتخاب کا اختیار خود انسان کو دے دیا کہ جونسا راستہ چاہیے اختیار کر لے گمراہی کا یا ہدایت یافتہ لوگوں کا اب جو شخص اپنے پالنے والے اپنے خالق اور مالک کو یاد رکھے گا اس کی صفات کو یاد رکھے گی اللہ اور یوم آخرت پر جس کا ایمان پختہ ہوگا اور ڈرتا ہوگا تو یقیناً" وہ بھلائی کا راستہ ہی اختیار کرے گا ایسے شخص سے گناہوں کا ارتکاب کم ہی ہوتا ہے یا شائد کبھی نادانستگی میں کوئی جرم سرزد ہوجائے تو ایسی حالت میں چونکہ وہ خوف کھانے والا اور ڈرنے والا ہوتا ہے اس لیے وہ اپنے فعل پر شرمندہ ہو کر فورا" اپنے پالنے والے سے معافی کا درخواست گزار ہوتا ہے فورا" توبہ کرتا ہے لیکن اس کے برعکس جب کسی انسان کے دل سے اللہ کا خوف اور یوم حساب کی جواب دہی کا خوف ختم ہوجاتا ہے یا وقتی طور پر کمزور پڑ جاتا ہے تو اس انسان کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے اور اس حالت میں شیطان فورا" اس شخص پر قابض ہو کر اس کو اپنے دام میں پھنسا لیتا ہے یا پھر ایسا شخص اپنے نفس کے چنگل میں پھنس جاتاہے کیونکہ نفس ایمان کے کمزور لمحات میں ہی سر ابھارتا ہے اور یوں ایسا شخص گناہوں کا مرتکب ہونا شروع ہوجاتا ہے۔ اللہ کاخوف اور یوم آخرت کا خوف ہی مسلمانوں کوگناہوں کے ارتکاب سے روکتاہے یا یوں کہہ لیجئے ایمان کی پختگی ہی انسان کو گناہ سے

Marfat.com

روکتی ہے اس بات کا ایمان کہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور ایک دن ایسا آنے والا ہے جب تمام اعمالوں کا حساب ہوگا اب یہ ایمان یا یقین جتنا پختہ ہوگا انسان گناہوں سے اتنا ہی بچتا رہے گا کیونکہ وہ اللہ کے عذاب اور پکڑ سے واقف ہوتا ہے۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے۔

بندوں میں سے صرف علم رکھنے والے لوگ ہی اللہ سے ڈرتے ہیں (سورہ فاطر) جیسا کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ جو شخص بھی اللہ پر پختہ ایمان رکھتا ہوگا جس کو یہ علم ہوگا کہ وہ دیکھ بھی رہا ہے سن بھی رہا ہے میرا کوئی بھی فعل اس ذات مقدس سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ وہ تو نیتوں سے بھی واقف ہے تو وہ شخص اللہ کی پکڑ سے ضرور ڈرے گا وہ اس دن سے لازما" خوف زدہ ہوگا جب تمام اعمال ظاہر کردیئے جائیں گے اور جزا و سزا کا انحصار ان ہی اعمال پر ہوگا اب جتنا پختہ یقین اس کا اللہ پر ہوگا اتنا ہی یقین اس کو یوم آخرت پر بھی ہوگا نتیجتا" ایسا شخص تمام برے کاموں سے پرہیز کرے گا وہ کسی بھی صورت میں اللہ کی ناراضگی مول لینا پسند نہیں کرے گا ایسے شخص کو اگر کہا جائے کہ وہ رات کی تنہائی یا سات پردوں میں چھپ کر گناہ کرے وہ ایسا ہرگز نہیں کرے گا کیونکہ یہ اس کے ایمان کا حصہ ہے کہ خدا ہر حال میں مجھے دیکھ رہا ہے اور مجھے اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اور جب کبھی بھی اس کا یہ یقین کمزور ہوگا ایمان کمزور ہوگا تو خواہشات نفسانی سر ابھارنا شروع ہوجائیں گی اور آہستہ آہستہ شیطانی جال میں پھنستا چلا جائے گا اور گناہوں کا مرتکب ہوتا رہے گا اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارا ایمان باللہ مضبوط ہو ہمارا آخرت

پر ایمان مضبوط ہو۔

ارشاد خداوندی ہے کہ۔

ہم نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں ہم اس کی شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے (سوہ ق)۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے اوصاف بیان فرمارے ہیں کہ ہم نے ہی انسانوں کو پیدا کیا ہے اور اس کے تمام اعمال سے ہم واقف ہوتے ہیں جو یہ کررہا ہوتا ہے بلکہ اس کے دل میں پائے جانے والے وسوسوں سے بھی ہم آگاہ ہوتے ہیں کیونکہ ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اب جو شخص اس بات پر یقین رکھتا ہوگا کہ اللہ میری شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو کیا ایسا شخص گناہ کا مرتکب ہوگا ہر گز نہیں جب تک کہ وہ اپنے اس ایمان سے متزلزل نہ ہوجائے جب تک وہ بے فکر اور بے خوف نہ ہوجائے یعنی شیطان کے فریب میں آجائے تو پھر اپنے نفس کے ورغلانے میں آکر خدا کی یاد سے غافل ہوجائے تب ہی وہ ناپسند کام کرے گا۔

پھر ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ لوگو! اپنے رب کے غضب سے بچو حقیقت یہ ہے کہ قیامت کازلزلہ ہولناک چیز ہے جس روز تم اسے دیکھو گے یہ حال ہوگا ہر دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہوجائے گی اور لوگ مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشہ میں نہ ہوں گے بلکہ اللہ کا عذاب ہی ایسا ہوگا (سورہ الحج)

قرآن مقدس کی ان واضح آیات کو پڑھ کر اور سمجھ کر کون مسلمان ہوگا جو خوف سے کانپ نہ رہا ہوگا کیا ایسا شخص گناہ کا مرتکب ہوگا ہر گز نہیں کون

Marfat.com

بدبخت ہوگا جو اللہ کے عذاب کو دعوت دے گا اور ان کاموں سے پرہیز نہ کرے گا جو ہمارے لیے ممنوع ہیں اور اگر کوئی یہ سب کچھ جان کر بھی گناہ کرتا ہے تو لازمی اس کا اللہ پر ایمان نہیں ہوگا اور یوم آخرت پر یقین نہیں رکھتا۔

انسان کا اللہ اور یوم آخرت پر یقین اس کو گناہوں سے روکتا ہے اور گناہ اسی وقت سرزد ہوں گے جب ایمان یا تو ختم ہوجائے گا یا ایمان کے کمزور لمحات ہوں گے اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے ایمان کو مضبوطی بخشے اور تمام برے کاموں سے دور رکھے۔

غیر مسلموں سے رواداری

خدائے بزرگ و برتر کا ارشاد ہے کہ مذہب کے معاملہ میں کسی پر کوئی جبر نہیں ہے یہ بات خدا ہی کے اختیار میں ہے کہ اگر وہ چاہیے تو تمام دنیا کو ہدایت عطا کرے اور ہر طرف ایمان والے ہی ایمان والے نظر آئیں گے یہ سب جانتے ہوئے بھی کیا تم مخلوق خدا سے اس وقت تک برابر نفرت کرتے رہو گے جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں خدا اگر یہ ہی چاہتا تو سب کو ہدایت دے کر مسلمان بنادیتا لیکن نہیں ہم نے تو کفر اور ایمان کی راہیں سب کے سامنے کھول کر رکھ دیں اب انہیں اختیار ہے کہ خواہ وہ ایمان لے آئیں یا اپنے کفر پر قائم رہیں۔

دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا مذہب ہو جو اپنے ماننے والوں کو ایسی تعلیم سے نوازتا ہو جو مذہب کے نام پر دوسروں سے روا رکھے جانے والے نفرت کے رویہ سے اپنے ماننے والوں کو منع فرماتا ہو یہ شرف صرف اسلام کو ہی حاصل ہے کہ وہ جبر کا بالکل قائل نہیں ہے اور نہ ہی کسی قسم کے جبر کا حکم دیتا ہے بلکہ دینی معاملات میں ہر قسم کے جبر کو ناجائز قرار دیتا ہے بلکہ مسلمانوں کو باور کرایا گیا ہے کہ ہدایت دینا یا نہ دینا خدائے بزرگ و برتر کے ہاتھ میں ہے تم دعوت

دے سکتے ہو اور وہ بھی پیار اور محبت سے ابتداء میں جوش و ایمان کی بدولت
ایسا ہوا کہ کچھ مسلمانوں کے دل میں کفار سے ان کے کفر کی بدولت نفرت کا
جذبہ پیدا ہوگیا تھا لیکن فوراً ہی اس کی تردید کرتے ہوئے پروردگار عالم نے
اس نفرت کے رویہ کو ممنوع قرار دے دیا ہے اور مسلمانوں کو یہ باور کرا دیا
گیا کہ یہ اختیار ہمارے پاس ہے مالک ہم ہیں تم نہیں ہو رازق ہم ہیں خالق
ہم ہیں تمام اختیارات ہمارے پاس ہیں جس کو چاہیں ہدایت دیں اور جس کو
چاہیں ہدایت نہ دیں تمہارے ذمہ صرف یہ کام ہے کہ ہمارا پیغام بندوں تک
پہنچاتے رہو تم زبردستی کسی کو مسلمان بنانے والے کون ہو تمہیں تو یہ اختیار
بھی نہیں ہے کہ تم کسی سے مذہبی معاملات میں اختلاف کی وجہ سے نفرت بھی
کرو اس لیے ہمارے بندوں پر جبر نہ کرنا یہ ممکن ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہم
سب کو ہدایت دیتے لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا بلکہ ہم نے یہ ان ہی پر چھوڑ دیا
ہے ہاں راستوں کی نشاندہی ضرور کروائی ہے انتخاب ان پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ
کونسا راستہ اختیار کرتے ہیں اگر چاہیں تو ایمان لے آئیں اور اگر چاہیں تو کافر
رہیں ان احکامات کی موجودگی میں ایسی تعلیم سے بہرہ ور ہو کر کون مسلمان ایسا
ہوسکتا ہے جو جبر سے کام لے اور غیر مسلموں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور
کرے اسی لیے مسلمانوں نے ہمیشہ غیر مذاہب کے ساتھ فیاضیانہ رویہ اختیار کیا
دین اسلام کی اچھائیاں بیان کرنا احکامات خداوندی کی تبلیغ کرنا ان کو دوسروں
تک پہنچانا اور دین اسلام کی طرف بلانا منع نہیں ہے بلکہ مسلمانوں پر فرض
ہے لیکن اس کے لیے بھی اچھا رویہ اور حسن سلوک سے کام لینے کا کہا گیا
ہے۔

Marfat.com

مسلمانوں پر یہ بات واضح کردی گئی ہے کہ ہم نے ہر قوم میں ان کی رہنمائی کے لیے کوئی نہ کوئی حادی ضروری بھیجا ہے کوئی بھی قوم ایسی نہیں ہے جس کی رہنمائی کا بندوبست نہ کیا ہو ان کو تو کسی قوم کے مذہبی پیشوا کو سخت الفاظ سے مخاطب کرنے سے بھی منع کیا گیا ہے کیونکہ اسلام نہیں چاہتا کہ یہ ان کو برا کہیں اور وہ غصہ میں ان کو برا کہیں قرآن مقدس میں جتنے بھی نبیوں کا تذکرہ ہے حکم ہے کہ ان پر ان کی کتابوں پر ایمان لاؤ عمل کرنا جائز نہیں کہ مسلمان حضورؐ کے امتی ہیں قرآنی احکامات پر عمل ہم پر فرض ہے لیکن کسی کتاب سے انکار اور کسی نبی سے انکار کوئی مسلمان ہرگز ہر گز نہیں کرسکتا مسلمان کے لیے اللہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مقدس پر یوم آخرت پر اور ان سے پہلے مبعوث فرمائے گئے تمام انبیاء پر اور ان کی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے اسلام سب کی عزت کا حکم دیتا ہے یہ ان کا کام ہے کہ وہ اسلام قبول کرتے ہیں یا نہیں مسلمان کا کام صرف دعوت دینا ہے اسلام میں تو کسی کے ساتھ منافقت کے ساتھ (یعنی دل میں کچھ اور ہو اور ظاہر کچھ اور کرے) ملنا بھی ممنوع ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ تم غیر مسلموں کے بتوں باطل معبودوں اور دیوتاؤں وغیرہ کو بھی برا مت کہو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ بغیر سوچے سمجھے تمہارے رب کو برا کہیں گے کتنی فراخدلی ہے اسلام میں کوئی مذہب اسلام کے علاوہ ایسی مثالیں پیش کرسکتا ہے ہرگز ہرگز نہیں یہ شرف تو صرف اسلام کو ہی حاصل ہے۔

ایسے میں کون کسی کو برا کہہ سکتا ہے کون کسی سے نفرت کرسکتا ہے ہاں

Marfat.com

البتہ دین کی دعوت ضرور دے سکتا ہے اسلام کہتا ہے کہ سوچو غور کرو اگر دل چاہے تو قبول کرلو نہیں دل چاہتا تو نہ کرو اسلام جبر کا قائل ہر گز نہیں ہے۔

دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد بھی انسان خود مختار رہتا ہے کوئی مجبوری نہیں ہے کہ تم غیر مذہب سے مت ملو بعض اوقات مجبوری کے تحت تعلقات بھی رکھنے پڑتے ہیں اور اس کی اجازت بھی ہے **مثلاً** "کسی قصبہ میں ۱۰ ہزار غیر مسلم ہیں اور صرف ۵۰۰ مسلمان تو تعلقات تو رکھنے پڑیں گے معاشرتی بھی اور کاروباری بھی لیکن اس طرح نہیں کہ تم ان کی طرح نظر آنے لگو۔ مسلمان اپنی خصوصیات برقرار رکھیں ایسا صرف توحید خالص کو دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کی رسومات اور مشرکانہ حرکتوں سے بچے رکھنا مقصود ہے ورنہ میل جول رکھنے کی اجازت ہے، کاروبار کی اجازت ہے لیکن کسی مسلمان پر فوقیت دے کر نہیں کیونکہ پہلے بھائی پھر غیر اور مسلمان تو مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔

اس لیے یہ تمام خدشات بے سود اور الزامات بے بنیاد ہیں کہ اسلام میں جبر ہے بالکل نہیں یہ آپ کے اختیار میں ہے کہ قبول کریں یا نہ کریں جب اللہ زبردستی نہیں چاہتا تو پھر مسلمان کیسے زبردستی سے کام لے سکتے ہیں۔ مسلمان کا کام صرف احکامات خداوندی کو پیش کرنا ہے اسلام کی دعوت دینا ہے اور وہ بھی محبت سے رواداری سے۔ ہدایت عطا کرنا اللہ کا کام ہے۔

Marfat.com

راؤ سہیل اسلامک سنٹر

کلام میں شائستگی

اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے کہ جس میں زندگی کے ہر لمحہ کی راہنمائی پائی جاتی ہے زندگی کا کوئی موڑ ایسا نہیں ہے جب ہم چاہیں کہ قرآن سے رہنمائی حاصل کریں اور قرآن خاموش رہے عبادات ہوں یا انسان کی معاشرتی زندگی فرد واحد کا کوئی مسئلہ ہو یا اجتماعی مسئلہ قرآن تمام معاملات میں کامل رہنمائی فراہم کرتا ہے ہر برے کام سے روکا گیا ہے انسانوں کو اور ہر اچھے کام کے لیے تاکید فرمائی گئی ہے بڑی سے بڑی نیکی سے لے کر چھوٹی سے چھوٹی نیکی وضاحت سے ظاہر کی گئی ہے بھلائی ذرہ برابر کیوں نہ ہو اس کے اجرو ثواب کا وعدہ ہے اور برائی کی سزا کا بھی خواہ وہ بھی ذرہ برابر ہی کیوں نہ ہو ان ہی برائیوں میں ایک برائی بدگوئی ہے غیبت ہے کسی کا تمسخر اڑانا ہے قرآن ان تمام برائیوں سے انسان کو منع کرتا ہے بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ ان

Marfat.com

برائیوں کے برے اثرات زیادہ ہیں اس لیے ان سے باز رہو بلکہ قرآن تو معمولی برائی یعنی کسی سے بدتمیزی سے گفتگو کرنے سے بھی منع فرماتا ہے اسلام چاہتا ہے کہ جب دو فرد گفتگو کررہے ہوں تو نہایت ہی پیار سے کریں لہجہ دھیمہ ہو چہرے پر خوشی کا اظہار ہو اور یوں گفتگو کریں کہ جیسے بھائی بھائی سے ہمکلام ہوتا ہے ایک دوسرے کی عزت کا خیال ہو احترام ہو اور پھر جو نقطہ زیر بحث ہو اس میں ایک دوسرے کے خیالات کو سمجھا بھی جائے سنا بھی جائے صرف اس لیے کہ میں نہیں چاہتا یا پسند نہیں کرتا تو اس معاملہ میں کوئی بات نہیں سنوں گا دوسروں کو بھی سنیں اور اپنی بھی کہیں اور دونوں باہمی محبت سے کوئی نتیجہ نکالیں ایسا نہیں کہ بات کا بتنگڑ بنا کر ناراض ہو کر ایک دوسرے سے منہ پھیر کر چل دیں۔

اسلام انسانوں کو شائستگی کے وہ گر سکھلاتا ہے کہ مسلمان تو مسلمان اگر تمام انسان ان پر عمل کریں تو ان میں اخوت کا رشتہ کبھی بھی کمزور نہ پڑے دن بدن مضبوط سے مضبوط ہوتا چلا جائے محبت پیدا ہوجائے ایک دوسرے کے دلوں میں موجود عداوتیں ختم ہوجائیں رنجشیں تمام ہوجائیں اور دوستی و بھائی چارے کی فضاء پیدا ہوجائے معاشرے ایک بہترین معاشرہ بن جائے ایسا صرف ایک حکم کی پابندی سے ہوسکتا ہے صرف ایک بات کی پابندی یعنی شائستگی کلام کی تعلیم جو قرآن ہر انسان کو خصوصاً" مسلمان کو دیتا ہے قرآن صرف مسلمانوں کا ہی نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کا ہے جو دل کی گہرائیوں سے اس سے رہنمائی چاہتا ہے اور پھر اس کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتا ہو قرآن ایک کھلی دعوت ہے تمام دنیا کے لیے کہ آؤ میری تعلیمات پر عمل کر کے دیکھو ہر

Marfat.com

طرف امن ہی امن ہوگا محبت ہی محبت ہوگی سلامتی ہی سلامتی ہوگی کیونکہ میں جس دین کی تعلیم دیتا ہوں وہ دین ہی سلامتی کا دین ہے اسلام اور تعلیمات اسلام روئے زمین کے تمام انسانوں کے لیے ہے کیونکہ اللہ سب کا معبود ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمام بنی نوع انسان کی رہنمائی کے لیے معبوث فرمائے گئے آپؐ کی تعلیمات تمام کرہ ارض کے لیے ہیں یہ دین عالمگیر دین ہے۔

ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

میرے بندے جب تو کسی سے گفتگو کیا کرے تو نرمی سے کیا کرو ظلم و معصیت کی بات نہ کر یہ بھی نہ کر کہ کانا پھوسی اور سرگوشیاں کرنے لگو۔

مالک کائنات کا دلنشین انداز ملاحظہ فرمایئے کہ کس محبت اور شفقت کے ساتھ اپنے بندوں کو سمجھایا جارہاہے کہ جب گفتگو کرو تو نرمی سے محبت سے پیار سے اور ظلم نہ کرنا غصہ نہ کرنا تحمل سے بات کرنا چھوٹی سے چھوٹی بات بھی سمجھائی جارہی ہے کہ کانا پھوسی بھی مت کرنا اور آہستہ آہستہ راز داری سے باتیں بھی مت کرنا کیونکہ سرگوشیاں شکوک پیدا کرتی ہیں اور کانا پھوسی کرنے سے دوسرے لوگ غلط مطلب نکال لیتے ہیں اس لیے منع فرمایا جارہا ہے کتنے شفقت بھرے انداز سے نصیحت فرمائی جارہی ہیں جیسے کوئی بہت ہی مہربان کسی کو نصیحت کرتا ہے کہ یوں کرنااور یوں نہ کرنا اگر یہ طریقہ اختیار کرو گے تو فائدہ ہوگا اور اگر یوں کرو گے تو نقصان اٹھاؤ گے یہ بات کھول کھول کر بیان فرمائی جارہی ہے درحقیقت زبان کی لغزش زبان تک ہی محدود نہیں رہتی اس کے برے اثرات مرتب ہوتے ہیں دوسرے شخص کی دل آزاری ہوتی ہے بلکہ

غلط زبان کا اثر تمہارے اپنے دل پر بھی پڑے گا یہ ہی وجہ ہے کہ بدزبانوں کے قلب عموماً سخت ہوتے ہیں۔

پھر ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

(جب منہ سے بات نکالو تو انصاف کی نکالو' خواہ اس سے تمہارے کسی عزیز کا نقصان ہی ہوتا ہو) یعنی ہمیشہ سچ کا ساتھ دو یہ سوچے بغیر کہ کون تمہارا اپنا ہے اور کون پرایا بغیر کسی حیل و محبت کے سچی بات کرو اپنا یا پرایا سوچ کر ڈنڈی مارنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ ایسا کرنا ظلم ہے اور ظلم کو اللہ پسند نہیں فرماتے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ بات وقار کے ساتھ کرو شرین زبان اور نرمی سے کرو بڑوں سے جب بھی کر رہے ہو تو ان کے ادب کا لحاظ کرو اور جب بڑے چھوٹوں سے بات کر رہے ہوں تو ان سے شفقت سے بات کریں اسلام صرف ایک ہی طرف نصیحت کا دباؤ نہیں ڈالتا بڑوں کی عزت کا خیال کرنے کا حکم اگر چھوٹوں کو دیا گیا ہے تو چھوٹوں پر شفقت کا برتاؤ کرنے کا حکم بڑوں کے لیے بھی موجود ہے اور جب دونوں اپنے اپنے دائرے میں رہیں گے تو یقیناً بہترین ماحول میسر آئے گا بہترین معاشرہ تشکیل پائے گا جہاں محبت ہوگی احترام ہوگا شفقت ہوگی ایک دوسرے کی بات کا اپنا ایک مقام ہوگا کوئی زبردستی اور زیادتی نہیں ہوگی اس لیے ہمیں ہر کام میں اللہ کے احکامات کو مدنظر رکھنا چاہیے اور ان احکامات پر عمل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے کیونکہ یہ تعلیمات بہرحال انسان کے فائدے کے لیے ہیں ان تعلیمات پر عمل کر کے انسان دنیاوی زندگی اور آخرت کی زندگی میں بھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہوتا ہے۔

Marfat.com

تکبر کی حقیقت

غرور کے معنی ہیں کہ انسان خود کو دوسروں سے بہتر اور فائق سمجھے اور ایسا سمجھنے سے جو دل میں غرور (بڑے پن کا احساس) پیدا ہوتا ہے اسی کو تکبر کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک و تعالیٰ سے اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے الٰہی میں تکبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔غرور علم کا بھی ہوسکتا ہے بزرگی کا بھی ہوسکتا ہے اور دنیاوی مال و دولت کا بھی یہ ایک ایسا مہلک مرض ہے کہ جو شخص بھی اس کا شکار ہوجائے وہ دوسرے انسانوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھتا ہے ہر کوئی اس کو خود سے کمتر دکھائی دیتا ہے پروردگار عالم کو یہ بات قطعاً پسند نہیں ہے کہ کوئی اس کی مخلوق کو حقارت کی نظر سے دیکھے دوسروں کو خود سے کمتر اور بے حیثیت سمجھے اور اسلامی تعلیمات میں تو سب انسان برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے ہاں جس کے اعمال اچھے ہوں وہ اچھا ہے لیکن دل میں اس جذبہ کا پایہ جانا جس کو غرور کہتے ہیں کسی صورت میں مالک کائنات کو پسند نہیں جو انسان بھی متکبر ہوجاتا ہے اس کے اٹھنے بیٹھنے چلنے پھرنے کے طور طریقے ہی بدل جاتے ہیں ایسا شخص اپنی ہر بات میں برتری کے پہلو نکالتا رہتا ہے صرف یہ ہی نہیں بلکہ الٹا دوسروں سے بھی اپنی

Marfat.com

تعظیم کا خواہاں ہوتا ہے نہ تو کسی سے بات کرنا پسند کرتا ہے اور نہ ہی کوئی نصیحت قابل عمل سمجھتا ہے بس اس کو تو صرف اپنا آپ ہی دکھائی دیتا ہے سمجھتا ہے کہ جو میں ہوں ایسا دوسرا کہاں ہوسکتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا متکبر کس کو کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو ٹوک الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ **متبکر** وہ ہے جو خدا کے سامنے گردن نہ جھکائے اور دوسروں کو حقارت سے دیکھے کس قدر قابل مذمت ہیں یہ دونوں فعل ایک اپنے خالق و مالک کے سامنے سر نہ جھکایا اور دوسرا اس کی مخلوق کو حقیر سمجھنا دونوں ہی صورتوں میں اخلاقی برائیاں پیدا ہوتی ہیں انسان نیک اخلاق نیک اعمال سے محروم ہوجاتا ہے کیونکہ جس شخص پر بھی خود پسندی کا غلبہ ہوگا وہ شخص نہ کسی کا احترام کرے گا اور نہ ہی شفقت سے پیش آئے گا باہمی بھائی چارے محبت و الفت کو تعلیمات اسلام میں بہت ہی اہمیت دی گئی ہے جو چاہت اور پیار مسلمانوں میں ہوتا ہے یا ہونا چاہیے وہ کسی متکبر شخص میں کب ہوتا ہے متکبر شخص تو صرف اپنی ذات ہی میں قید ہو کر رہ جاتا ہے۔

خدا کے بندوں کو حقارت سے دیکھنا حق بات کو نہ ماننا اور اپنی ہی بات کو بہتر جاننا یہ سب متکبر انسان کی نشانیاں ہیں۔

شان اور بزرگی تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے یہ تو اسی کی صفات خاص ہیں اور جو شخص یہ دونوں خوبیاں خود میں سمجھے یا ظاہر کرے تو اس سے زیادہ بارگاہ الٰہی کا معتوب اور کون ہوگا بندوں سے تکبر کرنا سوائے خدا بزرگ و برتر کے کسی کو زیب نہیں لہٰذا جو بھی خدا کے بندوں سے تکبر کرتا ہے گویا وہ خدا سے (نعوذ باللہ) مقابلہ کرتا ہے۔

شیطان کا واقعہ جو قرآن مقدس میں بیان فرمایا گیا ہے اس سے یہ ہی بات بیان کرنا مقصود ہے کہ تکبر کیسی کیسی آفتیں ڈھاتا ہے یہ تکبر ہی تھا جس کی وجہ سے شیطان اللہ کی نافرمانی کر کے تباہ و برباد ہوا اور آدم علیہ اسلام کو سجدہ نہ کیا جیسا کہ پہلے عرض ہوچکا ہے کہ تکبر کی کئی اقسام ہیں اور ہر ایک انسان کے لیے نقصان دہ ہے بلکہ تباہ کرنے والی ہے دنیاوی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی اسی لیے تو اللہ کے بندے مجسمہ عجزو انکساری ہوتے ہیں اور ڈرنے والے ہوتے ہیں وضاحت کے لیے ایک روایت بیان کرنا ضروری ہے کہ بات سمجھ میں آجائے کہ بنی اسرائیل میں ایک بڑا ہی عابد و زاہد شخص تھا اور ایک بڑا ہی فاسق و بدکردار ایک ٹکڑا ابر کا اس زاہد کے سر پر سایہ فگن تھا اس فاسق و بدکار شخص کو خیال آیا کہ کیوں نہ میں بھی اس عابد و زاہد کے پاس جاکر بیٹھ جاؤں ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ اس کی برکت سے مجھ پر بھی رحم فرمائے جب یہ شخص اس زاہد کے پاس جاکر بیٹھا تو زاہد کے دل میں خیال پیدا ہوا (یعنی غرور) کہ یہ نالائق میرے پاس آکر کیوں بیٹھ گیا ہے یہ تو بہت ہی نکما اور گنہگار شخص ہے (یعنی اپنے زہد کا غرور غالب آگیا) یہ خیال کر کے زاہد نے اس شخص سے کہا کہ یہاں تمہارا کیا کام یہاں سے اٹھو اور جاؤ وہ بیچارا اٹھ کر چلا گیا اور قدرت خدا کی ابر کا ٹکڑا جو اس زاہد کے سر پر سایہ فگن تھا وہ بھی اس کے ساتھ چلا گیا تب اس عہد کے رسول پر وحی ہوئی کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ اب دونوں نئے سرے سے عمل کریں کیونکہ جو گناہ اس فاسق نے کیے تھے وہ میں نے نیک خواہش کے عوض بخش دیے اور عابد نے جو عبادت کی تھی وہ اس کی تکبر نے برباد کردی۔

Marfat.com

اس روایت سے تکبر اور عجز و انکساری کا فرق بالکل واضح ہوجاتا ہے کہ کبھی کبھی انکساری اور شرمندگی گناہوں کی معافی کا سبب بن جاتی ہے اور ایک تکبر تمام اعمال کو غارت کردیتا ہے اسی وجہ سے تکبر سے بچنے کی تاکید بار بار مسلمانوں کو کی جاتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے گا تو بہت گنہگار ہوگا۔

تکبر سے تمام سعادت کے راستے بند ہوجاتے ہیں اور انسان بہشت سے محروم اور جہنم کی آگ کا حق دار بن جاتا ہے اس مرض کا علاج عجز و انکساری کے سوا کچھ نہیں ہے یا پھر انسان اپنی حقیقت سے آگاہ رہے اور ہمیشہ یاد رکھے کہ اس کی ابتداء ایک گندہ خون کا قطرہ ہے جس سے بڑھ کر نجس چیز اور کوئی نہیں اس کی اصل خاک ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی پست نہیں ہے پھر یہ اتراتا کس بات پر ہے اکڑتا کس بات پر ہے کیوں تکبر کرتا ہے قدرت کاملہ نے اس کو نجس لہو سے پیدا فرمایا پھر گوشت کا لوتھرا بنا جو نہ تو سننے کی طاقت رکھتا تھا اور نہ بولنے کی پھر ہاتھ اور پاؤں دیئے اور پھر دیگر اعضاء پیدا کیے ظاہر ہے کہ خون کا گندہ قطرہ جو اس کی بنیاد ہے اور خاک جو اس کی اصل ہے ان میں تو کوئی چیز ایسی نہ تھی لیکن صرف اس لیے کیا گیا کہ انسان اپنے خالق کو پہچانے اس کی کبریائی کو پہچانے اور کی عظمت کو پہچانے بلکہ اس لیے نہیں کہ یہ خود تکبر کرتا پھرے تکبر اور بڑھائی تو صرف اللہ ہی کے لیے ہے شان اور بزرگی اسی کا حق ہے۔

صرف اتنی سے بات انسان اگر یاد رکھے تو ہمیشہ اپنا سر اللہ کے حضور جھکائے رکھے اور اس کی عظمت و بزرگی کے گن گاتا رہے۔

انسان کی بزرگی تو صرف آخرت کی نجات میں ہے اگر نجات مل گئی تو بہتر ورنہ اس سے زیادہ شرمسار اور کون ہوگا انسان اگر آخرت کو یاد کر کے ہی اپنے اعمال پر نظر رکھے تو کبھی تکبر نہ کرے درحقیقت متکبر انسان کا اللہ سے ایمان اٹھ جاتا ہے ورنہ جو خدا کی بزرگی برتری اور عظمت پر یقین رکھتا ہے وہ تو ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے اور ڈرنے والے تو اپنے سروں کو جھکائے رہتے ہیں اور متکبر اس سے محروم ہوجاتا ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مغرور اور جابر کے دل پر مہر لگادیتا ہے مقصد یہ ہے کہ غرور کرنے والا شخص اپنے غرور کی وجہ سے تمام نیکیوں سے محروم رہ جاتا ہے پہلی بات تو یہ کہ وہ نیکی کرتا ہی نہیں اور اگر کوئی نیکی اس سے ہو بھی جاتی ہے تو وہ قبول نہیں ہوتی کیونکہ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی ہوتی ہے ان کے دل نیکی کی طرف مائل ہی نہیں ہوتے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔

جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر غرور ہوگا وہ بہشت میں نہیں جائے گا

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔

جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں ہے اور یہ صرف اللہ ہی کی صفت خاص ہے اگر ہمیں اللہ اور آخرت پر یقین ہے تو ہمیں اس سے بچنا ہوگا خدا ہمیں اپنی پناہ میں رکھے آمین۔

Marfat.com

والدین کی نافرمانی

یہ حقیقت ہے کہ انسان کا پیدا کرنے والا اس کا خالق و مالک صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے لیکن اس حقیقت کی تکمیل والدین (یعنی ماں باپ) کے ہی ذریعہ ہوتی ہے انسان اس کرہ ارض پر والدین کی ہی وساطت سے آتا ہے اور ایسا نظام مالک حقیقی کا ہی قائم کردہ ہے اسی لیے خدائے بزرگ و برتر کے بعد سب سے زیادہ انسان پر اگر کسی کا حق ہے تو وہ والدین کا ہے ماں باپ کی عظمت اور ان کے حقوق کے متعلق اگر کچھ پوچھنا ہو تو قرآن سے پوچھیے جگہ جگہ قرآن مقدس میں والدین کے حقوق کا ذکر ان کے ادب و احترام کا اور ان سے حسن سلوک کا حکم ملتا ہے اللہ کے حقوق کے ساتھ ساتھ ماں باپ کے حقوق کی بات کی گئی ہے توحید رب کے بعد والدین سے احسان کا حکم ہے اللہ کی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ والدین کی شکر گزاری کا حکم ہے۔

والدین درحقیقت اولاد کے محسن ہوتے ہیں اور احسان مندی کا یہ تقاضہ ہے کہ احسان کرنے والے کی شکر گزاری کریں اولاد کی پرورش والدین جس محبت سے کرتے ہیں وہ ہمارے سامنے ہے اپنی ہر خواہش کو پس پشت ڈال کر ان کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں اور اگر کبھی کبھی تلخ اور سخت رویہ اختیار

Marfat.com

کرتے ہیں تو اس میں بھی اولاد ہی کی بھلائی ہوتی ہے اس لیے ان کے ہر فعل میں شفقت اور محبت کا عنصر ضرور شامل ہوتا ہے والدین ہر قربانی اپنی اولاد کی خاطر دیتے ہیں یوں کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ اپنی زندگی جوانی نچھاور کرتے ہوئے اولاد کو جوانی کی دہلیز تک لے جاتے ہوئے خود تھک کر بڑھاپے کا شکار ہوجاتے ہیں غرض کہ ماں باپ کے احسانات کا گنوانا بہت مشکل ہے اس لیے ان کی محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہمارے سینے ان کی عقیدت احسان مندی اور ان کی محبت سے لبریز رہیں۔

قرآن مقدس میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا (سورہ البقرہ)

ایک اور جگہ ارشاد خداوندی ہے:

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو (سورہ النساء)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! ان سے کہو کہ آؤ میں تمہیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں یہ کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو (سورہ انعام)

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے وصیت کی کہ میرا شکر کرو اور ماں باپ کے شکر گزار رہو (سورہ لقمان)

انہی وضاحت کے باوجود کچھ بدبخت ایسے بھی ہوتے ہیں جو والدین کی نافرمانی اور ان سے بے ادبی اور بدتمیزی سے پیش آنا اپنی عادت بنالیتے ہیں ان پر نہ تو قرآنی آیات کا اثر ہوتا ہے اور نہ احادیث مبارکہ کا درحقیت ایسے انسانوں کا

Marfat.com

اللہ سے ایمان ختم ہوچکا ہوتا ہے اور روز آخرت کا خوف ان کے دل میں نہیں ہوتا ورنہ کون ایسا بدنصیب ہوگا جو اتنے واضح احکامات کی خلاف ورزی کرے گا۔

پروردگار عالم سب انسانوں سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ اللہ کی بندگی کرو اور کسی بھی طرح کسی کو میرا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو مزید وضاحت ہورہی ہے کہ ہم نے ایسا کر کے یا حکم دے کر ان کو پابند کردیا ہے کہ وہ شرک میں مبتلا نہ ہوں اور والدین سے نیک سلوک کریں پابند کردینے کا مقصد یہ ہے کہ خبردار کوئی بھی شخص کسی بھی صورت میں ان احکامات سے فرار حاصل نہیں کرسکتا ہر حال میں احکامات خداوندی کی پیروی کرنا لازمی ہے احسان کا مطالبہ کیا ہے والدین کو کھانے کو دینا پہننے کو کپڑا دینا ان کی خدمت کرنا کیا یہ سب باتیں احسان ہیں نہیں بلکہ یہ تو ان کا حق ہے احسان تو اس کو کہتے ہیں کہ حق سے زیادہ دو ادب و احترام کا خیال رکھو جیسا کہیں ویسا کرو لیکن ان کا کہنا احکامات خداوندی کے مخالف نہ ہو ہمیشہ نظریں نیچی رکھ کر بات کرو کبھی بھی بحث کرنے کی کوشش نہ کرو حتیٰ کہ آپ کو معلوم ہو کہ والدین مجھ پر زیادتی کررہے ہیں تب بھی درگزر کرو اور ادب و احترام کا دامن تھامے رہو اللہ یقیناً" اس کا صلہ آپ کو دے گا والدین کے حق میں دعا کیا کریں کہ الٰہی جس طرح والدین نے مجھ پر شفقت کی تو بھی ان پر مہربان ہو اور ان کی بخشش کی دعا کیجئے۔

پروردگار عالم قرآن مقدس میں مزید وضاحت فرمارہے ہیں کہ ہم نے تو انسانوں کو وصیت کردی ہے کہ شکر کے معاملہ میں صرف دو ہستیوں کا شکر ادا کرو ایک

Marfat.com

میرا شکر ادا کرو (یعنی اللہ کا) اور دوسرا والدین کا۔"

شکر ادا کرنا ایک اچھی عادت ہے کیونکہ ایسا کرنا محسن کو خوش کر دینا ہے اور اللہ سے بڑھ کر انسانوں کا محسن اور کون ہے وہی تو ہم سب کا خالق اور مالک ہے تمام حمد و ثناء اسی کے لیے ہے سب نعمتیں اسی کی عطا کردہ ہیں یا پھر اس شکر گزاری کے حق دار ہمارے والدین ہیں جن کی بدولت ہم اس دنیا میں آئے ان کی ہی شفقت اور محبت نے ہمیں پروان چڑھایا۔ ہمارے جسموں میں نظر آنے والی طاقت ان کی ہی ہے ہماری جوانی ان کی ہی جوانی ہے جو وہ ہمیں دے کر خود بوڑھے ہو گئے یعنی پرورش میں خود محنت کرتے کرتے طاقت اور جوانی کھو بیٹھے اور ہم جوان ہو گئے اسی لیے اسلام والدین سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے ہمارے اچھے سلوک اور شکر گزاری کے۔اللہ کے بعد سب سے زیادہ حق دار ہمارے والدین ہی ہیں لیکن انسان خطا کا پتلا ہے قدم قدم پر بھٹک جاتا ہے اس کے اندر موجود شر کا مادہ جب بھی سر ابھارتا ہے تو انسان اس کے بہکاوے میں آجاتا ہے اور گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے اور یوں انسان بے ادب اور ناشکرا بن جاتا ہے بھول جاتا ہے کہ میں کیا تھا میری حیثیت کیا تھی اور میں آج جو کچھ بھی ہوں کس کی بدولت ہوں مجھے جو کچھ عطا ہوا کس نے کیا اور کس کی وجہ سے عطا کیا کچھ یاد نہیں رہتا اللہ تعالیٰ ناشکرے انسان کو بھی پسند نہیں فرماتے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ تم انہیں اف تک نہ کہو نہ انہیں جھڑکو بلکہ ان سے ادب و احترام کے ساتھ بات کرو (سورہ الاسرا)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی کسی بڑے گناہ کا تذکرہ

Marfat.com

آیات

فرماتے تو شرک کے علاوہ والدین کی نافرمانی کا ضرور ذکر فرماتے بعض اوقات تو شکر کے فوراً بعد والدین کی نافرمانی کو گناہ کبیرہ قرار دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کیا میں تم کو بڑے بڑے گناہ نہ بتادوں (آپؐ نے تین مرتبہ یہ دریافت فرمایا اصحابہ نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہؐ آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔

end

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ بڑے بڑے گناہ کون کون سے ہیں آپؐ نے فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا پھر پر عرض کیا کہ اس کے بعد بڑا گناہ کونسا ہے آپؐ نے فرمایا والدین کی نافرمانی کرنا۔

احکامات قرآنی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات بار بار ملتی ہے کہ شرک اور والدین کی نافرمانی کسی صورت میں بھی اللہ کو پسند نہیں ہے اور جس طرح شرک کو گناہ عظیم قرار دیا گیا ہے اس طرح والدین کی نافرمانی بھی ایک ظلم ہے جس طرح اللہ کو مشرک انسان بالکل پسند نہیں ہے اور اس کا گناہ قابل معافی ہے اسی طرح نافرمانی بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔

آپؐ کا ارشاد ہے کہ تین آدمیوں پر اللہ نے جنت حرام کر رکھی ہے شرک کا عادی والدین کا نافرمان اور بے حیائی کو گوارہ کرنے والا۔

آپؐ کا فرمان ہے کہ والد جنت کا درمیانی دروازہ ہے چاہو تو اسے محفوظ کرلو اور چاہو تو اسے ضائع کردو۔

دوسرا ارشاد ہے کہ اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد

کی ناراضگی میں ماں کے حق میں تو بے شمار احادیث مبارکہ ہیں کیونکہ درحقیقت ماں جیسی تکالیف شاید ہی کوئی اورانسان برداشت کرسکتا ہو جو وہ اپنی اولاد کے لیے اٹھاتی ہے ماں کی تو محنت کا صلہ دنیا انسان کے بس سے باہر ہے اسی لیے تو کہا گیا ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے (یعنی اس کی خدمت میں فرمابرداری میں ہے) لیکن قرآن میں ہمیشہ والدین کا ذکر ملتا ہے اور والدین سے مراد کوئی ایک نہیں بلکہ ماں اور باپ دونوں ہیں دونوں کی ہی فرمانبرداری ضروری قرار دی گئی ہے دونوں کا ہی شکر ادا کرنے کا حکم ہے دونوں ہی سے حسن سلوک سے پیش آنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور نافرمان اولاد کو دنیا و آخرت کے انجام بلکہ بدترین انجام سے خبردار کیا گیا ہے نیکی انسان کو بلند سے بلند مقام پر پہنچا سکتی ہے بشرطیکہ انسان اپنے والدین کا نافرمان نہ ہو اللہ کو یہ بات کبھی بھی پسند نہیں کہ انسان عبادت کرے روزے رکھے اور تمام احکامات پر عمل کرے اور ماں باپ کا نافرمان بھی ہو اللہ تبارک وتعالیٰ نافرمان اولاد کی کوئی بھی نیکی قبول نہیں کرتا خواہ وہ قدم قدم پر نیکیاں کرتا پھرے کیونکہ جب وہ نیکی کے سب سے زیادہ حق دار کے حق کو غصب کرتے ہوئے ان سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر دیگر نیکیاں اس کی کس کام کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی عبادات اور والدین کی خدمت کا حکم ساتھ ساتھ دیا ہوا ہے اور حکم کو ٹالنا یا اس سے روگردانی کسی بھی صورت کسی بھی مسلمان پر جائز نہیں ہے اگر ایسا کرے گا تو اللہ کا شدید عذاب ہے ایسے انسان کے لیے اور اللہ کو ایسا بھی حکم کا ماننا پسند نہیں ہے کہ آدھا حصہ پر عمل کرلو اور باقی آدھا پر عمل نہ کرو اللہ تو بھرپور پورا عمل چاہتا ہے پروردگار عالم یعنی اللہ کا حق بھی ادا کرو اور والدین کا

Marfat.com

حق بھی ادا کرو حسن سلوک سے پیش آؤ نافرمان مت بنو بلکل اسی طرح خلوص دل کے ساتھ جس طرح عبادت میں خلوص دل کا ہونا ضروری ہے اور جس طرح عبادت میں دکھلاؤ جائز نہیں ہے اسی طرح دکھلاوے کا احترام اور اچھا سلوک بھی جائز نہیں ایسا بالکل نہیں ہے کہ جب کوئی پاس بیٹھا ہو تو آپ عزت و احترام کا مظاہرہ کریں اور جب کوئی موجود نہ ہو تو بدتمیزی کریں بات بات پر بحث کریں اگر دوسرا کوئی موجود نہیں تو کیا ہوا پروردگار عالم تو دیکھ رہا ہوتا ہے اس لیے ریاکاری سے کام لینا بھی بری بات ہوتی ہے عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ جب مہمان گھر آئے ہوئے ہوں یا کوئی دوسرا جاننے والا موجود ہو تو جی امی جی اور جی ابا جی اور جی جی کی گردانیں سننے کو ملتی ہیں اور جب اکیلے ہو تو ہمیشہ تکرار کا سلسلہ جاری رہتا ہے درحقیقت یہ ریاکاری ہوتی ہے محض دنیا کو دکھلانے کی خاطر اور ایسا کرنے سے والدین کا دل خوش نہیں ہورہا ہوتا ان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ دنیا کو فریب دے رہا ہے لیکن بیچارے خاموش رہتے ہیں کہ چلو اولاد کی دنیاوی عزت تو بنی رہے لیکن پروردگار بھی تو دیکھ رہا ہوتا ہے وہ تو دلوں کے حالات سے واقف ہوتا ہے کہ نیکی کرتے وقت نیت نیکی کی تھی یا کہ دکھلائے کی تھی اور اعمالوں کا دارومدار صرف نیتوں پر ہے اور آخرت کی نجات صرف اعمال کے ذریعہ ممکن ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر میں نماز ادا کروں روز رکھو زکوۃ دوں حج کروں تو مجھے کیا ملے گا۔ حضورؐ نے فرمایا جو آدمی یہ سارے کام کرے تو وہ انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا بشرطیکہ وہ شخص والدین کا نافرمان نہ

Marfat.com

ہو۔

والدین کی نافرمانی کتنا بڑا جرم ہے جو اس حدیث مبارکہ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ نماز روزہ حج زکوۃ جیسی عبادات کو ادا کرنے والا شخص اس شرط کے ساتھ انبیاء اور شہدا کے ساتھ ہوگا کہ اگر والدین کا فرمانبردار بھی ہوگا۔

فرمانبرداری ہے ہی ایسی نعمت کہ اللہ فرمانبردار شخص سے راضی ہو کر اس پر اپنی رحمتوں اپنے انعام و کرام کے دروازے کھول دیتا ہے اور جنت کی نعمتوں سے نوازتا ہے اور نافرمانی کے لیے یہاں دنیا میں بھی سزا ہے اور آخرت میں بھی اس لیے اولاد کے لیے یہ ہی زیادہ بہتر ہے کہ وہ اپنے والدین کی دل و جان سے خدمت کریں ان کا احترام کریں ان کی جائز خواہشات پوری کریں ناجائز نہیں یعنی اگر کہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ تو ایسا کرنا جائز نہیں صرف یہ ہی ایک صورت ہے کہ آپ انکار کرسکتے ہیں اس میں بھی ادب کا پہلو مدنظر ہو آرام سے ان سے کہا جائے کہ میں آپ کا فرمانبردار ضرور ہوں لیکن جس کام سے مجھے میرے اللہ نے منع فرمایا ہوا ہے وہ میں نہین کرسکتا بالکل اسی طرح جس طرح اس نے جس کام کا حکم دیا ہوا ہے اس کام سے میں انکار نہیں کرسکتا آپ کی فرمانبرداری اللہ کا حکم ہے اور شرک کرنے سے منع اللہ نے ہی کیا ہوا ہے۔

سورہ لقمان میں ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

اور اگر تیرے والدین تجھ پر دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو ان کی بات کو ہرگز نہ مان اور دنیا میں ان سے نیک سلوک کرتا

رہ۔

Marfat.com

والدین کے حکم سے انکار صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ آپ کو شرک کی دعوت یا ترغیب دے رہے ہوں اور وہ بھی آپ صرف انکار کرسکتے ہیں لیکن ان کی تابعداری سے دست بردار نہیں ہوسکتے ان کی خدمت اور احترام اسی طرح ضروری ہیں اور ہمیشہ ان سے نیک سلوک ہی کرنا چاہیے۔

یہ بات تو اچھی طرح سمجھ میں آچکی ہوگی کہ نافرمان اولاد کس طرح اللہ کے ہاں گری ہوئی سمجھی جاتی ہے کہ اس کی نیکیاں تک بھی اللہ و تبارک و تعالیٰ قبول نہیں فرماتے ایسے شخص کی تمام کی تمام نیکیاں رائیگاں جاتی ہیں اور کبھی بھی جنت کی راحتیں اور نعمتوں سے فائدہ نہیں اٹھاسکے گا لہٰذا ہمیں چاہیے کہ اگر ہمارے والدین حیات ہیں دونوں یا دونوں میں سے کوئی ایک تو اللہ کی عنایت اور رحمت سمجھیں اور دل و جان سے ان کی خدمت کو اپنا فرض قرار دیتے ہوئے کبھی بھی اس سے غفلت نہ کریں اور ہمیشہ ان کے حق میں بھی دعا کرتے رہیں اور ان سے بھی اپنے حق میں دعا کرواتے رہیں کیونکہ والدین کی دعائیں ہی انسان کو سلامتی سے کامیابی سے ہمکنار کرتی ہیں آپ کے سامنے ایسی احادیث مبارکہ پیش کرنا از حد ضروری ہیں کہ جن سے ہمیں والدین کی فرمانبرداری کی تلقین اور فرمانبرداری کے صلہ میں اللہ کی نوازشوں کی نوید ملتی ہے نبی اکرام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور اس کی روزی میں کشادگی ہو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی اور صلہ رحمی کرے۔

پھر فرمایا۔

وہ آدمی ذلیل ہوا ذلیل ہوا ذلیل ہو (لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسولؐ کون

Marfat.com

آدمی) آپ ؑ نے فرمایا جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر جنت میں داخل نہ ہوا۔

اور ایک حدیث مبارکہ میں ہے۔

جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے اس کے بدلے میں خدا اس کو ایک حج مقبول کا ثواب بخشتا ہے لوگوں نے پوچھا اے خدا کے رسول اگر کوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح محبت کی نظر ڈالے آپ ؑ نے فرمایا ہاں اگر کوئی سو بار ایسا کرے تب بھی خدا سب سے بڑا اور بالکل پاک ہے ایک اور حدیث مبارک پیش ہے فرمایا کہ جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ احکامات خداوندی کا اطاعت گزار رہا اور اس نے ماں باپ کے حق تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اس کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا آپ ؑ نے اس سے پوچھا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں اس نے کہا جی ہاں زندہ ہیں آپ ؑ نے ارشاد فرمایا جاؤ اور ان کی خدمت کرتے رہو یہی جہاد ہے۔

ایک بار ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں نبی اکرم ؑ نے اس آدمی کے باپ کو بلوایا لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا آپ ؑ نے اس شخص سے پوچھا تو عرض کرنے لگا خدا نے رسول ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی میں مال دار تھا اور یہ خالی ہاتھ

Marfat.com

میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست و قوی ہے۔ میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مال دار ہے اب یہ اپنا مال بچا بچا کر رکھتا ہے بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رحمت اللعالمین کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور بوڑھے کے لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے ماں باپ کی خدمت اور فرمانبرداری آخرت کے لیے ایسا خزانہ ہے جس کا کوئی نعم بدل نہیں ہے بخشش کی سند اور جنت کے حصول کا ذریعہ والدین کی اطاعت فرمانبرداری ہے بشرطیکہ یہ احکام خداوندی کے تحت ہو یعنی ان قوانین اور ضابطوں کے مطابق ہو جو پروردگار عالم نے بتائے ہوئے ہیں ان احکامات خداوندی کے تابع ہو جو پروردگار عالم نے صادر فرمائے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے والدین کی خدمت کو اپنی زندگی کا شعار بنالیں اگر دونوں ہی موجود ہو تو غنیمت ورنہ جو ایک بھی اس دنیا میں ہے اس کی خدمت دل و جان سے کریں اور اگر دونوں ہی اپنے خالق حقیقی سے جاملے ہیں تو ان کے حق میں دعاء خیر کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ان کی بخشش کے لیے گڑگڑاء کر دعا مانگیں کہ اے پروردگار انہوں نے مجھے محبت اور شفقت سے پالا تیرے احکامات سکھائے تیرے دین پر کاربند بنایا آج یہ تیرے پاس پہنچ چکے ہیں تو ان پر رحم فرما ان کو بخش دے اور ان کے درجات کو بلند فرما۔

اے میرے پروردگار مجھ کو بخش دے اور میرے والدین کو بھی۔

Marfat.com

DATA ENTERED

روشنی ہی روشنی

حصہ اوّل

بیگم انیس مجید خان کے لیکچرز سے ماخوذ

With the
Compliments
of

مؤلف
زیارت غوری

Presentation
ESENA FOUNDATION
Not For Sale
By
ZIARAT GHORI